احکامِ عالمگیری

تصنیف

حمید الدین خان

ترجمہ

ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ
۲ ۔ کلب روڈ ، لاہور

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

فارسی تصنیف

حمید الدین خان

ترجمہ: ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com/

TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

۴۵۱

تصنیفِ بلند پایہ

۷۳۴

از

حمید الدین خان

۱۹۹۳ : ۸۰۸

لاجواب ترجمہ از

۶۹۹

مولوی خالد حسن قادری لندن

۱۹۹۳

ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ

۲۔ کلب روڈ، لاہور

TooBaa-Research-Library

جملہ حقوق محفوظ

طبعِ اول ۱۹۹۳
ناشر ڈاکٹر رشید احمد جالندھری
ناظم ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ،
۲۔ کلب روڈ، لاہور
مطبع طیبہ پرنٹرز۔ لاہور
قیمت -/۱۰۰ روپے

اس کتاب کی طباعت و اشاعت
اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد
کی مالی معاونت کی بدولت ممکن
ہوئی ہے۔ شکریہ!

TooBaa-Research-Library

پیش لفظ

اورنگ زیب عالمگیر (وفات ۱۷۰۷ء) خاندانِ تیموریہ کا آخری اولوالعزم حکمران ہے، جس کی بیدار مغزی، جفاکشی اور درویشانہ زندگی مغل تاریخ میں ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔ وہ اپنے مورثِ اعلیٰ ظہیر الدین بابر کی طرح تلوار اور قلم دونوں کا دھنی تھا۔ ان امور کا اعتراف ان لوگوں نے بھی کیا ہے جو نہ صرف اورنگزیب کے بعض سیاسی فیصلوں سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ انہیں مغل سلطنت کے انحطاط و زوال کا سبب بھی گردانتے ہیں۔ یہ اورنگ زیب ہی کی فولادی شخصیت تھی، جس نے انحطاط و زوال اور معاندانہ طاقتوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا تھا، جونہی اورنگزیب کی آنکھیں بند ہوئیں، تو اس کے نالائق، ناعاقبت اندیش اور عیش پسند جانشینوں نے ان طاقتوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے اور ذلت و رسوائی کے ہر تلخ گھونٹ کو پینے پر تیار ہو گئے۔ اس وقت لوگوں کو احساس ہوا کہ ایک مضبوط مرکز اور سیاسی استحکام کے بغیر امن و آشتی کی زندگی بسر کرنا کس قدر دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اورنگ زیب کی غیر معمولی شخصیت، اہلِ علم اور عوام الناس دونوں کی نگاہ کا برابر مرکز بنی رہی۔ اورنگ زیب کی شخصیت کا ایک پہلو وہ ہے جسے ہم رقعاتِ عالمگیری میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک معلم اور فرض شناس باپ کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں اور سلیقے سے بیٹوں کو نصیحت کرتے نظر آتے ہیں۔ اسی شخصیت کو ہم موجودہ کتاب "احکامِ عالمگیری" میں ایک مدبر اور بیدار مغز حکمران کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

TooBaa-Research-Library

رقعاتِ عالمگیری میں وہ اپنے بیٹے کو ایک خط میں بندے کے گناہوں اور خدائے بزرگ و برتر کے عفو و کرم کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ناکردہ گناہ درجہاں کیست بگو"، (کون ہے جس نے دُنیا میں گناہ نہیں کیا) یہ عمر خیام کی رباعی کا ایک مصرعہ ہے۔ لیکن اورنگ زیب نے یہاں دوسرے مصرعہ کو ("آں کس کہ گناہ نہ کرد چوں زیست بگو") کو نہیں لکھا، کیونکہ شاعرانہ شوخی کی یہ ترنگ کہ "گناہ کئے بغیر زندگی کیونکر بسر کی جاسکتی ہے"؟ مقام کی سنجیدگی سے ہم آہنگ نہیں تھی۔ اورنگزیب کے اخلاقی اور ادبی شعور نے اس مصرعہ کو حذف کرکے بتادیا کہ شعر کے استعمال میں سلیقہ چاہیے۔ ورنہ ہم نے "پڑھے لکھے" لوگوں کو شعروں کے انتخاب اور استعمال میں "رُسوا" ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اسی خط میں مزید لکھتے ہیں: "میاں عبداللطیف۔ قدس سرہ الشریف کی زبان (مبارک) سے ایک نادر بات ہم نے یاد کررکھی ہے، وہ ہے کہ خدا ناترس کو مزاج میں راہ دینا اور اہلِ حق کو دروازے سے دھتکار دینا بدترین گناہ ہے"۔ (مکتوب نمبر ۱۷۹)

ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں: "مکہ مکرمہ کے شریف (حاکم) نے ہندوستان کی دولت و ثروت کے بارے میں بہت کچھ سُن رکھا ہے؛ چنانچہ وہ ہر سال جلبِ منفعت کے لیے اپنا ایلچی بھیجتے ہیں۔ یہ "نذرانہ" جو ہم حاجت مندوں کیلئے بھیجتے ہیں، اس کے بارے میں خیال رہنا چاہیے کہ وہ اسی جماعت (حاجتمندوں) تک پہنچ گیا ہے۔ ... اگر کسی وجہ سے یہ صورت ممکن نہ ہو تو پھر یہ رقم اس ملک (ہندوستان) کے حاجتمندوں کو کیوں نہ بہم پہنچائی جائے کیونکہ تمام مقامات میں اسی پاک ذات کی جلوہ گری ہے"۔ (رقعہ ۱۷۴)

ان خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ اورنگ زیب کو فارسی اور عربی ادب پر کس قدر عبور حاصل ہے۔ ان خطوط میں وہ موقع کی مناسبت سے سعدی، رومی اور دوسرے

TooBaa-Research-Library

بلند پایہ فارسی شعراء کے اشعار کو نقل کرتے ہیں اور بعض مقامات پر قرآنِ مجید کی آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبوی، فنِ حدیث میں احادیث کے مقام کا بھی ذکر کرتے ہیں مثلاً ایک خط میں انہوں نے مشہور حدیث "انما الاعمال بالنیات" (اعمال کا دارومدار نیت اور ارادے سے وابستہ ہے) درج کی ہے، اس حدیث پر اورنگ زیب لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے بلکہ درجہ تواتر کے قریب جا پہنچی ہے۔

حمیدالدین خاں کی کتاب احکام عالمگیری میں ہم اورنگ زیب کو ایک دوسری ہی دنیا میں دیکھتے ہیں جہاں وہ ایک مدبّر اور بلند پایہ منتظم کے روپ میں سامنے آتے ہیں امورِ سلطنت میں رونما ہونے والی بدنظمی کا۔ خواہ اس کا مرتکب کوئی شہزادہ ہو یا کوئی سرکاری افسر سختی سے محاسبہ کرتے ہیں۔ وہ اس محاسبہ کو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی طور پر ضروری گردانتے ہیں۔ انتظامی امور اور اخلاقی اقدار کے باہمی رشتے کو ناگزیر جانتے ہیں اور اس رشتے کے ٹوٹ جانے کو سلطنت کی بربادی تصور کرتے ہیں اورنگزیب سرکاری ملازمین کے ذاتی عقائد کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ مثلاً احکام نمبر ۳۹ میں آیا ہے کہ ایک دفعہ ایک سرکاری اہل کار نے اورنگزیب کی خدمت میں درخواست پیش کی "بخشی گری کی (بخشی گری محکمہ مالیات کا ایک بڑا منصب تھا) دو نوکریاں ہیں اور ان دونوں پر بدمذہب اور دیوصفت ایرانی مقرر ہیں۔ (یعنی دونوں جگہ شیعہ حضرات فائز ہیں) اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس پرانے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت (یعنی سُنّی مسلک) کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو چھینا بھی جاسکے گا"۔

اس عرضی پر اورنگ زیب نے لکھا: "جو کچھ اس نے (درخواست گزار) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے، وہ سچ ہے اور حسبِ توفیق قدردانی بھی عمل میں آتی ہے جو کچھ بدمذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھتا ہے (اس سلسلہ میں خیال

TooBaa-Research-Library

رکھنا چاہیے کہ) دُنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امورِ انتظامی میں تعصب کا کیا دخل ؟" "لکم دینکم ولی الدین" (قرآن کی آیت کریمہ) اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم موقوف کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی عقلمندوں کے نزدیک مذموم بات ہے۔" (ص ۷۸، ۷۹)

احکام عالم گیری حکم نمبر ۸ میں ایک وصیت میں اورنگزیب لکھتے ہیں :

"اس عاصی غرقِ معاصی کو پاک و مقدس تربت حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور دفنایا جائے۔ کیونکہ گناہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لیے سوائے اس درگاہ سے التجا کئے رحمت اور مغفرت نہیں ہے۔ اس سعادتِ عظمیٰ کا سامان (چادر تربت امام حسینؓ) فرزند ارجمند بادشاہ علی زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔"

اسی وصیت میں مزید لکھتے ہیں : "قرآن شریف کی کتابت سے (جمع کیے ہوئے) تین سو پانچ روپے میرے صرفِ خاص میں ہیں۔ وفات کے دن فقرا کو دے دیے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقہ شیعہ کے نزدیک کتابت قرآن کی اجرت میں ناجائز ہونے کا شبہ ہے (اس رقم کو) کفن دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں (ص ۳۲، ۳۳)

کسبِ رزق میں یہ احتیاط اور کسبِ معاش میں یہ چھان بین بے شبہ خدا ترس لوگوں کا شیوہ ہے۔ ان واقعات سے امورِ ریاست میں اہلیت اور صرف اہلیت کا لحاظ نیز کسبِ رزق میں انتہائی احتیاط اورنگ زیب کی وسعتِ نظر، روح شریعت سے مکمل وفاداری اور فقہی تعصب سے دوری کا پتہ چلتا ہے۔

احکامِ عالم گیری میں جہاں حمید الدین خان نے، جسے اورنگ زیب سے قریب رہنے کا موقع ملا ہے ، اورنگ زیب کے پختہ انتظامی اور مذہبی افکار کا تذکرہ کیا ہے، وہاں اس نے اورنگ زیب کے معاشقہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ اورنگ زیب جب حیدر آباد دکن میں صوبے دار تھے، اس وقت وہ ایک صنفِ نازک کی، جو زین آبادی کے نام سے

معروف تھی، شوخیوں کا شکار ہو گئے اور اس کے عشق میں اس قدر بے قابو ہو گئے کہ اپنے ہاتھ سے شراب کا پیمانہ بھر بھر کر پیش کرتا اور عالم نشہ و سرور کی رعنائیاں دیکھتا کہتے ہیں ایک دن زین آبادی نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کر کے اورنگ زیب کو دیا اور اصرار کیا کہ لبوں سے لگائے۔ شہزادہ نے ہر چند عجز و نیاز کے ساتھ التجائیں کیں کہ میرے عشق و دل باختگی کا امتحان اس جام کے پینے پر موقوف نہ رکھو...... لیکن اس عیار کو رحم نہ آیا...... لیکن جونہی اس فسوں ساز نے دیکھا کہ شہزادہ بے بس ہو کر پینے کے لیے آمادہ ہو گیا ہے، فوراً پیالہ اس کے لبوں سے کھینچ لیا اور کہا : "غرض امتحان عشق بود نہ کہ تلخ کامی شما۔" (مقصد تمہارے حلق کو تلخ کرنا نہیں بلکہ عشق کا امتحان تھا)۔

اس داستان کو احکامِ عالمگیری کے علاوہ شاہ نواز خان نے مآثر الامراء میں بھی لکھا ہے، بلکہ بہ قول جادو ناتھ سرکار بہتر طور پر لکھا ہے۔ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں : "اس سے (داستانِ معاشقہ سے) معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اولوالعزمیوں کی طلب نے اُسے لوہے اور پتھر کا بنادیا تھا لیکن ایک زمانہ میں گوشت پوست کا آدمی بھی رہ چکا تھا۔"[۲]

زین آبادی کی داستانِ عشق نے جہاں اورنگ زیب کے دل دردآشنا کی خبر دی ہے وہاں اس نے بعض معاشرتی خرابیوں کا بھی پردہ چاک کر دیا ہے، مثلاً اورنگ زیب نے زین آبادی کو اس کے آقا سیف خان سے حاصل کیا۔ سیف خان نے زین آبادی کے عوض میں چتر بائی کا مطالبہ کیا جو اورنگ زیب کے حرمِ خاص میں تھی اور جسے قبول کر لیا گیا۔ "ہر چند وہ (چتر بائی) انکار کرتی رہی کہ میں (سیف خان کے پاس) نہیں جاتی، لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ : چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں۔" (ص ۲۵)

اس قسم کے معاشرتی واقعات بے شبہ ذوقِ سلیم پر گراں گزرتے ہیں،

---

[۲] غبارِ خاطر، دہلی ۱۹۸۳ء، ص ۲۷۵ - ۲۷۹ (مرتبہ مالک رام)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

لیکن حمید الدین خان نے انہیں پوری دیانت سے سپردِ قلم کر دیا ہے، جس سے اس عہد کی اجتماعی زندگی کی برائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ لطف کی بات یہ کہ خود اورنگ زیب کو ان خرابیوں کا علم تھا اور شدت سے احساس تھا کہ اس کے بعد (اورنگ زیب) حکومت اجتماعی برائیوں پر قابو نہیں پا سکے گی۔ اس امر کی پیش گوئی اصحابِ نجوم نے کر دی تھی جو اورنگ زیب کے علم میں تھی۔

القصہ احکام عالمگیری اپنی غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے ان تحریروں میں شامل ہے، جن کا پڑھنا اورنگ زیب کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے اس کتاب سے اورنگ زیب کے بارے میں پھیلی ہوئی بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں بے شبہ فطرت نے انہیں غیر معمولی صلاحیتوں اور توانائیوں سے نوازا تھا جن کی وجہ سے وہ پوری نصف صدی تک پورے وقار، دبدبہ اور شکوہ سے زوال و انحطاط کی طاقتوں کی راہ روک کر کھڑے رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ صحت مند اخلاقی اور سیاسی بنیادوں پر کوئی ادارہ قائم نہ کر سکے جو ان کی موت کے بعد قومی مشکلات پر قابو پانے کے لیے حکمرانوں کی مدد کرتا۔ ایسی شخصیت سے اہلِ علم اور اہلِ سیاست دونوں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

احکامِ عالمگیری کو ۱۹۱۵ء میں جادو ناتھ سرکار نے انگریزی ترجمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔ کیا اس کا کوئی اردو ترجمہ بھی کبھی شائع ہوا؟ اس بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ کئی سال پہلے اس کا اردو ترجمہ ملک کے ممتاز دانشمند ڈاکٹر مولوی خالد حسن قادری نے کیا تھا، ڈاکٹر موصوف اس ترجمہ پر ایک مفصل مقدمہ بھی رقم کرنا چاہتے تھے لیکن بہ وجوہ نہ وہ مقدمہ لکھ سکے نہ ہی اس قیمتی ترجمے کی اشاعت پہلے ممکن ہو سکی۔

ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ ادارہ ثقافت اسلامیہ بتوفیق ایزدی اس کتاب کے فارسی متن اور ترجمے کو شائع کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی علمی

شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ ان چند بلند پایہ اہلِ علم میں سے ہیں جنہیں خدا نے علم و عرفان اور سوزِ دروں کی دولت اور اردو و فارسی زبانوں میں استادانہ مہارت سے نوازا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اہلِ علم ڈاکٹر صاحب کے خوبصورت ترجمے سے لطف اندوز ہوں گے۔

رشید احمد جالندھری

لاہور۔ جون ۱۹۹۳ء

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

"حصّہ اُردو ترجمہ احکام عالمگیری"

۱۴۱۳

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

فہرست مضامین (اردو)

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

مختصر حالات

حمید الدین خان بہادر

مؤلف

احکام عالمگیری

(مشتمل بر مآثر الامراء)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمید الدین خان بہادر عالمگیر شاہی سردار خاں کوتوال کا بیٹا اور باقی خان چیلہ قلماق شاہجہانی کا نبیرہ ہے۔ قسمت کی یاوری اور زمانہ کی مساعدت سے اورنگ زیب کے آخری عہد میں سلطنت ہندوستان کا مدار بن گیا۔ دولت خانۂ بادشاہی اور اعلیٰ درجہ کے امورات کا نظم ونسق اور ربط و ضبط اس کے سپرد ہو گیا تھا۔

بادشاہ کی طرف سے مفسدوں کی سرکوبی قلعہ جات کی فتوحات اور مہمّاتِ امُور کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ جہاں کہیں جاتا مخالف کو ضرباتِ شدید سے بے دست و پا اور مغلوب کر کے خود صحیح سلامت مع مال غنیمت کے واپس آتا۔ اور ان خدمات کے عوض طرح طرح کے اعزازات سے سرفراز ہوتا۔ اس لئے عوام میں نیمچۂ عالمگیری کے لقب سے معروف تھا۔

ابتدائے حال میں چونکہ اس کا باپ عنایت خسروی سے بہرہ یاب تھا۔ اس لئے یہ بھی حاضر باشی اور دوام خدمت و روشناسی کی بدولت سعادت و عزت سے بہرہور ہوا۔ جلوس عالمگیری کے ۲۰ ویں سال خانہ زاد نوازی کے اقتضاء سے اپنے باپ کی جگہ پر داروغگی خاتم بند خانہ سے سرفراز کیا گیا۔ اور جلوس کے ۲۲ ویں سال اپنے باپ کے بعد فیل خانے کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔ اور چونکہ بارگاہ شاہی میں منظور نظر قرار پا چکا تھا۔ اس لئے متواتر اضافہ منصب ہوتا رہا۔

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

ایکوج میں وہ بہ کار سنبھا کے لانے پر مامور کیا گیا تھا جسے خانِ زماں حیدرآبادی کے حسنِ سعی سے بازن و فرزند اسیر کر لیا گیا تھا، اس نے اس محبوسِ زندان ناکامی (سنبھا) کو شاہی حکم کے مطابق لشکرگاہ بہادر گڑھ سے چار میل سے تختہ بند کر کے اس کے ساتھیوں کو مضحکہ لباس پہنا کر اونٹوں پر بٹھا کر ڈھول اور نفیری کے شور و غل کے ساتھ تمام لشکر میں تشہیر کرایا اور شاہی حضور میں پیش کیا۔

جلوس کے ۳۲ ویں سال خان کے خطاب سے شادکام ہوا۔ چونکہ اس کے والد کا انتقال ہو گیا اس لئے اس کے بعد کوتوال کے عہدہ اور دوسری خدمات پر بھی مامور کیا گیا۔

جلوس کے ۲۷ ویں سال معزالدین کے ملازموں میں چند اشخاص نے فضل علی خاں دیوان سے بدسلوکی کی۔ بدحاشی کے سبب فتنہ و فساد یہاں تک نوبت پہنچا دی تو حکم ہوا کہ حمیدالدین جا کر اس گروہ کی بداعمالیوں کی سزا دے۔ جب خان مذکور اس گروہ کے سر پر جا پہنچا تو اتفاق ایسا ہوا کہ ہجوم اور شور و غوغا کے سبب خان کی سواری کا ہاتھی بھڑک اٹھا اور بھاگ نکلا۔ اور معرکہ سے دور شاہی رسدگاہ تک ایک میل دور نکل آیا اتفاقاً خان کی نظر ان بڑے بڑے بوروں پر پڑی جو غلہ بھرنے کے لئے رسدگاہ میں غلہ کے بیچ میں رکھے جاتے ہیں جب ہاتھی ان کے برابر آیا تو خان سنبھل کر ہودہ سے نکل آیا اور ان پر بیٹھ گیا۔ پھر ایک اور سواری مہیا کر کے معرکۂ کارزار میں موجود ہو گیا اور ان مفسدوں کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

جلوس کے ۳۹ ویں سال اسلام پوری میں اصل و اضافہ سے دو ہزاری تک ترقی ہوئی۔ اسی سال سنبھا کا رستا نے قاسم خاں خانہ زاد خاں اور دوسرے شاہی امراء کو غارت کر کے گڈھی دھنند بیری میں محصور کر دیا تھا۔ حمیدالدین خاں نے بڑی فوج لیکر کمک پہنچائی تاراج زدہ امراء کو ضروری امداد دی۔

TooBaa-Research-Library

جلوس کے ۴۴ ویں سال داروغگی غسل خانہ کے مرتبۂ خاص سے اختصاص پایا داروغگی جواہر خانہ بھی پہلے مل چکی تھی۔

اس کے بعد بھی برابر حمیدالدین کی خدمات اور اعزازات میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ بالآخر خطاب خان بہادر اور منصب سہ ہزار و پانصدی دو ہزار سوار تک پہنچ گیا اور نقارہ بھی عطا ہوا۔

خلاصہ یہ کہ اواخر زمان عالمگیری میں عبدالحمید خاں دربار شاہی میں رایتِ انا ولا غیری بلند کئے ہوئے تھا اور اپنے قرب و اعتبار کے سبب کسی دوسرے کے لئے کوئی وقعت نہ چھوڑی تھی۔ اگرچہ امیر خاں بھی منزلت و قرب میں پایہ کم نہ رکھتا تھا مگر اس کے بعد تھا۔ اور عنایت اللہ خاں دوام حضور شاہی کے باوجود اس مرتبہ کو نہ پہنچا۔

حضرت عالمگیر نے احمد نگر میں جمعہ کے دن ۲۸ ذیقعدہ ایک ہزار ایک سو اٹھارہ ہجری کہ فرمانروائی کو پچاس سال دو ماہ اور ۲۸ دن ہوئے تھے اور عمر کے نوے سال اور سترہ دن پورے ہوئے تھے عالمِ بقاء کی راہ اختیار کی۔ تجہیز و نماز کے بعد ان کی میت کو ان کی خوابگاہ میں رکھا گیا دوسرے دن محمد اعظم شاہ کہ جو مالوہ کے لئے رخصت ہو چکا تھا۔ یہ خبر سن کر لشکر سے پچاس میل لوٹ آیا۔ اور مراسم عزا بجا لایا۔ دوسرے روز نعش کو گنبد سائے کر دیوانِ عدالت سے باہر لا کر مزارِ متبرکہ جو روضہ کے نام سے حیدرآباد سے سو میل اور دولت آباد سے چند میل کے فاصلہ پر ہے لے گئے۔ عبدالحمید خاں نے جزع و فزع میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ بال بکھیرے ہوئے پاپیادہ نعش کے ساتھ گیا اور اس مسافر ملک بقاء کی وصیت کے مطابق اسوۂ ارباب یقین شیخ زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے صحن میں دفن کیا گیا۔

TooBaa-Research-Library

آیۃ کریمہ : روح وریحان وجنۃ نعیم (۱۱۱۸ھ) سے تاریخ وفات اورنگ زیب برآمد ہوتی ہے اور ان کا لقب خلد مکاں قرار پایا۔ اور وہ موضع خلد آباد کہلایا۔ خانِ موصوف نے لباسِ درویشی پہنا اور اپنے پیر و مُرشد اور ولی نعمت کے مرقد کی جاروب کشی اختیار کی اور وہاں اپنے رہنے کے لئے ایک حویلی کی بنیاد ڈالی کہ اب تک اسی کے نام سے مشہور ہے۔

جب محمد اعظم شاہ احمد نگر سے اورنگ آباد پہنچا تو اپنے پدر گرامی قدر کی قبر پر جا کر مراتب فاتحہ بجالایا اور حمید الدین خاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے آیا۔ اور اس کی دلجوئیاں کر کے سابقہ اختصاص عطا فرمایا۔ اور ہندوستان کے سفر میں جو بہادر شاہ کے ساتھ جنگ کے سبب ناگزیر ہو گیا تھا ساتھ لے گیا۔

کہتے ہیں کہ راستے میں جب یہ خبر پہنچی کہ محمد عظیم مشرق کی سمت سے اکبر آباد پہنچ گیا ہے تو محمد اعظم شاہ کی زبان سے نکلا "کہ بلائے عظیم باگرہ نازل شُد"

عبد الحمید خاں نے عرض کیا "ببرکت اسم اعظم دفع خواهد شد"۔

جنگ کے روز کافی سخت لڑائی کے بعد شکست کے آثار نظر آنے لگے اور اس کے بعد کہ ذوالفقار خاں نے معرکہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے بھی کنارہ کشی اختیار کی اور تیر کا زخم بھی اسی دوران لگ گیا تھا۔ بعد میں گوالیار سے آکر بہادر شاہ کی مرحمت سے پھر رنگ و روپ حاصل کر لیا اور عصائے مرصع بھی عطا ہوا۔ میرِ تو زک اول کی خدمت اور گرز برداران کی داروغگی سے مفتخر ہوا۔ اور بہادر عالمگیر ہی خطاب پایا۔ اور خلد منزل کے عہد آخیر تک انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ زندگی گذاری!

فلک نیرنگ ساز نے زمانے کی لوح کو جہاں دار شاہ کی حکمرانی سے آراستہ کیا اور ذوالفقار خاں عہدۂ وزارت پر بازی لے گیا تو پرانے کینہ کے سبب جو بظاہر

TooBaa-Research-Library

جو بظاہر معلوم نہ ہوتا تھا اس نے عبد الحمید خاں کے ستانے پر کمر باندھی اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی اور قید و بند کی مصیبت میں گرفتار رکھا۔ یہاں تک کہ ذوالفقار خاں بھی اپنے عمل کی پاداش کو پہنچا۔ اگرچہ عبد الحمید خاں قید و بند کی مصیبت سے تو چھوٹ گیا لیکن فرخ سیرؔ کے دربار تک نہ پہنچا۔

سیف الدولہ عبد الصمد خاں نے جو پنجاب کی گورنری پر مامور کیا گیا تھا اپنے پرانے تعلقات کی وجہ سے لاہور جاتے وقت اسکو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب وہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ لاہور میں داخل ہوا تو راقم السطور بھی تماشائیوں میں شامل تھا سواری کے بالکل آخیر میں عبد الحمید خاں کی ایک پالکی کے ساتھ گنتی کے چند آدمی ساتھ جاتے تھے اور پژمردگی اور فلک زدگی اس کے حال سے ظاہر تھی۔ اس کے بعد تقرب شاہی پھر نصیب ہوا۔ عہد عالمگیری میں جو تقرب حاصل تھا اُسی وسیلے سے پھر اعزازات حاصل ہوئے۔ گرز برداروں کی داروغگی پر مامور ہوا اور مدت تک رہا یہاں تک کہ وقت موعود پہنچ گیا۔ اس کے ایک لڑکا بھی تھا جو صاحبِ منصب و دستگاہ تھا مگر ہمیں حال اسکا زیادہ معلوم نہ ہوا۔

(مآثر الامراء : ص : ۶۱۱ - ۶۰۵ کلکتہ ۱۸۸۸ء)

TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

○

باب اوّل

○

اورنگ زیب کے متعلق

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

(۱) شاہزادہ اورنگزیب کی جرأت

جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت شاہجہان لاہور میں قیام پذیر تھے ان ایام میں اکثر اوقات شالامار باغ میں ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بنگال کے ضلع دار نے چالیس جنگی تربیت یافتہ ہاتھی خدمت شاہی میں بھیجے اور ان کی بہت زیادہ تعریف و توصیف بھی کی۔ اعلیٰ حضرت دریچہ سے ہاتھیوں کے کھیل ملاحظہ فرما رہے تھے اور چاروں شہزادے گھوڑوں پر سوار تھے اور ہاتھیوں کا تماشا دیکھ رہے تھے اچانک ایک ہاتھی اپنے مدمقابل کے سامنے سے بھاگا اور شہزادوں کی طرف رُخ کیا۔ تینوں شہزادے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے مگر محمد اورنگ زیب جن کی عمر صرف چودہ سال کی تھی نہایت اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور ذرا بھی جنبش نہ کی یہاں تک کہ ہاتھی ان کے پاس سے گذر گیا۔ دوسرا ہاتھی جو اس کے تعاقب میں تھا اپنے حریف کو چھوڑ کر خود شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ شاہزادے کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ انہوں نے اس نیزہ سے ہاتھی پر حملہ کر دیا۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ کی ضرب سے

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

شاہزادے کے گھوڑے کو زمین پر گرادیا۔ انہوں نے ایک جست لگا کر نیزہ پھر اٹھا لیا اور اس کو ہاتھی کے سر پر مارنا ہی چاہتے تھے کہ اسی اثنا میں اور لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ اعلیٰ حضرت انتہائی بے چینی اور پریشانی کی حالت میں دریچہ سے نیچے تشریف لائے شاہزادے آہستہ آہستہ اطمینان سے اعلیٰ حضرت کے پاس آرہے تھے۔ اعتماد خاں ناظر شہزادے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ یہ اعتماد خاں شہزادے کے نانا آصف خاں کے خاندان سے ہونے کی وجہ سے ان کا رشتہ دار بھی تھا۔ اس لئے پریشان تھا۔

شہزادے نے نہایت اطمینان سے جواب دیا "اگر ہاتھی یہاں ہوتا تو میں جلدی بھی کرتا۔ اب پریشانی کی کیا بات ہے"۔ جب وہ اعلیٰ حضرت کے پاس پہنچے تو انہوں نے ایک لاکھ روپیہ شہزادے پر نچھاور کیا اور ان سے فرمایا "بابا خدا کا شکر ہے کہ خیریت سے معاملہ گذر گیا۔ اگر خدانخواستہ کچھ اور ہوجاتا تو کیسی رسوائی کی بات ہوتی"۔ شہزادے نے تسلیمات بجا کر عرض کیا "اگر کچھ اور پیش آتا تو اس میں رسوائی کی کوئی بات نہ تھی۔ رسوائی تو اس میں ہے جو دوسرے بھائیوں نے کیا۔

ع۔ پردہ پوشِ بادشاہاں مرگ است

"موت بادشاہوں کی پردہ پوشی کرتی ہے"

اس میں کیا رسوائی ہے"۔

لہ یہ واقعہ قدرے تفصیل اور اختلاف کے ساتھ بادشاہ نامہ مصنفہ عبدالحمید لاہوری میں اس طرح درج ہے: "شاہجہان قلعہ آگرہ کے ایک دریچہ سے ہاتھیوں کی لڑائی کا تماشا دیکھ رہے تھے (۲۸ مئی ۱۶۳۳ء) تینوں بڑے شہزادے گھوڑوں پر سوار میدان میں کھڑے ہوئے لڑائی دیکھ رہے تھے۔ دو ہاتھی سدھاکر اور صورت سندر لڑائے جانے کا حکم دیا۔ سدھاکر نے اپنے

TooBaa-Research-Library

② دور اندیشی

اکبرآباد میں داراشکوہ کے واسطے ایک نیا محل تعمیر ہوا۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی مع تینوں بھائیوں کے دعوت کی۔ چونکہ گرمی کا موسم تھا اس لئے دریا کے متصل ایک تہہ خانہ بنایا تھا جس میں قدآدم حلبی آئینہ دریا کی جانب لگائے تھے۔ اعلیٰ حضرت کو مع تینوں بھائیوں کے اس تہہ خانہ کو ملاحظہ کرنے کے لئے لے گئے محمد اورنگزیب تہہ خانہ کے دروازے کے قریب ہی بیٹھ گئے جس سے برابر آمد و رفت جاری تھی داراشکوہ نے یہ دیکھ کر اعلیٰ حضرت کو آنکھ کے اشارہ سے اسطرف متوجہ کیا کہ آپ کی نشست ملاحظہ ہو۔ بادشاہ نے فرمایا: "بابا ہمیں معلوم ہے کہ تم عالم اور درویش صفت

حریف کو بھاگتا دیکھ کر اورنگ زیب پر حملہ کیا جو وہاں گھوڑے پر موجود تھا اور جس نے اپنے نیزہ سے ہاتھی کے سر پر زخم لگا دیئے تھے۔ نوکروں نے ہاتھی کو ڈرانے کے لئے آتشبازی چرخی وغیرہ چھوڑی مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے شاہزادے کے گھوڑے کو اپنے دانتوں سے گرادیا اور اورنگ زیب بروقت رکاب سے کود پڑا۔ شجاع نے دھویں اور بھیڑ میں بمشکل اپنا راستہ بنا کر ہاتھی پر نیزہ سے حملہ کیا۔ لیکن اس کا گھوڑا جھجکا اور اس کو نیچے گرادیا۔ جے سنگھ کا گھوڑا بھی بھڑک گیا۔ اسی اثناء میں صورت سندر لڑنے کے لئے پھر لوٹ آیا اور سدھاکر میدان کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اورنگ زیب کی عمر اس وقت صرف چودہ سال کی تھی۔ شہنشاہ نے اس کو پانچ ہزار سکہ طلائی مع سدھاکر ہاتھی اور بہت سے دوسرے تحائف جن کی مجموعی قیمت دو لاکھ روپیہ ہوتی ہے تحفۃً دیئے۔

اعتماد خاں برادر یمین الدولہ آصف خاں وزیر جہانگیر و شاہجہاں سے اعتماد خاں سمجھ لیا گیا ہے۔ وہ ابتدائے مارچ ۱۶۲۳ء میں دہلی کا صوبہ دار بنا دیا گیا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

ہو۔ لیکن پھر بھی حفظ مراتب ضروری ہے۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

"کیا ضرورت ہے کہ عام لوگوں کے راستہ میں بیٹھو اور اپنے چھوٹے بھائیوں کی بھی پشت پر رہو!"

انہوں نے عرض کیا: "اس جگہ بیٹھنے کی وجہ بعد میں عرض کروں گا!"

کچھ دیر بعد جماعت سے نماز ظہر پڑھنے کے لئے اُٹھے اور پھر وہاں سے بغیر اجازت لئے ہوئے اپنے محل چلے گئے۔ بعد میں جب اس کی اطلاع اعلیٰ حضرت کو ہوئی تو حکم دیا کہ دربار میں نہ آئیں۔ چنانچہ آئندہ سات ماہ تک حاضری اور مجرا بند رہا۔ سات ماہ کے بعد اعلیٰ حضرت نے بیگم صاحب (شہزادی جہاں آرا بیگم) کو حکم دیا کہ ان کے محل جاکر اس روز ہماری بلا اجازت چلے آنے اور اس بے موقع جگہ پر بیٹھنے کی وجہ دریافت کریں۔

بیگم صاحبہ کے دریافت حال کرنے پر انہوں نے جواب دیا:

"جس روز داراشکوہ نے دعوت کی تھی اس دن خواہ انہوں نے قصداً ایسا کیا ہو کہ باپ اور بھائیوں کو ایک ایسے تہہ خانہ میں جس کا محض ایک دروازہ تھا تنہا چھوڑ کر خود دعوت کے انتظام کے لئے برابر آتے جاتے رہے۔ اب اگر دروازہ بند کر دیتے تو ہم سب کا کام تمام تھا۔ یا سہواً ان سے ایسا ہوا ہو۔ بہرحال میرے دل میں برابر یہ خیال آرہا تھا کہ جب تک وہ سب اندر ہیں میں اس خدمت (محافظت) کو بجالاؤں لیکن اعلیٰ حضرت کا دبدبہ اس خدمت کی بجا آوری میں مانع تھا۔ اس لئے میں استغفار پڑھتا ہوا چلا آیا۔"

یہ سُن کر اعلیٰ حضرت نے فوراً ان کو طلب فرمایا اور بہت عنایات کیں۔

شہزادہ نے سعد اللہ خاں (وزیر اعظم) سے فرمایا کہ "کسی صورت مجھے دربار سے

TooBaa-Research-Library

باہر بھیج دو۔ یہاں آرام و اطمینان مجھے نصیب نہیں۔ (اعلیٰ حضرت نے) انکو لاہور[1] سے دکن کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا۔

(۳) حُسنِ سلوک

داراشکوہ بعض امراء کے ساتھ معاندانہ اور بعض کے ساتھ متکبرانہ سلوک کرتے تھے حالانکہ یہ سب پانچ ہزاری مرتبہ رکھتے تھے اور اعلیٰ حضرت کے خاص مصاحبین بھی تھے۔ مثلاً علی مردان خاں، سعد اللہ خاں اور سید میران بارھہ اور حضرت عالمگیر کو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ چنانچہ علی مردان خاں کو ہمیشہ "مشفق نیکو کردار" لکھتے تھے۔ جنہیں حضور (شاہجہان) نے "یار وفادار" کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور چونکہ سعد اللہ خاں سے جنہیں "عصائے پیری" اور "وزیر باتدبیر" کا خطاب ملا ہوا تھا درس حاصل کیا تھا اور اپنے آپ کو ان کا شاگرد خیال کرتے تھے۔ اس لئے ان کو ہمیشہ "وزیر باتدبیر" اور "سر تلامذۂ صغیر" کے القاب لکھتے تھے۔ اور سید میراں بارہہ کو جنہیں حضور (شاہجہان) "سید السادات" کے خطاب سے یاد کرتے تھے "خلاصۂ اولاد حضرت سید کائنات" لکھتے تھے۔ ان تینوں میں سے ہر ایک امیر اور ان کے علاوہ بھی دوسرے امراء مثلاً افضل خاں مُلّا علاء الملک (جو خانساماں کے درجہ سے وزارت کے عہدہ تک پہنچ گیا)، کمال محبت سے ان کی رازداری میں حقِ دوستی ادا کرتے تھے۔ [اور یہ بات] اعلیٰ حضرت آشیاں (شاہجہاں) کو بہت گراں گذرتی تھی۔ شاہ بلند اقبال

---

[1] یہاں پر لاہور کی جگہ ملتان ہونا چاہیئے۔ اورنگ زیب کبھی بھی لاہور پنجاب کی صوبہ داری پر مامور نہیں رہے۔ البتہ ۱۴ر جولائی ۱۶۵۲ء میں ان کو ملتان سے دکن کا صوبہ دار بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

(داراشکوہ) کی پیشانی سے آثار ادبار دیکھ کر اور شاہزادہ اورنگ زیب کی قسمت کی بلندی کے آثار دیکھ کر آپ نے داراشکوہ کو افعال قبیحہ اور اقوال نازیبا سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔ لیکن جب دیکھا کہ ان نصیحتوں نے داراشکوہ پر کچھ اثر نہ کیا جیسا کہ کہا ہے

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ
بہ آبِ زم زم و کوثر سفید نتوان کرد

ترجمہ: "جس کسی کی قسمت کا کمبل سیاہ بُن دیا گیا ہے پھر اسے زم زم اور کوثر کے پانی سے بھی سفید نہیں کیا جا سکتا۔"

تو پھر انھوں نے چاہا کہ محمد اورنگ زیب امراء کے ساتھ اپنے سلوک میں تبدیلی کریں تاکہ وہ ان کی رازداری سے دست بردار ہو جائیں [اورنگ زیب کو ایک خط میں خود دستِ مُبارک سے لکھ کر بھیجا کہ "بابا سلطان اور ان کے فرزندوں کو بلند ہمت ہونا چاہیئے اور عالی فطری کو کام میں لانا چاہیئے۔ سُنا ہے کہ تم ہر ایک ملازم سے ایسا سلوک کرتے ہو کہ جس سے تم اپنے آپ کو انتہائی پست بنا دیتے ہو۔ اگر یہ عاقبت بینی پر مبنی ہے تو سمجھ لو کہ، تمام کام تقدیر سے وابستہ ہیں۔ اس پست فطری سے سوائے ذلّت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

انھوں نے لکھ کر عرض کیا "جو کچھ (حضور نے) اس غلام کے متعلق از راہ فضل کرم تجویز فرمایا ہے وہ (میرے لئے) وحیٔ آسمانی کی طرح ہے۔ پیر و مرشدِ برحق سلامت رہیں۔ "وتُعِزُّ من تشاءُ وتذلّ من تشاءُ" (عزت بھی اللہ کی طرف سے ہے اور ذلت بھی اللہ کی طرف سے ہے) اور عزت و ذلت دونوں قادرِ مطلق اور خالقِ ارض و بلاد کی مرضی پر ہیں۔ یہ غلام تو من اذل نفسہ اعزاللہ (جس نے اپنے نفس کو ذلیل کیا اسکو اللہ نے عزت دی) کی حدیثِ صحیح پر عمل کرتا ہے جس کے راوی انس بن مالکؓ ہیں۔ اور دلشکنی کو تمام عیوب سے زیادہ بُرا اور تمام بُرائیوں سے زیادہ قبیح جانتا ہے۔ جو

TooBaa-Research-Library

کچھ اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے اس سے انکار نہیں کرتا لیکن اس کا بھی یقین ہے کہ "وسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃِ والناس"۔
"وسوسہ انداز کی برائی سے جو پیچھے ہٹ جاتا ہے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جنّات میں سے ہو یا انسانوں سے" کے مطابق عرض کرنے پر تحریر فرمایا ہے۔

زبان عرض ندارم بغیر عذر گناہ
بہ بخش جرم من روسیاہ و نامہ سیاہ

④ شہزادوں کے متعلق شاہجہان کا خیال

اعلیٰ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بعض اوقات خیال آتا ہے کہ داراشکوہ نیک لوگوں کا دشمن واقع ہوا ہے۔ مُراد بخش کو مشروب مے نوشی سے فرصت نہیں اور محمد شجاع میں سیر چشمی کے سوا کوئی اور صفت نہیں۔ مگر اورنگ زیب کے عزم و شعور کا تقاضہ ہے کہ وہ سلطنت کے اس بارگراں کو اٹھالے گا۔ لیکن اس کی فطرت میں زبردست خامیاں بھی ہیں۔

تا دوست کرا باشد و میلش بکہ باشد
وہ دوست کس کا ہوگا اور اس کا رجحان کس طرف ہوگا۔

⑤ .... چناں کہ افتد دانی

زین آبادی کا واقعہ اسطرح ہوا کہ جب حضرت اورنگ زیب دکن کی صوبہ داری پر مقرر کئے گئے اور (اورنگ آباد) جا رہے تھے تو بُرہان پور پہنچے۔ وہاں کا صوبہ دار سیف خان تھا جس کی شادی ان کی خالہ یعنی صالحہ بانو دختہ آصف خاں سے ہوئی تھی۔ حضرت

TooBaa-Research-Library

ان سے ملنے کے لئے گئے۔ اور انہوں نے بھی حضرت کی دعوت کی۔ چونکہ خالہ کا مکان تھا اس لئے محل کی عورتوں نے پردہ کا کچھ زیادہ اہتمام نہیں کیا۔ آپ بھی بغیر کسی اطلاع کے اندر چلے گئے۔ زین آبادی جس کا اصل نام ہیرا بائی تھا ایک درخت کے نیچے کھڑی تھی داہنے ہاتھ سے درخت کی شاخ پکڑے ہوئے دھیمے دھیمے سُروں میں گا رہی تھی۔ اسکو دیکھتے ہی آپ بے اختیار زمین پر بیٹھ گئے، وہیں زمین پر لیٹ گئے اس کے بعد غش آگیا۔ یہ خبر ان کی خالہ کو پہنچی۔ وہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی آئیں اور ان کو سینہ سے لگا کر گریہ زاری کرنے لگیں۔ تین چار گھڑی بعد ان کو کچھ ہوش ہوا۔ ہر چند وہ حال پوچھتیں رہیں کہ کیا بات ہے لیکن انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش رہے۔ دعوت اور مہمانداری کی تمام خوشی خاک میں مل گئی اور (تمام محل میں ایک) ماتم اور سوگواری کی کیفیت چھا گئی۔

آدھی رات کے قریب وہ گفتگو کرنے کے قابل ہو سکے اور کہا "اگر میں اپنا مرض بتا دوں تو کیا آپ علاج کر سکیں گی؟" خالہ نے جو یہ کلمے سُنے انتہائی خوشی میں واری صدقے گئیں اور بولیں۔ "علاج کیا چیز ہے۔ میری جان بھی تم پر نثار ہے"۔ اس پر انہوں نے تمام قصہ بیان کیا۔ یہ بات سنتے ہی خالہ کے ہوش اُڑ گئے۔ زبان گویا بند ہو کر رہ گئی کہ کیا جواب دیں۔

کچھ دیر کے انتظار کے بعد اورنگ زیب نے فرمایا:

"آپ نے خواہمخواہ میرا حال دریافت کرنے میں اتنی شفقت کا اظہار کیا۔ میری بات کا جواب تک تو دیتی نہیں۔ آپ علاج کیا کریں گی؟"

خالہ نے کہا: "صدقے جاؤں! اس بدبخت سیف خاں کو تم جانتے ہی ہو کیسا سفاک ہے۔ وہ بادشاہ شاہجہان یا تمہاری کسی کی بھی ذرا پرواہ نہیں کرتا۔ وہ اس بات کو سنتے ہی پہلے اس (زین آبادی) اور پھر مجھے قتل کر دے گا۔ (اس کے متعلق) اس سے کہنے کا فائدہ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا کہ میں تم پر اپنی جان فدا کر دوں۔ لیکن وہ بے گناہ بیچاری بلا قصور ماری جائے گی۔"

TooBaa-Research-Library

اورنگ زیب نے فرمایا: "سچ ہے میں کوئی دوسری ترکیب نکالتا ہوں"

سورج نکلنے کے بعد اپنے محل چلے آئے اور مطلق کھانا نوش نہ فرمایا۔

مرشد قلی خاں کو جو ان کے ساتھ تھا اور دکن کا دیوان تھا بلایا۔ وہ ان کا خاص راز دار تھا۔ اس سے تمام واقعہ بتفصیل بیان کیا۔ اس نے عرض کیا کہ پہلے میں اس (سیف خاں) کا کام تمام کئے دیتا ہوں۔ اب اگر اس کے بعد کوئی مجھے قتل بھی کر ڈالے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ میرے خون کے بدلہ میں پیر و مرشد کا مقصد تو پورا ہو ہی جائیگا۔ انہوں نے فرمایا: "واقعی ہمیں تمہاری جانفشانی کا ایسا ہی یقین تھا۔ لیکن ہمارا دل نہیں مانتا کہ (اتنے سے کام کے لئے) خالہ کو بیوہ کیا جائے۔ پھر جو شرع اور فقہ سے واقف ہو اس کے لئے شریعت میں کسی کے صریحاً قتل کا اقدام کرنا ممکن نہیں البتہ اللہ پر بھروسہ کر کے (سیف خاں سے) کہو"۔

مرشد قلی خاں بلا کسی عذر کے فوراً چلا گیا اور سیف خان کو کل حال کہہ سُنایا۔

سیف خاں نے عرض کیا: ان سے میرا آداب کہو اور اس بات کا جواب میں اُن کی خالہ کو دے دوں گا۔" یہ کہہ کر وہ اسی وقت زنان خانہ میں گیا اور اپنی بیوی سے کہا: "اس میں کیا مضائقہ ہے۔ مجھے اورنگ زیب کی بیگم شاہنواز خاں کی لڑکی کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں وہ اپنی حرم خاص چتر بائی کو بھیجدیں تاکہ اس کا عوض و بدلہ ہو جائے۔ اُسی وقت خالہ کو سوار کرا کے بھیجا۔ ہر چند وہ انکار کرتی رہیں کہ میں نہیں جاتی لیکن اس نے کہا کہ اگر اپنی جان کی خیر چاہتی ہو تو فوراً چلی جاؤ۔ چنانچہ مجبور ہو کر وہ گئیں اور مفصل تمام باتیں کہیں۔ وہ یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا:

"ایک کا کیا ہے جس پالکی میں آپ آئی ہیں اسی میں (میرے حرم میں سے) دونوں کو اسی وقت لے جائیں۔ مجھے کوئی عذر نہیں ہے"۔

خالہ نے ایک خواجہ سرا کے ہاتھ ساری بات (سیف خاں سے) کہلوا دی۔

TooBaa-Research-Library

اُس نے کہا "اب کوئی صورت باقی نہیں ہے" اور ہیرا بائی کو فوراً سوار کر کے ان کے پاس روانہ کر دیا[1]

---

[1] مآثر الامراء میں اس واقعہ کی تفصیلات "خان زماں" کے حالات کے تحت اس طرح بیان کی گئی ہیں : میر خلیل خاں، اعظم خاں جہانگیری کا دوسرا لڑکا اور آصف خاں کا داماد تھا اپنے باپ کی ہمراہی میں بڑے کارنامے اور معرکے سرانجام دیئے تھے۔ اپنے عظیم کارناموں کے سبب مفتخر خاں اور سپہدار خاں اور خانِ زماں کے خطاب پائے۔ شائستہ خان ناظمِ دکن کی التماس پر اسے کل دکن کی خدمتِ دارونگی توپ خانہ بھی تفویض کی گئی۔ (مآثر الامراء ج۲ ص۴۸۶) اورنگ زیب کے زمانہ میں خاندیش کا گورنر مقرر ہوا۔ ۱۰۹۵ ہجری میں وفات پائی۔ (مآثر الامراء ج۲ ص۴۸۹)

ہر علم سے بہرہ ور تھا، خطاطی میں شہرت رکھتا تھا، سلیقہ مند انشاء پرداز، دانشور اور معاملہ فہم تھا فنِ موسیقی میں مہارت تمام رکھتا تھا۔ کاروبار سلطنت میں ہمیشہ منہمک رہنے کے ساتھ شیفتۂ راگ و رنگ بھی تھا۔ پری چہرہ گانِ خوش آواز اور مغنیات عشوہ ساز مجلس امیں رہتی تھیں۔

مشہور "زین آبادی" جو اورنگ زیب خُلد مکاں کی ایام شاہزادگی سے محبوبہ و مرغوبہ تھی اسی زمرہ میں شامل تھی۔ بلکہ کہتے ہیں کہ خان زماں کی مدخولہ ہے۔

ایک روز شاہزادہ اورنگ زیب زین آباد برہان پور کے باغ میں جس کو آہو خانہ کہتے تھے اپنے اہل کے ساتھ تشریف فرما تھے اور مخصوصانِ بزمِ اُلفت کے ساتھ چہل قدمی فرما تھے زین آبادی نغمہ سنجی میں ہوش رُبا اور شیوۂ دلبری میں یکتا تھی۔ خانِ زماں کی اہلیہ محترمہ کیساتھ جو شاہزادہ کی خالہ ہوتی تھیں آئی اور سیر کرنے کے دوران آموں سے لدے ہوئے درخت کو دیکھ کر بغیر شاہزادہ کا پاسِ ادب کئے نہایت شوخی و دلرُبائی سے اُچھل کر ایک آم توڑ لیا اس انداز سے کہ جو سراپا اندازِ دلبری و دلرُبائی تھا شاہزادہ پر خود فراموشی طاری کر دی اور دانش و پارسائی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ باقی اگلے صفحہ پر حاشیہ ملاحظہ ہو!

TooBaa-Research-Library

(۶) حفظِ ماتقدم

جس وقت داراشکوہ سے مقابلہ کے واسطے اورنگ آباد سے کوچ کر کے شہر سے چار میل دُور فاصلے پر خیمہ نصب کئے گئے تو حکم ہوا کہ یہاں پر دس روز قیام ہوگا۔ تاکہ لوگ اپنی ضروریات کا سامان مہیا کرلیں۔ کسی کو اس کے خلاف عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ؎ عجب گیرندہ دامے بود در عاشق ربائیہا
نگاہے آشنائے یار بیش از آشنائیہا

اپنی خالہ مکرمہ سے نہایت اصرار اور سماجت کر کے اسکو حاصل کیا اور اس تمام زہد و ورعِ خشک اور تقشف و تقشف کے باوجود اس کے دلدارہ اور شیفتہ ہو گئے اور شراب کا پیالہ خود اپنے ہاتھ سے بھر بھر کر اسکو دیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز اس نے بھی قدحِ شراب بھر کر شہزادہ کے ہاتھ میں دیا اور اصرار کیا ہر چند انہوں نے عجز و نیاز سے کام لیا لیکن اس ظالم نے ایک نہ سُنی۔ ناچار شاہزادہ نے چاہا کہ پی جائے تو اس جادو طراز عیارہ نے خود پیالہ چھین لیا اور کہا کہ فرض تو امتحانِ محبت تھی نہ یہ کہ اس آب پر شر و شور سے آپ کی تلخ کامی اور بدمزگی۔ اس عشق بازی نے یہاں تک سر اُٹھایا کہ اعلیٰ حضرت شاہجہان تک اطلاع پہنچی۔ داراشکوہ کو تو دل عناد تھا ہی۔ اس حکایت کو چغلخوری او شماتت کی بنیاد بنا کر اعلیٰ حضرت سے کہا اس مکار و ریاکار کو صلاح و تقویٰ سے کیا کام۔ خود کو اپنی خالہ کی ایک کنیز کے پیچھے برباد کر دیا۔

قضائے الٰہی کہ عین شباب میں بہارِ زندگی پر خزاں چھاگئی اور شاہزادہ کو اپنے ابدی ہجر کے داغ میں مبتلا کر دیا۔ اس کا مقبرہ اورنگ آباد میں تالاب کلاں کے متصل ہے۔ اس کی وفات کے دن شاہزادہ کا رنج سے بُرا حال تھا۔ (مآثر الامراء ج۲ ص۹۰، ۹۱ قادری) باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

مگر نجابت خاں نے جو بہت ہی مخلص عقیدت مند اور باہمت تھا عرض کیا:

"کوچ کا حکم صادر فرمانے کے بعد اتنی مدت تک اس مقام پر اسطرح قیام کرنا دشمنوں کے واسطے جرأت کا باعث ہوگا"

آپ نے مسکرا کر فرمایا: "جرأت کی تفصیل بیان کرو تو پھر جواب دیں"

اس نے عرض کیا: "جب ہمارے یہاں اتنے عرصہ تک ٹھہرنے کی اطلاع دشمن کو ہو جائیگی تو وہ ایک عمدہ سی فوج ہمارا راستہ روکنے کے واسطے روانہ کرے گا"

اورنگ زیب نے فرمایا "اصل مصلحت تو یہی ہے۔ اگر ہم جلدی بڑھے چلیں تو تمام فوج سے مقابلہ کرنا ہوگا اور یہاں ٹھہرے رہنے کی صورت میں فوج کے صرف ایک حصّہ سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک حصّہ کو شکست دینا تمام فوج کو شکست دینے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ اور اگر (دارا شکوہ) خود آنے کی جرأت کریں اور نربدا کو پار کر جائیں تو ان کی حالت ان اشعار کے مصداق ہوگی۔

آں کس کہ زامن و وطن دُور شود
بیچارہ و مستمند و مہجور شود
در آب ہزبر صید ماہی گردد
در خاک نہنگ طعمہ مور شود

یہاں پر قیام کرنا اسی مصلحت کی بناء پر ہے محض دفع الوقتی نہیں ہے بلکہ اس

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: جادو ناتھ سرکار کا خیال ہے کہ حمید الدین خاں کے بیان کردہ قصّہ میں متعدد اغلاط ہیں۔ سیف خاں نے ممتاز محل کی بڑی بہن سے شادی کی تھی جس کا نام ملکہ بانو تھا صالحہ بانو نہیں تھا۔ وہ شاہجہان کی تخت نشینی ۱۶۲۸ء کے وقت خاندیش کے گورنری سے برطرف کر دیا گیا تھا اور پھر کبھی مامور نہیں ہوا۔ ملکہ بانو کا انتقال ۲۵ اگست ۱۶۴۱ء کو ہوا۔

TooBaa-Research-Library

(ٹھہرنے) میں جو بات ابھی بیان کی اس کے علاوہ ایک دوسری مصلحت بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھ جو امراء اور غرباء ہیں ان (سب) کی کیفیت اچھی طرح معلوم کی جائے۔ جو شخص باوجود خوشحال ہونے کے ہمراہ جانے میں ہچکچاتا ہے اسکو یہیں سے (ساتھ) نہ لیجانا بہتر ہے۔ کیونکہ آئندہ (ایسا شخص) یہ بات زیادہ پریشانی کا باعث ہوگی۔ پھر (اس کے علاوہ) جلدی کوچ کرنے کی صورت میں بعض امراء (جن کی نیتیں مشکوک ہیں) اور جن سے نفاق و فساد کا اندیشہ ہے وہ (عمداً) تغافل و تساہل سے کام لیں گے۔ اور چونکہ ہمارا فاصلہ ان سے زیادہ ہو جائے گا (اس چیز کا) تدارک بھی مشکل ہو جائے گا۔ (اور صرف یہ صورت باقی رہ جائے گی کہ) یا تو ان کو مجبوراً اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اور یا پھر دوبارہ لوٹ کر ان سے باز پرس کی جائے"

جب نجابت خاں نے یہ بات سُنی تو قدموں میں گر پڑا) قدم بوسی کی اور عرض کیا

"اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ" (اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے پیغام کو کہاں بھیجے۔)

اور اس کرامت آمیز گفتگو کی صداقت (فوراً) یوں معلوم ہو گئی کہ شاہنواز خاں جو دکن کے افسران میں سے تھا پہلے کوچ میں ساتھ نہ آیا اور دوسرے کوچ پر عرض کیا "چونکہ میں اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کا نوکر ہوں اس لئے مجبوراً (میرے واسطے اور کوئی چارہ کار نہیں سوائے اس کے کہ) فقراء کی طرح (بے تعلق ہو کر یہاں ٹھہرا رہوں مجھے دارا شکوہ سے کوئی (خاص) تعلق نہیں ہے۔ میری ایک لڑکی حضور کے نکاح میں ہے اور دوسری مُراد بخش کے نکاح میں ہے۔ دارا شکوہ سے مجھے کوئی (ایسا خاص) تعلق نہیں ہے جس کی پاسداری (مجھے) منظور ہو۔ اور حضرت خوب واقف ہیں کہ میں نے کسی قیام یا جنگ میں کوئی کمی یا کوتاہی نہیں کی ہے جس کی وجہ سے مجھ پر بددلی یا بزدلی کا شک کیا جا سکے"

(اورنگ زیب نے) فرمایا "واقعتاً حق نمک ادا کرنا شرفاء کے لئے کوئی عجیب

TooBaa-Research-Library

بات نہیں ہے۔ لیکن یہاں پر ہمارا (آج کل) قیام ہے۔ چند روز تک ہم تم سے ملاقات رکھیں گے اور اس کے بعد کوچ کے وقت تمہیں اجازت دے دیں گے۔ اور فقراء کی طرح شہر سے رہنا کیا ضروری ہے؟"

(اس نے) عرض کیا "یہ صورت بھی بندگی کے خلاف ہے (چونکہ میں شاہجہان کا نوکر ہوں اس لئے) غلام کی عزت افزائی کرنا بھی اعلیٰ حضرت ہی کا کام ہے۔"

اس کے بعد مشہور کیا گیا کہ (اورنگ زیب کو) اسہال کا مرض ہو گیا ہے جو امراء عیادت کے واسطے آتے تھے ان کے لئے حکم تھا کہ ایک ایک کر کے آئیں اور نوکروں کو باہر ہی چھوڑ کر (تنہا) آئیں۔ چنانچہ دوسرے روز جب مرزا شاہنواز خاں آیا تو شیخ میر نے فوراً اس کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ اور گردن باندھ لی۔ ہتکڑیاں اور زنجیریں پہنا کر ہاتھی پر ایک ہودے میں بٹھا دیا اور اُسی وقت کوچ کا حکم دے دیا۔ بُرہان پور پہنچ کر اس کو قید کر دیا گیا۔ داراشکوہ پر فتح پانے کے بعد زیب النساء بیگم کی سفارش پر جنہوں نے تین روز سے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی کہ جب تک میرے نانا کو رہا نہ کر دیا جائے گا میں کھانا نہ کھاؤں گی۔ انتہائی غصہ اور غضب کے ساتھ (اورنگ زیب) نے (اس کی) رہائی کا حکم دیا اور چونکہ مراد بخش کے احمد آباد سے چلے آنے کے بعد وہ صوبہ بالکل خالی تھا (اس کو) وہاں کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ لیکن (اورنگ زیب) فرماتے تھے کہ "مجھے اطمینان نہیں ہے۔ میں نے مجبوراً (رہائی) کا حکم دیا ہے۔ (خیر) آئندہ دیکھا جائے گا۔ چونکہ (وہ) سید ہے اس لئے قتل کا حکم بھی نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ "سر بریدہ سخن نہ گوید" (مرا ہوا انسان بات نہیں کہتا ہے) چنانچہ جو کچھ (اورنگ زیب نے) فرمایا تھا وہ ظاہر ہو کر رہا۔ داراشکوہ کے بھاگ جانے کے بعد اجمیر کی لڑائی میں وہ اس سے مل گیا اور عین لڑائی میں مارا گیا[1]

حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو:

TooBaa-Research-Library

۷ جرأت و دلیری

جس روز شجاع سے جنگ ہونے والی تھی اس سے پہلی رات کو جب تین گھڑی رات گزر چکی تو (اورنگ زیب کے پاس) اطلاع پہنچی کہ جسونت سنگھ جس کے سپرد ہراول کی حفاظت تھی مع اپنی چودہ ہزار پیادہ و سوار فوج کے شجاع سے مل گیا اور چلتے چلتے شاہی فوج کے جانوروں اور آدمیوں پر بھی سخت دست درازی کرتا گیا۔ چنانچہ تمام لشکر کا انتظام درہم برہم ہو گیا اور اکثر آدمی انتہائی پریشان ہو کر اس بدبخت (جسونت رائے) کی فوج میں مل کر ساتھ چلے گئے۔ حضرت اسوقت نماز تہجد اور اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ یہ سُن کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ "اگر جاتا ہے تو جانے دو۔" اور کوئی دوسری بات ارشاد نہ فرمائی۔ اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر میر جملہ کو بلا کر فرمایا: "کہ اس صورت میں یہ بھی خدا کی مہربانی ہی تھی۔ اگر یہ منافق جنگ کے دوران میں ایسا کرتا تو تدارک بڑا مشکل ہو جاتا۔" اس کے بعد سواری کے تیار کرنے اور نقارہ کے بجانے کا حکم دیا اور خود (بنفس نفیس) سوار ہو کر باقی رات ہاتھی کی سواری میں بسر کی۔ پَو پھٹنے پر معلوم ہوا کہ

حاشیہ صفحہ گزشتہ: [1] ۵ فروری ۱۶۵۸ء کو اورنگ زیب تخت و تاج کی جنگ کیلئے اورنگ آباد سے چلا۔ شہر سے چار میل شمال مشرق کی جانب بمقام ہرسول ایک دن قیام کیا۔ لیکن برہان پور میں ایک مہینہ ۱۸ فروری تا ۲۰ مارچ قیام کیا۔ شاہنواز خاں صفوی نے اورنگ زیب کے ساتھ کوچ نہیں کیا بلکہ مختلف بہانوں سے برہان پور ہی مقیم رہا۔ اسلئے اورنگ زیب نے ۲۵ مارچ کو مندوہ پہنچنے پر محمد سلطان اور شیخ میر کو واپس بُرہان پور بھیجا تاکہ شاہنواز خاں کو گرفتار کر کے برہان پور کے قلعے میں قید کر دیا جائے۔ شاہنواز خاں سید النسب تھا اور اورنگ زیب کا خسر تھا ستمبر کے آخر میں اورنگ زیب نے ملتان سے اسکی رہائی کا حکم دیا اور گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا اجمیر کی لڑائی میں ۱۴ مارچ ۱۶۵۹ء کو مارا گیا۔ (ج۔ن۔م)

TooBaa-Research-Library

شجاع کی فوج بائیں جانب سے توپ خانہ سے فائر کرتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ جن لوگوں کی قضنا آگئی تھی وہ مارے گئے۔ اپنے فیل بان کو حکم دیا کہ "ہمارا ہاتھی کسی نہ کسی طرح شجاع کے ہاتھی کے پاس پہنچا دو"۔ اسوقت مرشد قلی خاں نے جو ساتھ ہی تھا عرض کیا:

"اس طرح کی جرأت بادشاہوں کے قاعدہ کے خلاف ہے"۔

(آپ نے) فرمایا: "ہم ابھی تو بادشاہ نہیں ہوئے ہیں، لوگ اسی طرح کی جُرأت کے بعد بادشاہ بن جاتے ہیں۔ اور بادشاہ بن جانے کے بعد اگر جرأت میں فرق پیدا ہو جانے تو سلطنت باقی نہیں رہتی۔

؎ عروسِ ملک کسے در بغل بگیرد تنگ
کہ بوسہ بر لبِ شمشیر آب دار زند

(۸) بارہ وصیتیں

الحمد للہ الصلوٰۃ علی عبادی الذین اصطفیٰ ورضا۔

(میری) چند وصیتیں ہیں:

پہلی یہ کہ اس عاصی غرق معاصی کو پاک و مقدس تربتِ حسین علیہ السلام کی چادر میں لپیٹا اور کفنایا جائے۔ کیونکہ گناہوں کے سمندر میں غرق شدہ لوگوں کے لئے سوائے اس درگاہ سے التجا کے رحمت اور مغفرت نہیں ہے اور اس سعادتِ عظمیٰ کا سامان (یعنی چادر تربتِ مقدسہ و مطہرہ) فرزندِ ارجمند بادشاہ زادہ عالی جاہ کے پاس ہے۔ اس سے

---

[1] انڈیا آفس لائبریری کے نسخہ (نمبر ۳۳۸۸) میں یہ عبارت اسطرح درج ہے۔
"یہ معلوم ہوا کہ اورنگ زیب کی فوج دارا شکوہ کی فوج سے چوتھائی بھی نہ تھی۔ تھوڑی دیر توپخانہ سے لڑائی ہوئی۔ وہ (شجاع یا اورنگ زیب) بائیں جانب سے مع اپنے ہراول کے آگیا"۔

TooBaa-Research-Library

لے لیا جائے۔

دوسری یہ کہ ٹوپیاں سینے کی (جو) مزدوری (میں نے) جمع کی ہے، چار روپے دو آنے وہ آیہ بیگم، محل دار کے پاس ہیں (اس سے) لے لیں اور اس بے چارہ (اورنگ زیب) کے کفن پر خرچ کریں اور قرآن (شریف) کی کتابت (سے جمع کئے ہوئے)، تین سو پانچ روپے میرے صرفِ خاص میں ہیں وفات کے دن فقراء کو دیدیئے جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ فرقۂ شیعہ کے نزدیک کتابتِ قرآن کی اُجرت میں ناجائز ہونے کا شُبہ ہے (اس رقم کو) کفن دفن کی ضروریات میں صرف نہ کریں۔

تیسری یہ کہ باقی جو ضرورت (اخراجات کی) ہو وہ بادشاہ زادہ عالی جاہ کے وکیل سے لے لیں۔ کہ اولاد میں وہی قریبی وارث ہیں۔ اور حلّت و حُرمت ان ہی کے ذمہ ہے اس بے چارہ سے بازپرس نہیں کہ مردہ بدستِ زندہ۔

چوتھی یہ کہ وادیِ گمراہی کے اس سرگشتہ کو برہنہ سر دفن کریں۔ کہ جس تبہ روزگار گنہگار کو بادشاہِ عظیم الشان (خدائے تعالیٰ) کے سامنے لے جائیں گے تو البتہ وہ رحم کا مستحق ہوگا۔

پانچویں یہ کہ تابوت کے صندوق کے اوپر معمولی کھُردرا سفید کپڑا جسے گزی کہتے ہیں ڈالیں اور شامیانہ (کی) مغنیوں (کی)، یا مولود کی بدعت سے احتراز کریں۔

چھٹی یہ کہ والیِ ملک پر واجب ہے کہ ان بے کس خانہ زادوں کی مدارات کرے جو اس بے شرم گنہگار (اورنگ زیب) کے ساتھ دشت و صحرا میں مارے مارے پھرتے رہے ہیں۔ اور اگر ان سے واضح طور پر بھی کوئی قصور سرزد ہو تو حُسنِ عفو اور درگذر سے کام لے۔

ساتویں یہ کہ ایرانیوں سے بہتر دفتری کام (متصدی گری) کے لئے کوئی اور نہیں ہے اور جنگ میں بھی حضرت جنت آشیانی (شاہجہان) کے عہد سے لیکر اب تک اس فرقہ

TooBaa-Research-Library

میں سے کسی ایک نے معرکہ سے روگردانی نہیں کی، نہ ان کے پائے استقامت کو لغزش ہوئی۔ اس کے علاوہ انہوں نے کبھی خودسری اور نمک حرامی نہیں کی لیکن چونکہ عزت کے بہت زیادہ طالب ہیں اس لئے ان کے ساتھ نبھانا بہت مشکل ہے لیکن بہرحال نبھانا چاہیئے اور ناممکن کو ممکن کرنا چاہیئے!

آٹھویں یہ کہ تورانی فرقہ کے لوگ سپاہی معتبر ہیں۔ وہ تاخت و تاراج کرنے، شبخون مارنے اور قید و گرفتار کرنے میں بہت اچھے ہیں اور عین جنگ کی حالت میں پسپائی سے کہ جس کا ترجمہ "تیر کو روک لینا ہے" انہیں کوئی وسواس و ہراس یا خجالت و شرمندگی نہیں ہوتی۔ اور ہندوستان کے جہل مرکب سے کہ سر جائے مگر قدم نہ ہٹیں۔ بصد مرحلہ دُور ہیں۔ بہرحال اس جماعت پر رعایت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اکثر جگہ جہاں یہ لوگ کام آتے ہیں دوسرے کام نہیں آتے۔

نویں یہ کہ لازم السعادات، سادات بارہ کے ساتھ احترام و رعایت میں کوئی فروگذاشت نہیں کرنی چاہیئے اور "قریب والوں کو انکا حق دو" کی آیۂ شریفہ کے موجب عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آیۂ کریمہ "کہدیجئے کہ میں تم سے اسپر کوئی اجر طلب نہیں کرتا بجز اس کے کہ میرے عزیزوں سے محبت کرو" کے بموجب یہ جماعت اجرِ نبوت ہے۔ اس میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہیئے کہ دنیا و آخرت میں خیر و فلاح کا باعث ہے۔ لیکن سادات بارہ کے ساتھ احتیاط کرنی چاہیئے۔ محبتِ باطنی میں (تو کوئی کمی نہیں کرنی چاہیئے لیکن بحسب ظاہر ان کے مرتبہ کو بڑھانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ ملک کا شریکِ غالب، ملک کا طالب بن جاتا ہے۔ اگر باگ ڈور ذرا بھی ڈھیلی پڑی تو ندامت ہوگی۔

دسویں یہ کہ جہاں تک مقدور ہو والی ملک اپنے آپ کو نقل و حرکت سے معاف نہ رکھے اور ایک جگہ بیٹھے رہنے سے احتراز کرے کہ جو بظاہر تو آرام کی صورت ہے لیکن حقیقت میں ہزار مصیبت و آلام پیدا کرتی ہے۔

TooBaa-Research-Library

گیارھویں یہ کہ لڑکوں (اولاد) پر ہرگز اعتماد نہ کریں اور اپنی زندگی میں (قریبی) مصاحبت نہ دیں۔ کیونکہ اگر اعلیٰ حضرت (شاہجہان) داراشکوہ کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے تو یہ نوبت تک نہ پہنچتی۔ اور اسکو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ "بادشاہ کا قول ہمیشہ بانجھ ہوتا ہے"۔

بارھویں یہ کہ سلطنت کا عمدہ رکن ملک کی خبریں اور اطلاعات ہیں اور لحظہ بھر کی غفلت سالہا دراز کی ندامت کا باعث بن جاتی ہے۔ مفرور شیوا (جی) کا فرار (ہماری) غفلت سے ہوا۔ اور (نتیجۃً) آخر عمر تک سرگردانی و پریشانی باقی رہی۔ بارہ (کا عدد) مبارک ہے اور وصیت کا اختتام بھی بارہ پر کیا جاتا ہے۔

؎ اگر دریافتی دانشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

⑨ بہادر شاہ کی نظر بندی

جب محمد معظم بہادر شاہ کو قید کرنے کے واسطے طلب کیا تو وہ تسبیح خانہ میں آکر حاضر ہوئے (اورنگ زیب نے) بختاور خاں داروغہ خوشبو کو حکم دیا کہ "جو عطر بابا (بہادر شاہ) پسند کریں وہ پیش کیا جائے۔

بہادر شاہ نے عرض کیا: "غلام کی کیا مجال ہے کہ خود کچھ پسند کرے جو کچھ بھی (حضور) ازراہِ کرم عنایت فرمائیں گے بہتر ہی ہوگا"۔

(اورنگ زیب نے) فرمایا: "یہ حکم بھی ازراہِ کرم ہی دیا گیا ہے"۔

بہادر شاہ نے بختاور خاں سے کہا "عطرِ فتنہ (و فساد) کے علاوہ جو عطر بھی ہو اچھا ہے"۔

(اورنگ زیب نے) فرمایا "ہاں — تم نے بھی اسی احتیاط کی بناء پر تمہیں یہاں تکلیف

TooBaa-Research-Library

دی ہے"۔

جب عطر پیش کیا گیا تو حکم دیا کہ ہتھیار جسم سے اُتار کر ہمارے پاس آؤ تاکہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے عطر ملیں۔ عطر لگانے کے بعد (بہادر شاہ نے) سلام کیا (اسکے بعد) خود (اورنگ زیب) اٹھ کھڑے ہوئے اور محرم خاں کو حکم دیا کہ حمید الدین خاں کی مدد سے (بہادر شاہ) کے چاروں لڑکوں کے (بھی) ہتھیار اُتار لئے جائیں۔ اور ان پانچوں کو (وہیں پر) بٹھائیں۔ چنانچہ جب (ہتھیار اتارنے کی نیت سے) محمد معز الدین کی طرف بڑھے تو اس نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا (یہ دیکھ کر) بہادر شاہ کو انتہائی غصہ آیا اور کہا "بدبخت اپنے قبلہ و کعبہ کی حکم عدولی کرتا ہے چنانچہ (پھر) اپنے ہاتھ سے اس کے ہتھیار اتار کر محرم خاں کے حوالہ کر دیئے دوسرے لڑکوں نے بھی اپنے آپ (ہی)، ہتھیار اتار دیئے۔ جب (اس بات کی) اطلاع حضرت (اورنگ زیب) کو پہنچی تو فرمایا کہ "تسبیح خانہ (ان کے لئے) چاہِ یوسف بن گیا ہے تو اب وہ یوسف کا (مرتبہ و) جاہ (بھی) حاصل کر لیں گے۔

(۱۰) بہادر شاہ کو نصائح

جس روز بہادر شاہ کو رہا کیا گیا اس دن (اسکو) اپنے پاس بلا کر فرمایا "چونکہ مجھ جیسا باپ تم پر خوش ہے اس لئے سلطنت تمہی کو نصیب ہوگی۔ مجھے البتہ اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کی رضامندی درکار نہ تھی کیونکہ وہ داراشکوہ کو چاہتے تھے اور داراشکوہ کر وقت اہلِ ہنود اور جوگیوں کی صحبت میں رہنے سے بے ایمان ہو گیا تھا۔ (ہماری) فتح و نصرۃ کا سبب صرف سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی امداد تھا۔ تمہیں کچھ نصیحتیں کی جاتی ہیں ان کو یاد رکھنا۔ اگرچہ (ہمیں) یقین ہے کہ ان پر عمل کرنا تمہاری طبیعت سے بعید ہے لیکن شفقتِ پدری کی وجہ سے اور تمہاری محنت و اطاعت پر (خوش ہو کر ہم

TooBaa-Research-Library

تمہیں) نصیحتیں کرتے ہیں۔

پہلی یہ کہ بادشاہ کو لطف و قہر کے معاملہ میں جادۂ اعتدال پر رہنا چاہیئے۔ ان (لطف و قہر) میں سے جو بھی زیادہ ہو جائے گا (وہی) سلطنت کی تباہی کا سبب ہوگا۔ کیونکہ زیادہ لطف (ومہربانی) سے لوگوں کی جرأتیں بڑھ جاتی ہیں ـــ اور (اسیطرح) زیادہ قہر سے بھی لوگوں کے دلوں میں نفرت بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ اس عاجز (اورنگ زیب) کے عم (محترم) سلطان الغ بیگ باوجود اپنے فضل و کمال کے خونریزی میں ذرا نہ جھجکتے تھے۔ اور ذرا ذرا سے جرم پر (بے دریغ) قتل کا حکم دیدیتے تھے۔ ان کے لڑکے عبد اللطیف نے ان کو قید کر کے نہاوند کے قلعہ بھیجدیا۔ راستہ میں انہوں نے ایک شخص سے پوچھا "ہماری حکومت کے زوال کا سبب تمہارے نزدیک کیا ہے؟" (اس نے) جواب دیا "آپ کی خونریزی کہ اس کی وجہ سے لوگوں (کے دلوں) میں (آپ کی طرف سے) نفرت پیدا ہو گئی۔

(اور وہ یہی نہ کرنا چاہیئے، جو ہمارے جدِ امجد ہمایوں بادشاہ نے کیا۔ تساہل عفو بیجا اور تغافل کہ باوجود اس کے کہ بنگال میں شیر خاں کی دست درازیوں کی اطلاع برابر ان تک پہنچتی رہی۔ لیکن وہ تغافل برتتے رہے اور (شیر خاں کے) باپ حسن صور کو سرزنش کرتے رہے کہ تم اپنے بیٹے کی حرکتیں دیکھتے ہو اور اس کو تہدید نہیں کرتے۔ وہ جواب دیتا کہ اب اس کا کام لکھنے کی حد سے گذر گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ حضرت کی غفلت کیا رنگ لائے گی۔

دوسرے یہ کہ بادشاہ کو ہرگز فراغت شعاری اور آرام طلبی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ عادت ملک و سلطنت کی تباہی و بربادی کی سب سے بڑی وجہ (ہوتی) ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے ہمیشہ حرکت کرتے رہنا چاہیئے۔

؎ بادشاہ و آب را در یک مکاں بودن بداست ۔۔۔ آب می گندد ز بودن شہ رود دارش ز دست

TooBaa-Research-Library

اور ؎ درسفر باشد شہان را حرمت و عیش و وقار
فکر آرام و تنعم من کند بے اعتبار

تیسرے یہ کہ نوکروں کے تقرر میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے اور جس شخص کو جس کام کے لائق دیکھو اسی پر (اسے) مقرر کردو۔ (کیونکہ) لوہار سے بڑھئی کا کام لینا عقل مندی کے خلاف ہے۔ بڑے کام پر چھوٹے آدمی (بھی) مقرر نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بڑے آدمیوں کے لئے ادنیٰ کام کرنا باعثِ ننگ ہے۔ اور چھوٹے آدمی کو (کسی) بڑے کام کرنے کا سلیقہ نہیں آتا۔ (اور اسطرح پر) تمام نظامِ حکومت میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

(۱۱) احکام

جس محمد معظم بادشاہ کو قید سے آزاد کیا بڑے فضل اور عنایت فرما کر رخصت کے روز ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ضرورت کی بناء پر اور کوئی چارۂ کار نہ ہونے کی بناء پر تمہارے تمام تباہ کن افعال کی سزا کے طور پر چند سال تمہیں قید میں رکھا لیکن سلطنت کی قوی علامت بھی یہی ہے کہ سلطنت و جاہِ حضرت یوسف بھی مشروط بہ حبس تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے بھی ایسا ہی ہوگا۔ اسی اُمید پر خود اپنی زندگی میں ہندوستانِ بہشت نشان کو تمہارے حوالے کر دیا ہے۔ ہمارے زائچہ کے احکام جو فاضل خاں علاء الملک نے ہمارے روزِ ولادت سے بعد وفات تک کے لکھ دیئے ہیں۔ تجربہ مطابق تمام کے تمام اسی طرح ظہور میں آئے ہیں۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس سلطنت

؎ تیمور کا بیٹا مرزا الغ بیگ جو فلکیات کا عالم و ماہر تھا۔ ۱۴۴۹ء تک سمرقند کا بادشاہ تھا۔ اس کے بیٹے عبداللطیف نے اسکو تخت سے اُتار کر قتل کر دیا۔

TooBaa-Research-Library

(یعنی حکومت عالمگیری) کے بعد جو سماک رامح اور سماک اعزل کو جُدا کرنیوالی اور درجۂ طالع کے اعلیٰ مقام میں واقع ہے ایک ایسا بادشاہ عمل میں آئے گا کہ جو بے خبر، تنگ نفس، معدوم العذر ہوگا۔ اور اس کی تمام باتیں ناتمام اور تمام تدابیر خام ہوں گی بعض اشخاص کے لئے اسقدر شاداب (و فیاض) کہ غرق کر دینے کے قریب اور دوسروں کے لئے اسقدر خشک کہ زوال کا خوف ہو۔ یہ تمام صفاتِ حمیدہ اور حالاتِ پسندیدہ تمہاری ذات میں موجود ہیں۔ اگرچہ ایک لائق وزیر جس کا ہمیں تجربہ ہے اور ہم نے مہیا کر دیا ہے اسے تمہارے بعد بھیجیں گے۔ لیکن اس کا کیا فائدہ ہے۔ سلطنت کے چاروں رُکن یعنی چاروں اولادیں ہرگز اس بیچارہ کو اس کے حال پر نہ چھوڑیں گی کہ وہ کوئی کام کر سکے۔ ان حالات کے باوجود بھی وہ ہاتھ پاؤں مارے گا کہ کاروبار و انتظام کو رونق ہو۔ لیکن وہی علمِ طب والا قاعدہ ہے کہ جب تک مادہ (فاسد) اصلی بدن سے خارج نہ ہو اسافلِ بدن میں خواہ کتنی ہی قوت ہو بالآخر کام ضعف و کمزوری بلکہ فساد و زوال کو پہنچ جاتا ہے۔

یہاں بھی یہی صورت ہے۔ اگرچہ ہماری صحرا گردی اور بیاباں پیمائی سے ہمارے آرام طلب اور مادر و پدر بیزار خانہ زاد (ملازمین و حکام) ہماری حیاتِ مستعار کے ختم

---

[1] مُلّا علاء الملک تونی مخاطب بہ فاضل خاں فنون حکمت طبعی و ریاضی میں یکتائے روزگار تھا۔ علم ہیئت اور نجوم میں دوسروں سے بدرجہا ممتاز تھا۔ جلوس شاہجہانی کے سال ہشتم میں ایران سے ہندوستان آیا اور نواب آصف جاہی سے توسط پیدا کیا اور اس کا مصاحب ہو گیا نواب آصف جاہی کے ارتحال کے بعد جلوس شاہجہانی کے پندرھویں سال شاہی ملازمت میں داخل ہوا اور پانچ صدی بہ پنجاہ سوار کا منصب پایا۔ لاہور کی نہر جو کئی لاکھ روپے کے صرف کے باوجود حسبِ دلخواہ نہ بن سکی تھی اور اس کا پانی شہر تک پہنچ سکا تھا (باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

ہونے کی آرزو رکھتے ہیں لیکن ہمارے بعد ہمارے اس ناقدر دان فرزند کی بے تمیزی اور ناشناسی کے سبب جس بات کی آرزو ہمارے واسطے اب کرتے ہیں خود اپنے واسطے خدا سے اسی بات کی آرزو کریں گے۔

بہر حال محبت پدری کے باعث کہا جاتا ہے کہ اسقدر تلخ مت بن کہ منہ سے تھوک دیں اور نہ اسقدر شیریں کہ نگل ہی جائیں۔ لیکن یہ نصیحت بھی بے جا ہی تھی کیونکہ تلخی تو اس فرزند میں ہٹی نہیں اس کے برادر عزیز کے حصے میں آئی ہے۔ اور اس زیادہ تمیزدار فرزند کے حصہ میں تو بے نمکی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں بھائیوں کو کمال اعتدال پر رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱) فاضل خاں نے اپنے اہتمام سے اعلیٰ درجہ کی مکمل کرادی اور صاف و شفاف پانی دار السلطنت لاہور تک پہنچنے لگا۔ وہ ریاضی کے تمام فنون کی طرح حضریات نہر کا بھی ماہر تھا۔ وہ دیوانی تن۔ داروغگی عرض اور پھر خانِ ساماں کے عہدہ پر فائز ہوا اور برابر ترقی کرتا رہا۔ بلخ و بدخشاں کی تسخیر سے پہلے فاضل خاں نے علم نجوم کے ذریعے ان ملکوں کی فتح استخراج کر کے شاہجہان سے عرض کر دی تھی۔ ان ممالک کی فتح کے بعد اس کے اصل منصب میں مزید اضافہ ہوا۔ جلوس شاہجہانی کے ۲۳ ویں سال اسے فاضل خاں کا خطاب اور سہ ہزاری منصب عطا ہوا۔ خان مذکور باوصف جامعیتِ علوم معقول و منقول، سنجیدہ روش، معاملہ فہم اور صائب الرائے بھی تھا اور وزارت کے جلیل القدر منصب کا استحقاق رکھتا تھا۔ چنانچہ ۱۵/۱۱ ذیقعدہ ۱۰۷۳ھ کو یہ منصب وزارت بھی اسے حاصل ہوا۔ کہتے ہیں کہ وزارت حاصل ہونے سے چند روز پہلے اس نے کہدیا تھا کہ میں وزارت کو پہنچتا ہوں مگر عمر وفا نہیں کرتی۔ چنانچہ اسی ماہ کی ۲۷ ویں کو کہ وزارت کا پندرھواں دن تھا داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

کہا جاتا ہے کہ علم نجوم سے جو احکام اس نے شاہجہان اور (باقی اگلے صفحہ پر)

(۱۲) ضابطہ شاہی

کابل کے واقعہ نگار نے لکھا "شاہزادہ محمد معظم نے عدالت کے وقت حکم دیا کہ چار طبل بجائے جائیں۔" (اورنگ زیب) نے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ "عمدۃ الملک مدار المہام حسب الحکم تحریر کریں کہ چار طبلوں کی جگہ چار ڈھول بجائے جائیں۔ عدالت میں نقارہ بجوانا بادشاہوں کا قاعدہ۔ اگر خدا (تمہیں) دے گا تو (اسوقت) ہو جائے گا۔ (ابھی سے) بے قراری کی کیا بات ہے۔"

(۱۳) اولاد کی نگرانی

صوبہ کابل کے تر کا دکی تحریر سے معلوم ہوا کہ شہزادہ محمد معظم بہادر نے جامع مسجد میں قنات لگوا کر نماز کی سنتیں ادا کیں۔

اس اطلاع نامہ پر (خود اپنے دست مبارک سے) تحریر فرمایا، حقیقتاً خوف و بزدلی سے جو اس فطرت میں داخل ہے۔ یہ بات کچھ بعید نہیں ہے۔ لیکن اس بزدلی کے ساتھ تھوڑا سا ہمارا خوف بھی ہونا چاہیے۔ اس کام کی جرأت کہ جو صرف سلطنت کے ساتھ مخصوص ہے کس طرح ہو سکی۔ اعلیحضرت غفران مرتبت (شاہجہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس درجہ سے بے پروائی سے کام لیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ ۱) اورنگ زیب کے متعلق لگائے تھے حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے چنانچہ خواص پور میں (احکام ۴۷) اورنگ زیب کے زانوں کو جو چوٹ لگی تھی اُس کا ذکر بھی اس نے زائچہ اور احکام میں لکھدیا تھا۔ (مآثر الامراء جلد ۳ ص ۵۲۴)

فائدہ ایک دوسرے نسخہ میں وزارت کی تاریخ یازدھم بتائی گئی ہے اور یازدھم کی نسبت ہی صحیح معلوم ہوتی ہے (قادری)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

کہ حالات اس قدر بگڑ گئے۔

حاشیہ پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا" ناظر کو (اس سزا میں کہ اس نے) اس بات کے متعلق کچھ نہیں لکھا برخاست کیا جاتا ہے۔ اور اس کے مرتبہ میں ایک صدی کی کمی جاتی ہے۔ محرم خان دوسرے ناظر مقرر کریں۔ واقع نگار اور سوانح نگار کی جاگیریں (بحق سرکار) ضبط کرلی جائیں۔ منصب کی کمی اس لئے نہیں ہے کہ وہ (پھر) دوبارہ کام آئیں گے۔ ہرکارہ بہت جلد تحقیق (حالات) کر کے حقیقت حال لکھے۔ اگر صحیح ہے تو صوبہ داری سے برخاست کر کے ہم اپنے حضور میں طلب کریں۔

(۱۴) شاہانہ اشغال

محمد معظم بہادر شاہ کے ناظر نے لکھا" سرہند کے چکلہ سے روانگی کے وقت (محمد معظم بہادر شاہ نے) فیل خانہ کے داروغہ کے کان میں کچھ آہستہ سے کہا جس کو یہ فدوی (ناظر) نہ سن سکا۔ (سرہند) سے آٹھ میل نکلنے کے بعد ایک میدان میں دو مست ہاتھیوں کی لڑائی کرائی گئی خود (محمد معظم بہادر) مع تمام ہمراہیوں اور سپاہیوں کے (ہاتھیوں کی) جنگ کا تماشا دیکھتے رہے۔ اس کے بعد فیل بانوں نے ان دونوں ہاتھیوں کو الگ کر دیا (اور پھر) کوچ شروع ہوگیا۔ لیکن ان ہاتھیوں کی لڑائی میں جانی اور مالی کسی قسم کا نقصان نہیں ہوا۔

عرض پر اپنے دست مبارک سے تحریر کیا (اس اطلاع کی) پہلی شق جان کے خوف کی وجہ سے تھی۔ کیوں کہ (اس بات کا اخفا ممکن نہ تھا۔ اور دوسری شق یعنی (کسی کا) جانی اور مالی نقصان نہیں ہوا۔ لالچ کی وجہ

TooBaa-Research-Library

سے ہے جو انسان کو اندھا اور گونگا بنا دیتی ہے۔ میر بخش ناظر کے منصب میں سے دو صدی کم کریں۔ اس کمی کی مناسبت سے جاگیر میں سے بھی کم کر دیا جائے۔ اور عمدۃ الملک مدار المہام فرمان شاہی کی جگہ پر حسب حکم شاہ نادان (معظم بہادر) کو تحریر کریں کہ ہاتھیوں کی جنگ شاہانہ اشغال ہیں۔ اور ان بے کار و بے حاصل آرزوؤں کے سبب (تم) بادشاہی تک جلد نہ پہنچ سکو گے۔ جب بھی اس کا وقت آئے گا اور وہ تمہارے نصیب میں ہوگی تمہیں مل جائے گی۔ جو چیز انسان کو خراب کرتی ہے وہ مقدر سے زیادہ اور وقت سے پہلے طلب کرتا ہے۔ ہم کو کیوں ناراض اور خود کو کیوں پریشان کرتے ہو"۔

(۱۵) وقائع صوبہ کابل

کابل کے خبر رساں سے معلوم ہوا کہ جب محمد معظم بہادر شاہ دربار منعقد کرتے ہیں تو دربار میں ایک مسند جو زمین سے ایک گز بلند ہے آراستہ کی جاتی ہے۔ اور اس پر بیٹھ کر وہ دربار منعقد کرتے ہیں۔

عرض پر تحریر فرمایا:

بہوس کار بر نمی آید   در ہمہ کار لطف حق باید

ترجمہ (محض ہوس سے کوئی مقصد نہیں پورا ہوتا۔ تمام کاموں میں لطف الٰہی شامل حال ہونا چاہیئے۔

تکیہ برجائے بزرگان نتواں زد بگزاف   مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

ترجمہ (صرف لاف و گزاف سے بزرگوں کی جگہ حاصل نہیں ہوسکتی جب تک تم بزرگی کی علامتیں اور اسباب بھی نہ پیدا کرلو)

تعجب ہے کہ چند سال کی قید بھی اس احمق و مغرور (محمد معظم بہادر) کے دماغ کی اصلاح نہ کرسکی۔ دو طاقت ور گرز بردار جائیں اور اس کو

TooBaa-Research-Library

سر دربار مسند سے اٹھا کر مسند کو توڑ ڈالیں اور اگر گرز بردار ایسے وقت پہنچیں کہ مسند پر نہ ہو تو انتظار کریں اور جس وقت وہ دربار منعقد کرے اس وقت حکم کی تعمیل کریں۔ "جزاءً بما کانوا یعملون" (جو کچھ بھی وہ کرتے ہیں اس کے بدلے کے طور پر) اعلیٰ حضرت فردوس مکان (شاہ جہان) نے اپنی اولاد کے ساتھ اس قدر تساہل اور تغافل سے کام لیا کہ تابعدار رئیس ہی معکوس ہو گیا۔

صوبہ ملتان سے محمد معظم بہادر شاہ کے محل کی محلدار حمیدہ بانو نے اطلاع دی اکثر اوقات کہ رات کے وقت اپنی خلوت خاص میں تشریف لے جاتے ہیں تو سیاہی اور قلم دان بھی ہمراہ ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ کے خلاف ہو گا کہ اس وقت محل دار اس کی نائب موجود ہو (حالانکہ) رخصت کے وقت حضور نے اس بوڑھی کنیز (حمیدہ تو محل دار) سے بالمشافہ فرمایا تھا اور بعد میں بھی ایک حکم نامہ میں درج فرمایا تھا کہ جب بھی وہ (محمد معظم) قلم دان طلب کریں اس جگہ پر بوڑھی کنیز یا اس کی نائب شرف النساء موجود ہوں حقیقت حال تو یہ ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم صادر ہوتا ہے۔

اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا اگر خلوت خاص میں جانا ادب کے خلاف ہے تو (ایسی حالت میں) قلم دان کو (طلب کرنے پر) روک لینے میں کیا امر مانع ہے۔ بہر حال آئندہ کبھی بھی خلوت خاص میں قلم دان نہ بھیجا جائے اور ناظر کو حکم دیا گیا کہ (خلوت خاص سے) باہر ہو جب بھی قلم دان کی ضرورت ہو تو) حاضر کیا جائے اور جب اور جب تک ضروری دستخط کئے جائیں قلم دان سامنے رہے۔ اس کے بعد ناظر اس کو سر بمہر اپنی نگرانی میں رکھے۔ اور اس احمق فرزند (محمد معظم) سے ناظر کہے کہ چند سال کی قید سے (ابھی) عقل نہیں آئی۔ جو اس قسم کی جرأتیں کی جاتی ہیں لیکن اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ دوسری مانع تنبیہ نہیں ہے۔

اے نافہم ہیچ مداں [illegible]ان

TooBaa-Research-Library

احکامِ عالمگیری

باب دوم

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے متعلق

TooBaa-Research-Library

◉

(۱۷) قلعہ برلی کا محاصرہ

قلعہ برلی کے محاصرہ کو (تقریباً) چار ماہ گذر گئے تھے اور اس کے بعد برسات قریب آگئی۔ اس مقام (برلی) کا یہ خاصہ تھا کہ بارش بغیر ژالہ باری کے نہ ہوتی تھی۔ اس وجہ سے لشکر میں (کافی) تشویش پھیلی ہوئی تھی۔ شیخ سعد اللہ خاں نے محرم خاں کی معرفت عرض کیا: "اگر بادشاہ زادہ (محمد اعظم شاہ) ناراض نہ ہوں تو ایک دن میں صلح ہو سکتی ہے!"

(اس پر) فرمایا: "آج صبر کرو کل جواب دے دیا جائے گا!"

چھٹپٹے کے وقت معلوم ہوا کہ شاہزادہ (محمد اعظم شاہ) کو صلح کے بارے میں کچھ خاص پریشانی ہے۔ اور شیخ مذکور (سعد اللہ خاں) نے صلح کی شرط یہ رکھی ہے کہ قلعہ کے تمام آدمی بغیر کسی مال (و متاع) کے (بالکل نہتے) قلعہ سے نکل جائیں۔ (یہ معلوم ہونے کے بعد حکم صادر فرمایا کہ تمام کام (خوب) پختہ کر لو۔ تاکہ (ہمارا) حکم ملتے ہی بلا کسی تاخیر کے فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمان کے مطابق تمام کاروائی پختہ ہو گئی۔

پہلے دن شاہ عالی جاہ (محمد اعظم شاہ) سے فرمایا "ہم کو صرف تمہاری خاطر منظور ہے

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

ورنہ صلح کوئی مشکل بات نہیں ہے اور دوسرا آدمی بھی یہ کام کر سکتا ہے۔ (انہوں نے عرض کیا "جو کام بھی حضور فرمائیں گے غلام کو اس سے اختلاف نہ ہو گا": (اسپر اورنگ زیب نے) فرمایا" پھر بعد میں تم ملول ہو گے": انہوں نے عرض کیا" خادموں کی کیا مجال ہے کہ اپنے پیرو مرشد کے (کسی) کام سے ملول ہوں۔ (کچھ توقف کے بعد) عرض کیا "جو شخص صلح کے واسطے بیچ میں پڑ رہا ہے وہ کون ہے؟ فرمایا" شیخ سعد اللہ خاں" (شاہزادہ محمد اعظم نے) عرض کیا" تو بیشک حکم دے دیا جائے": (اس وقت) شیخ سعد اللہ خاں حاضر نہ تھے۔ محرم خاں سے فرمایا کہ شیخ مذکور کو حکم پہنچا دیں کہ فوراً قلعہ پر شاہی جھنڈا لہرا دیا جائے۔ دو گھڑی بعد جھنڈا نصب کر دیا گیا۔ اور فتح کی نوبت بجنے لگی۔ اعظم شاہ نے انتہائی بے دماغی اور تندی سے عرض کیا" ہم غلاموں کو (اب) زہر کھا کر مر جانا چاہیئے کیونکہ یہ پاجی مصاحب بن گئے ہیں": بادشاہ نے فرمایا: "بے شک ہم سے پاجی پرستی واقع ہوئی ہے۔ (اب) ہم دونوں پاجیوں کو لشکر سے نکالے دیتے ہیں شیخ سعد اللہ بنگاہ جائیں اور تم کو صوبہ احمد آباد میں مقرر کیا جاتا ہے۔ (اور پھر حکم دیا) کہ سیادت خاں گرز برداروں کا داروغہ مع تمام گرز برداروں کے (اعظم شاہ کے) ہمراہ جائے اور (شاہی) لشکر کے تین کوس کے فاصلے پر سانپ گانوں کے مقام پر (اس کو) قیام کرائے اور (اعظم شاہ کو، اس کے موجودہ مستقر پر نہ جانے دے اور خود دربار برخاست کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اعظم شاہ نے حیران و پریشان ہو کر جمدۃ الملک اسد اللہ خاں کا وسیلہ ڈھونڈا۔ اسد اللہ خاں نے عرض کیا کہ شاہزادے کو دو دن کی مہلت دیجائے تاکہ بارش ذرا رک جائے": (اورنگ زیب نے، حکم دیا" ہمارے فرزندوں کے معاملہ میں دخل اندازی کرنے کا ملازموں کو کیا حق ہے": اسد اللہ خاں اپنی درخواست پر (خود) پشیمان ہوئے۔

بہرحال گرز برداروں کے داروغہ کے ساتھ جا کر شاہزادے نے سانپ گانوں

TooBaa-Research-Library

کے مقام پر قیام کیا اور وہاں سے عرضی بھیجی کہ موم جامہ کے واسطے موم دستیاب نہیں ہوتا۔ (اورنگ زیب نے، حکم دیا" قیمت ادا کر کے شاہی گودام سے لے لیا جائے": انہوں نے دوبارہ درخواست دی کہ (اس کی قیمت) غلام کے مقررہ وظیفے میں سے وضع کر لیجائے۔ اسپر اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا" کوئی عقلمند نقد کو ادھار پر نہیں چھوڑتا[1] کیونکہ وظیفہ میں سے وضع کرنے کے وقت تک (کون جانتا ہے کہ) کون زندہ ہے اور کون مر جائے۔ نقد قیمت دی جائے اور (موم) لے لیا جائے": چنانچہ حکم کے مطابق عمل کیا گیا اور ایک ہزار دو سو روپیہ بھیج کر موم لے لیا۔

⑱ عدل شاہی

بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ نے عنایت اللہ خاں کو لکھا کہ ان (شہزادہ) کی عرضداشت اور شکایت شہنشاہ (عالمگیر) تک پہنچا دی جائے کہ" سید لعل شاہی ملازمت میں پیشی منصب رکھتا ہے اور غلام (محمد اعظم شاہ) کی جاگیر واقع مندسور میں شراب نوشی اور جملہ بدعات کا مرتکب ہوتا ہے۔ (اس کے بارے میں شاہی حکم جاری) کیا جائے۔ اس کی جاگیر ضبط کر کے اس غلام (محمد اعظم شاہ) کو دے دی جائے تاکہ اس فتنہ کا سدباب ہو سکے":

(اس) عرض پر دست مبارک سے تحریر فرمایا:

"محتسب کا کام خود (اپنے آپ) کر لینا اور پھر جاگیر کی ضبطی کی درخواست (بھی

---

[1] انڈیا آفس لائبریری فارسی نسخہ نمبر ۳۳۸۸ میں یہ عبارت اسی طرح درج ہے: "یہ نہیں ہو سکتا یہ ادھار ہے ہم نے نقد کے بارے میں، لکھا ہے کہ نقد ملنے کے وقت کون زندہ ہے اور کون نہ ہے۔ اب خود اپنی جیب سے ادا کرنا چاہیئے اور (موم) لے لیا جائے۔

TooBaa-Research-Library

کرنا پُر لطف بات ہے۔ ایک پشتی جاگیر ضبط کرنا محال ہے چہ جائیکہ سہ پشتی کسی کی جاگیر (اس طرح کسی کے کہنے سے ضبط نہیں ہوتی۔ ملازمت میں وہ ہا! (محمد اعظم اور سید لعل مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ اور دوسری طرف (سید لعل کی) سیادت ہزار درجہ زیادہ (قابلِ احترام) ہے۔ صدر الصدور اس جگہ کے محتسب کو لکھیں کہ تحقیق کر کے حقیقتِ حال سے مطلع کیا جائے۔ الحمدللہ اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کی طرح میں نے اولاد کو سر نہیں چڑھایا ہے کہ (بعد) میں ندامت ہو۔

(۱۹) حزم و احتیاط

محمد اعظم شاہ کے خبر رساں سے اطلاع ملی کہ (اعظم شاہ) بغیر کسی حفاظت اور اطلاع کے برنالہ کے قلعہ کا ملاحظہ کرنے کے لئے خندقوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ہر چند محل دار اور ناظر منع کرتے ہیں لیکن ان کے کہنے سے وہ نہیں مانتے اور ناظر اور محل دار کی تحریروں سے بھی اسی قسم کی اطلاع ملی۔ (اس اطلاع نامہ) پر دستِ خاص سے تحریر فرمایا:

"تعجب ہے کہ اس لڑکے (محمد اعظم شاہ) پر ہماری صحبت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ اور (وہ) احتیاط و دور بینی سے کوسوں دُور ہے۔ اس کے ذہن میں الحزم سوء الظن (گمانِ بد بھی حزم و احتیاط میں داخل ہے) نہیں ہے اور نہ آیۂ "ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ" (اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو) کا اس کو خیال ہے۔"

؎ مرغیکہ زیرک است دریں بوستاں سرا
گل را خیالِ چنگلِ شہباز می کند
خوں می چکد ز زخم نمایاں ز خندہ اش
گیکے کہ بے ملاحظہ پرواز می کند

TooBaa-Research-Library

از صحبتِ نیکاں نشود طینتِ بد نیک
بادام ہماں تلخ بروں باشکر آید

ترجمہ: "اس باغ میں وہی پرندہ عقلمند کہا جا سکتا ہے جو پھول کو بھی شہباز کا پنجہ خیال کرتا ہے جو چکور بے احتیاطی سے اڑتی پھرتی ہے اس کے قہقہوں کے بدلہ میں اس کے زخموں سے خون ٹپکتا ہے۔ بد طینت انسان نیکوں کی صحبت سے نیک نہیں ہو سکتا جس طرح بادام کی تلخی شکر کے اندر بھی باقی رہتی ہے۔"

(اصل) مردانگی شجاعت اور بے باکی میں نہیں ہے بلکہ خود شکنی میں ہے۔

؎ کمال مردی و مردانگی است خود شکنی
ببوسس دست کسے راکہ ایں کماں شکند

ترجمہ: "کمال مردی و مردانگی خود شکنی میں ہے اسکے ہاتھوں کو بوسہ دے جس نے یہ کمان توڑ ڈالی۔"

(۲۰) بد سلوکی کی سزا

محمد اعظم شاہ کی ڈیوڑھی کے ناظر بہروز خاں نے اطلاع کی کہ "شاہزادہ نے نور النساء محلدار کے ساتھ بد سلوکی کی اور اس کو احمد آباد کے شاہی باغوں کے معائنہ کے وقت ہمراہ نہیں لے گئے۔ محلدار (نور النساء) نے باہر (میرے پاس) چھٹی بھیجی اور (شاہزادے کی سواری کو) منع کیا چنانچہ غلام (بہروز خاں) آیا اور کسی (شاہی) حکم (کے آنے تک) (شاہزادے کی) سواری کو منع کر دیا۔ انہوں نے محلدار کو اپنی مجلس سے باہر نکال دیا۔"

(اس اطلاع نامہ پر) تحریر فرمایا کہ "خواجہ قلی خاں مع اپنی فوج کے اور اس جگہ کے (تمام) منصب دار اور راجہ زور متفق ہو کر ہمارے حکمِ ثانی تک اس (شہزادہ) کی

TooBaa-Research-Library

سواری اور دربار کو بند رکھیں"۔

دوسرے دن جب یہ خبر بادشاہزادہ کو پہنچی۔ انہوں نے اپنی بہن بادشاہ بیگم (زینت النساء) کی معرفت درخواست بھیجی اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور ایک رامنی نامہ مع ناظر اور محل دار کی مہر کے بھیجا (ان کی اس) درخواست پر دست مبارک سے تحریر فرمایا کہ "جاگیر کی تبدیلی موقوف کی جاتی ہے۔ لیکن اگر (کوئی) مالی سزا (بھی) نہ دی گئی تو (آئندہ) اس قسم کی حرکتوں کی جرأت پھر باقی رہے گی۔ پچاس ہزار روپیہ اس جرم کی سزا کے طور پر اس ناعاقبت بین احمق و بے وقوف لڑکے کے وظیفہ میں سے وضع کر کے خزانہ عامرہ میں داخل کر دیئے جائیں۔

(۲۱) نقصان کا معاوضہ

احمد آباد سے جو محمد اعظم شاہ کی صوبہ داری میں تھا۔ سوانح نگار نے اطلاع دی:

"دشمنوں (مرہٹہ) کی فوج کے سردار جاناجی دالیہ نے احمد آباد سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر سورت کی شاہراہ عام پر سوداگروں کو لوٹ لیا۔ جب یہ اطلاع شاہ عالی جاہ (محمد اعظم) کو پہنچی تو فرمایا کہ "یہ (واقعہ) سورت کے کلکٹر امانت خاں کی فوجداری میں ہوا ہے ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں"۔ اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا "(شاہزادہ کے) اصل منصب میں سے پانچ ہزار کم (کئے جائیں) اور سوداگروں کے بیان کے مطابق (ان کے نقصان کا روپیہ (شاہزادے کے) وکیل سے لے لیا جائے (اگر یہ واقعہ) کسی اور شخص سے (علاوہ شہزادے کے) سرزد ہوتا تو تحقیقات کے بعد حکم جاری کیا جاتا۔ لیکن شہزادے کے واسطے بطور سزا کے بغیر تحقیقات کے حکم جاری کیا جاتا ہے۔ کیا کہنا ہے تمہاری شہزادگی کا کہ اپنے آپ کو امانت خاں سے بھی کم سمجھتے ہو جبکہ ہماری زندگی ہی میں (تم سلطنت کی وراثت کا دعویٰ رکھتے ہو تو پھر ہماری زندگی ہی میں کیوں نہ امانت خاں کو اپنی میراث کا

TooBaa-Research-Library

شریک نہیں بنا لیتے؟

درد سے کہ با دوا نشد آں علاج نیست
آں را کہ عقل نیست بہیچ احتیاج نیست

ترجمہ: "جو درد دوا سے اچھا نہ ہو پھر اس کا کوئی علاج نہیں۔ جس شخص میں عقل نہیں اس کی کسی چیز کی ضرورت بھی نہیں"۔

(۲۲) گستاخی کی سزا

(ایک مرتبہ) محمد اعظم شاہ دربار میں کچھ عرض کرتے تھے۔ (لیکن) جب اپنے حسب منشا جواب نہ پایا تو (کسی قدر) ملول ہو کر آگے قدم بڑھایا (یہاں تک کہ مسند شاہی پر (پاؤں) رکھ دیا۔ اورنگ زیب نے اس بات پر مکدر ہو کر پردۂ عدالت گرا دیا اور دربار برخاست کر دیا۔ اور (ساتھ ہی) شاہزادہ کا مجرا بند کر دیا۔ کسی کو (اس معاملے میں سفارش کی ہمت نہ (ہوتی) تھی۔ شاہ سلیم اللہ نے عرض کیا شاہزادے کا آگے قدم بڑھانا جرأت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ازراہِ غفلت ایسا ہوا۔ "من عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ" (جو معاف کر دیتے ہیں اور صلح کرتے ہیں ان کو اللہ اجر دیتا ہے) اس آیت کے نیچے بادشاہ نے تحریر فرمایا۔

از ساحل نجات بہ بحر فنا فتاد
از حد خود کسی کہ قدم بیشتر گذاشت

"سلامتی کے کنارہ سے موت کے سمندر میں وہ شخص گر پڑتا ہے جو اپنی حد سے باہر قدم رکھتا ہے"۔

TooBaa-Research-Library

(۲۳) اورنگ زیب کا طنز

محمد اعظم شاہ نے چونکہ (خود) بدتمیز اور بدزبان واقع ہوئے تھے جناب مقدس (عالمگیرؒ) کو جمعہ خاکروب سے تشبیہ دی جو دیوانِ خاص کی صفائی کے لئے مقرر تھا اس بات کی اطلاع اورنگ زیب کو ہوگئی ایک دن جبکہ (جمعہ خاکروب، دیوانِ خاص کا صحن صاف کر رہا تھا (اورنگ زیب نے) اعظم شاہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا "بابا اس خاکروب کے چار لڑکے ہیں"۔ (اعظم شاہ نے) عرض کیا (اس کے تو) ایک لڑکا ہے اور وہ بھی (ابھی) بچہ ہے"۔ (اس پر) ارشاد فرمایا "غلط کہتے ہو۔ مجھے تو یہ بھی اطلاع ہے کہ ان لڑکوں میں سے ایک ولایت[1] بھی گیا ہے"۔ یہ بات سنتے ہی اعظم شاہ مطلب سمجھ گئے اور نہایت شرمندہ ہوئے اور اپنی ہمشیرہ زینت النساء بیگم سے گلہ کیا۔ کہ حضرت نے ذرا بھی میری والدہ صاحبہ کی رعایت و حرمت نہ کی اور جمعہ خاکروب کو میرا باپ بتایا"۔ (اس پر) فرمایا "ہاں بابا تم نے بھی حضرت (شاہجہان) کی ذرا بھی رعایت و حرمت نہ کی اور ان کے لڑکے کو جمعہ خاکروب قرار دیا"۔

(۲۴) حفظ دل

محمد اعظم شاہ کے ہمراہیوں کے واقعات سے معلوم ہوا ہے اور انہوں نے جس زمانہ میں احمد آباد کے گورنر تھے خود بھی عرضی دی تھی کہ طویل بیماری کی وجہ سے (جس میں

---

[1] ولایت سے مراد "ایران" ہے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے بغاوت کی تھی اور شاہی افواج سے شکست کھا کر شاہ ایران کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اس وقت اورنگ زیب کے صرف چار لڑکے زندہ تھے۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

باری کا حارا بھی شامل تھا) اسقدر نقاہت ہوگئی ہے کہ گفتگو کرنی بھی محال ہے۔ اگرچہ (اد ھر) دو ماہ سے کوئی شکایت باقی نہیں ہے۔ میں متمنی ہوں کہ اس صوبہ سے مجھے اپنے حضور میں طلب فرمایا جائے تاکہ قدم بوسی کی سعادت کے بعد (اپنی) جانِ ناتواں (آپ کے قدموں پر) نثار کردوں"۔ اس پر اورنگ زیب نے تحریر فرمایا "حافظ حقیقی ہمارے لختِ جگر کی نگہبانی فرمائے۔ ایسی نقاہت کی حالت میں سفر کرنے کی اجازت دینا بیدردی سے خالی نہیں ہے۔

بالاتر از وصال شمارد خیال را
شکر خدا کہ دیدۂ ما ناسپاس نیست

ترجمہ: "وہ خیال کو وصال سے بہتر سمجھتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری نگاہیں ناشکر گذار نہیں ہیں"۔

یہ پیر ضعیف اور یہ بے چارہ (خود) علاوہ دردِ سر کے صدہا امراض میں مبتلا لیکن (میں نے) تحمل کو اپنا شعار بنالیا ہے۔

در مشرب جمع کے کہ مہیائے رحیل اند
ہر رنجش بے جا فلک لطف بجائیست
ما حوصلہ درد نداریم و گرنہ
ہر درد کہ روزی شود از غیب دوائیست

"جو لوگ کوچ کرنے کے لئے تیار ہیں ان کے نزدیک آسمان کا ہر بے محل ستم بھی لطف کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمیں درد کا حوصلہ نہیں ہے ورنہ غیب سے جو بھی درد ہمیں دیا جاتا ہے وہ دوا ہی ہے"۔

جب اپنے بدبخت نفس کے ساتھ گفتگو ہوتی ہے تو کہتا ہوں "کہ دل کے علاوہ جو فی الحقیقت ایک عزیز اور قابلِ حفاظت شے ہے دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے

TooBaa-Research-Library

وہ سب چھوڑ دینے کے لائق ہے۔ اس زمین و زماں سے دل کیوں لگا رکھا ہے دل ساتھ جانیوالا ہے اور یہ زمین و زماں چھوٹ جانے والے ہیں۔

ے ترا بخاک زند ہر چہ را برافرازی
بغیر سرایت اشکے کہ بر فراشتی ست

"سوائے اشک ریزی کے کہ تو بلندی دینے والا ہے ہر چیز جو تُو بناتا ہے تجھے خاک میں ملا دیتی ہے۔"

ے اپریل [illegible] [1763]ء شاہزادہ اعظم مدراس کے علاقہ میں شدید بیمار پڑ گیا تھا لیکن اسوقت وہ گجرات کا گورنر نہیں تھا۔ خافی خاں نے شاہزادہ مذکور کی ایک درخواست کا ذکر کیا ہے جو ٦-١٧٠٥ء اس نے گجرات سے دی تھی اور اپنے والد کے حضور میں آنے کی اجازت طلب کی تھی۔ خافی خاں کا بیان ہے:

"شہزادہ محمد اعظم نے گجرات سے اپنے والد کی علالت کی خبر سُن کر دربار میں حاضری کی اجازت چاہی اور بہانہ کیا کہ گجرات کی آب و ہوا ناموافق ہے۔ شہنشاہ اس بات سے بہت ناخوش ہوئے لکھا کہ میں نے بھی اپنے والد شاہجہان کی (آخری) علالت کے دوران اسی طرح کی درخواست بھیجی تھی اور انہوں نے اس کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ ہر جگہ کی آب و ہوا آدمی کو راس آتی ہے سوائے ہوائے ہوس کے۔" آخر کار اورنگزیب نے شہزادہ اعظم کو دربار واپس آنے کی اجازت دیدی تھی اور وہ ٢٥ مارچ...

احکامِ عالمگیری

باب سوم

شاہزادہ محمد کام بخش اور بیدار بخت کے متعلق

(۲۵) حراست شہزادہ کام بخش

شہزادہ محمد کام بخش کے وقائع نگار اور ناظر کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ قلعہ جنجی کی فتح کے بعد خان نصرت جنگ نے اس خیال سے کہ دشمن کی پانچ ہزار سے زیادہ فوج اطراف میں موجود تھی۔ شہزادہ کو کوچ اور قیام کے بارے میں احتیاط سے کام لینے کا مشورہ دیا۔ تو (شہزادہ کام بخش) درشتی سے پیش آئے اور فرمایا "ہمیں اختیار ہے کہ جب چاہیں کوچ کریں"۔

بات یہاں تک پہنچی کہ آپس میں رنجش ہو گئی اور خان نصرت نے دربار کا مجرا ترک کر دیا اور (صرف) شہزادہ سوار ہو کر نکلتا تو مجرا کر لیتے۔ یہاں تک کہ چہارشنبہ ۹ ر ذیقعدہ (۱۳ جولائی ۱۶۹۲ء) کو دوپہر کے وقت جب شہزادہ خیمہ میں تھا (تو) ایک آدمی خان نصرت جنگ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اس نے آنے میں دیر کی۔ چار آدمی پے در پے بھیجے۔ اس سلسلہ میں خان مذکور کے ہرکاروں نے خبر دی کہ (شہزادہ نے) اپنے رضاعی بھائی کی مدد سے تمہارے گرفتار کرنے کی تدبیر کی ہے اور ناظر کی تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ یہ بات صحیح ہے۔ خان نے ان

خبر رسانوں کو بلایا اور بطور گواہ کے ساتھ لے کر (ہاتھی پر) سوار ہو کر (شہزادہ کے) خیمہ میں داخل ہو گیا۔ اور دربار کے خیمہ کو ہاتھی کے سونڈ سے اکھاڑ پھینکا۔ (شہزادے نے) یہ حال دیکھ کر محل سرا میں بھاگ جانا چاہا۔ راؤ دلپت نے آ کر اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور گھسیٹتا ہوا خان نصرت کے ہاتھی کے پاس لایا۔ خان نے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھی پر بٹھا لو۔ چنانچہ اسی طرح چار کوچ کئے گئے۔ رات دن (شہزادہ) راؤ دلپت کے ساتھ رہا اور اسی کے خیمہ میں ٹھہرا۔" اس اطلاع نامہ پر (اورنگ زیب نے) تحریر فرمایا:

> ؎ پرستار زادہ نیاید بکار
> اگرچہ بود زادہ شہریار

حضرت نوح علی نبینا علیہ السلام نے اپنے ناخلف بیٹے کا کیا علاج کیا تھا جو میں کروں۔ خان نصرت جنگ احمق نہیں ہے جو اس کو بُرا کہے۔ وہ خود بُرا ہے اس نابکار اشرار اور فسادیوں کے سردار (کام بخش) کو لانے کے لئے بیجاپور تک خان نصرت جنگ اس کے ساتھ رہیں۔ اس کے بعد جمدۃ الملک (وزیر اعظم) کے ہمراہ کر دیں۔" اور بیجاپور کے گورنر کے نام ایک فرمان بھیجا " ایک ہزار اس کی محافظت کے لئے ساتھ کر دو اور میرے پاس بھیجدو۔ خان نصرت جنگ مفتوح ممالک مثلاً قلعہ جنجی وغیرہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہو جائیں اور جب فرمان (شاہی) ان کی طلبی کا پہنچے تو حاضر ہو جائیں۔

اطلاع نامہ کے حاشیہ پر تحریر فرمایا "اس لڑکے کی خاطر جو آیتہ "عدوّ الکم" کے مصداق ثابت ہو چکا ہے میں کیوں اپنے (ایک ایسے) دوست پر جو اچھا نوکر بھی ہے اور احباک ثلاث[1] کے مصداق بھی ہے بے جا غصہ کروں خصوصاً جبکہ وہ

---

[1] انڈین آفس لائبریری فارسی نسخہ نمبر ۳۳۸۸ میں ذیل کی عبارت (باقی اگلے صفحہ پر)

خالہ زاد بھائی بھی ہے اور انعام و اکرام کے لائق بھی ہے۔"

(۲۶) بیدار بخت کو سزا

(شہزادہ) بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ (انہوں نے) پہلے راجہ رام جاٹ کے قلعہ سنسی کو فتح کرنے کی بہت کوشش کی اور پھر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے اس (راجہ رام) کی زبانی یہ پیغام بھجوایا کہ اپنی بھتیجی کو حوالہ کر دے اور خود قلعہ سے باہر چلا جائے۔"

اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لڑکی دینا بھی ایک طرح مطیع ہونے کی علامت ہے۔ قلعہ سے (تو) باہر جانا ہے لیکن ملک بادشاہی سے کہاں جائے گا۔ لیکن:

> ؎ چہ مردے بود کز زنے کم شود
> مطیع زنان بد تراز زن شود

"وہ کیا مرد ہے جو عورت سے بھی کم ہو۔ زن مرید عورت سے بھی بدتر ہوتا ہے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :) اور درج ہے "حاشیہ پر تحریر فرمایا: "کلام افلاطون احباک ثلاث من شرک فی ملکہ و فی محنتہ و فی سفرہ۔ (ترجمہ) تو تین آدمیوں کو دوست سمجھ جو تیرا شریک نمک ہو یا شریک محنت ہو یا شریک سفر ہو۔"

کام بخش اورنگ زیب کا سب سے چھوٹا بیٹا اودے پوری کے بطن سے تھا۔ (ج۔ن۔س) حاشیہ احکام ۲۶۔

محمد بیدار بخت دارا شکوہ کی لڑکی جہاں زیب بانو بیگم اور شہزادہ محمد اعظم کا بیٹا تھا۔ ۴ اگست ۱۶۷۰ء کو پیدا ہوا تھا۔ اورنگ زیب ان (باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

اولاد کی تربیت باپ سے متعلق ہے نہ کہ دادا سے۔ شاہ عالیجاہ (محمد اعظم) نے اس (بیدار بخت) کی والدہ مرحومہ کی محبت میں یہ نوبت پہنچادی۔ عقلمندوں کے نزدیک حال کی سختی جو مال کے نقصان سے ہو بڑا وبال اور عذاب ہے۔ ایک سال کے لئے جاگیر میں سے نصف کی کمی اور منصب میں تغیر۔

(۲۷) کاروبار دلداری

شہزادہ بیدار بخت کے ہمراہی ناظر کی تحریر سے معلوم ہوا کہ "شہزادہ ہمیشہ شمس النساء دختر مختار خاں کے ساتھ کمال محبت وعنایت سے پیش آتا تھا۔ لیکن ادھر (کچھ) عرصہ سے خلاف معمول اکثر ناراض رہتا ہے۔ چنانچہ ایک روز کہا: پاجی کی لڑکی کو سلاطین کے ساتھ غرور سے نہیں پیش آنا چاہیئے۔ چنانچہ شمس النساء نے جواب میں کہا: "اگر (آپ) چاہے مجھے مار ہی کیوں نہ ڈالیں لیکن اب دوبارہ آپ سے بات نہ کروں گی" لہٰذا اس روز سے شاہزادہ نے بات نہیں کی۔"

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا:

؎ صبحدم مرغ چمن با گل نوخاستہ گفت   ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تینوں سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور بیدار بخت تو شہنشاہ کا چہیتا تھا۔ خان جہاں کے ساتھ اس نے سنسنی کے باغی سردار راجہ رام جاٹ کے خلاف لشکر کشی کی جسے شکست دے کر ۴ر جولائی ۱۶۸۸ء کو قتل کیا۔ سنسنی پر جنوری ۱۶۹۰ء میں قبضہ کیا۔ اب جبکہ ہاتھرس اور علی گڑھ کے درمیان ایک ریلوے اسٹیشن ہے مندرجہ بالا احکام میں والدہ مرحومہ کا لفظ غلط ہے کیونکہ جہاں زیب بانو کا انتقال بہت بعد میں مارچ ۱۷۰۵ء کو ہوا۔ (ج۔ن۔س)

گل بخندید کہ از راست نرنجیم۔ ولے   ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نہ گفت

ترجمہ: "صبح کے وقت بلبل نے ایک نوشگفتہ پھول سے کہا کہ ذرا زیادہ نہ اِٹھلا تجھ جیسے اس باغ میں بہت کھلے ہیں۔ پھول نے ہنس کر کہا مجھے سچی بات کا افسوس نہیں مگر آج تک کسی عاشق نے اپنے محبوب سے سخت سخت باتیں نہیں کہیں۔"

اس نورِ چشم (بیدار بخت) کو واضح رہے کہ جوانی کے زمانہ میں جیسے تمہارے پاجی مصاحبین کی اصطلاح میں جوانی دیوانی کہتے ہیں۔ ہم کو بھی ایک کے ساتھ (دل) تعلق تھا جو نہایت (ہی) مغرور تھی لیکن ہم نے تمام زندگی اس کی محبت کو نبھایا اور کبھی اُسے آزردہ خاطر نہ ہونے دیا۔

دوسری یہ بات (بھی واضح ہو) کہ سادات کے ساتھ پاجی کا لفظ استعمال کرنا خود پاجی پن ہے۔ اگر کسی سیّد کو پاجی کہا جائے تو وہ پاجی نہیں ہو جاتا۔ اگر محلدار اور ناظر کی تحریر سے اس سیّدہ (شمس النساء) کے راضی ہونیکا حال معلوم نہ ہوا تو عتاب بلکہ عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ "جزاءً بما کانوا یعملون" (جو کچھ کہ وہ کرتے ہیں اسکا بدلہ (اللہ تعالیٰ) دے گا)۔

حاشیہ احکام ۲۷: بیدار بخت شہزادہ محمد اعظم کا بیٹا اور اورنگ زیب کا لاڈلا پوتا تھا۔ ۲۱ر نومبر ۱۶۸۶ء کو اس کی شادی مختار خاں کی بیٹی شمس النساء کیساتھ ہوئی جس کا لقب پوتی بیگم تھا۔ ۲۲ر اگست ۱۶۹۵ء کو ان کے ایک بیٹا فیروز بخت بھی پیدا ہوا تھا۔ بیدار بخت کے خسر کا اصلی نام قمر الدین تھا۔ اس کے باپ کا نام شمس الدین تھا شمس الدین کا باپ سیّد محمد تھا۔ ان سب کے خطاب یکے بعد دیگرے مختار خاں ہی تھے جو سادات بنی مختار سے تھے۔

اِس احکام میں اورنگ زیب نے غالباً اپنی بیوی دل رس بانو بنت شاہنواز خاں صفوی کا ذکر کیا ہے جس کے ساتھ ۸ر مئی ۱۶۳۷ء کو شادی ہوئی تھی اور اس کا انتقال ۸ر اکتوبر ۱۶۵۷ء کو ہوا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

احکامِ عالم گیریؒ

○

باب چہارم

○

افسران کے متعلق

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

(۲۸) نصرت جنگ

ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ جب جنجی کی فتح سے لوٹ کر شاہی خیمہ گاہ پہنچ گیا تو سربراہ خاں کوتوال نے خدمت (شاہی) میں عرض کیا: "فرمان شاہی مرہٹوں کی سرکوبی کے متعلق جو ہنگاہ کی طرف مارے مارے پھر رہے ہیں (ذوالفقار خاں) کو پہنچا دیا گیا تھا۔ (لیکن) خان مذکور (نے اس کی پرواہ نہ کی اور) شاہی خیمہ گاہ کے قریب پہنچ گیا۔

(اورنگ زیب نے) حکم صادر فرمایا کہ "لشکر شاہی میں داخلہ کا پروانہ دیا جائے اور یار علی بیگ جو نصرت جنگ کا وکیل ہے یہ تمام معاملہ اس کو لکھے"۔

دوسرے دن صبح (نصرت جنگ) بغیر ہی داخلہ کے پروانہ کے شاہی لشکر میں آ گیا اور دیوانِ خاص میں حاضری کی اجازت چاہی۔

(اورنگ زیب نے) حکم دیا کہ "ترکش و تھیلہ کمر سے باندھ کر کمان کاندھے پر اور بندوق ہاتھ میں لے کر ہمارے سامنے آئیں۔ اور برخلاف سابق کہ پالکی دیوانِ خاص کی جالی تک آیا کرتی تھی آج جالی کے اندر دیوانِ خاص کی دو راوٹی (مربع مختصر خیمہ) کے پاس

پالکی کو چھوڑ دیا جائے"۔

یار علی بیگ نے نصرت جنگ کو اس عتاب نامہ کے متعلق مفصل لکھ دیا چنانچہ (نصرت جنگ) کلال بار (شاہی خیمہ کے چاروں طرف سُرخ کینوس کی دیوار) سے پیدل اتر کر اور تمام ہتھیار اپنے جسم سے کھول کر دیوانِ خاص کے دروازہ کے قریب ڈاوڈی کے پاس حکم باریابی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ (اورنگ زیب) نے دو گھڑی سکوت و تغافل فرمایا۔ اس کے بعد حاضری کی اجازت دی۔

(نصرت جنگ) نے قدم بوسی کا ارادہ کیا۔ (اورنگ زیب نے) داہنا پاؤں بڑھا دیا۔ تشویش اور اضطراب کی وجہ سے خان نصرت جنگ کا زانو مسند (شاہی) تک پہنچ گیا۔ یہ بات (اورنگ زیب کو) ناگوار گذری اور انتہائی کرم و عنایت سے نصرت جنگ کی کمر تھپتھپائی اور فرمایا "چونکہ عرصہ دراز تک باہر رہے ہو اس وجہ سے (شاید) آدابِ شاہی بھول گئے۔

ع زاغ دم سوے شہر و سر سوے
دہ۔ دم آں زاغ از سر او بہ

اس کے بعد بہرہ مند خاں کی طرف رُخ کرکے فرمایا "کیا وجہ ہے کہ ہمارے خانہ دار باہر جاکر آدابِ شاہی بھول جاتے ہیں۔ شاید خان مذکور (نصرت جنگ) کی قوتِ بینائی میں کچھ فرق واقع ہوگیا ہے۔ اور محرم خاں کو حکم دیا کہ ایک عینک لاکر خود اپنے ہاتھوں سے نصرت جنگ کے لگادے۔ اور یہ تاکید کی کہ (نصرت جنگ) اسی طرح گھر واپس جائیں۔ اور چونکہ یہ (ان پر) خاص عنایت ہے اس لئے جیسا کہ خلعت کا قاعدہ ہے اسے بھی تین روز لگا کر دربار میں آئیں۔

جب خان مذکور نے اپنی یہ رسوائی دیکھی تو رات کو امیر خاں داروغہ خواصان کی وساطت سے دشمن (مرہٹوں) کی سرکوبی کے واسطے جانے کی اجازت چاہی

اور نمازِ عشاء کے بعد عینک لگا کر آیا۔ اور تسبیح خانہ میں اجازت حاصل کی۔

(۲۹) پابندیٔ احکام

حکم شاہی کے بموجب ذوالفقار خاں نصرت جنگ ہنونت راؤ گمراہ مرہٹوں کے تعاقب میں گیا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس کا گذر شاہی خیمہ گاہ سے چار میل حدود کے اندر ہوا۔ اس نے عرض بھیجی کہ اتفاقاً ایسا ہوا ہے کہ شاہی لشکر کے قرب سے گذر ہوا اس لئے بغیر حاضری دیئے گذر جانا خلافِ ادب ہوگا۔

عرضی پر تحریر فرمایا "تم سے دو کام خلافِ ادب ہوئے۔ پہلا یہ کہ ایسا اتفاق کیوں ہوا کہ دشمن لشکر شاہی کے اسقدر قریب سے گذرا۔ یہ نہ صرف خلافِ ادب ہے بلکہ اس سے نقصان کا بھی اندیشہ تھا۔ دوسرے یہ کہ جس کام پر مامور کئے گئے ہو اس کو نہ کرنا اور اس کے خلاف عرض کرنا اطاعت کے خلاف ہے۔ "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" (اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت کرو اور جو تم پر حاکم ہو ان کی اطاعت کرو۔)

(۳۰) تشہیر

ذوالفقار خاں نصرت جنگ کی فوج کے حالات سے معلوم ہوا کہ جنگ جُو خاں دکھنی جو پنج ہزاری منصب رکھتا ہے اس کے نقارے بیلوں پر لاد دیئے گئے ہیں اور وہ از راہِ فساد کہتا ہے کہ نصرت جنگ کی نوبت کے نقاروں کے ہمراہ (اس کے

حاشیہ احکام ۲۹ ذوالفقار خاں ملقب بہ نصرت جنگ بہادر (پیدائش ۱۶۵۷ء) اورنگ زیب کے وزیر اعظم اسد خاں کا لڑکا تھا۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

نقارے بھی) چلیں گے۔

اس پر دست مبارک سے تحریر فرمایا کہ "ہمیں کیا مضائقہ ہے اور نصرت جنگ کو اس بارے میں کیا اعتراض ہے۔ اگر اس ملعون و مردود جماعت کا رئیس (جنگجو خان) اپنی تشہیر کو جو عین رسوائی ہے نہیں سمجھتا اور آگے آگے بھی جائے تو بھی (ہمارا کچھ حرج نہیں اور یہی ہمارا) عین مقصد ہے۔ اور برابر چلنے میں بھی کچھ کم فضیحۃ نہیں ہے۔"

(۲۱) دکنی سردار سے سلوک

نصرت جنگ کے سوانح نگار نے لکھا: "زندان خاں دکنی جو دکن میں چار ہزاری منصب رکھتا ہے شاہی خدمت میں ہمیشہ جان فشانی کرتا ہے۔ اگر اس سے زیادہ کرم و عنایت ہو تو بہتر ہے۔" اور خان نصرت جنگ نے بھی اسی مضمون کی عرضی لکھی۔

. اس عرضی پر دست مبارک سے تحریر فرمایا "لفظ جانفشانی محض عبارت و انشاء پردازی ہے۔ اگر ہمیشہ جانفشانی کرتا رہا ہے تو پھر اب تک زندہ کیسے ہے۔ اس جماعت (دکن) سے رعایت کرنا بچھو ہتھیلی پر رکھنے اور سانپ بغل میں رکھنے کے مرادف ہے۔ الکوفی لایوفی (اہل کوفہ سے وفا کی امید نہیں)۔

(۲۲) اہلِ سادات

صوبہ خاندیس کے سوانح نگار سے معلوم ہوا ہے کہ حسن علی خان بہادر نے ہنونت گمراہ مرہٹوں کے سردار کے ساتھ جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کئے اور اس کی خیمہ گاہ وغیرہ بالکل برباد کر دی! اور اس کے بھتیجہ جاناجی کو زندہ گرفتار کر کے مشرف بہ اسلام کر لیا۔ ذوالفقار خاں نصرت جنگ نے کہ جو مفسد دھنا جادون کی سرکوبی کے لئے یہاں سے گذر رہے تھے دونوں بھائیوں کے اضافہ منصب کی تجویز کر کے

TooBaa-Research-Library

سفارشی نامہ بذریعہ ڈاک حضور (عالمگیر) کی خدمت میں بھیجا ہے کہ بڑے بھائی کا اصل منصب آٹھ صدی سے ایک ہزار ہو جائے اور چھوٹے بھائی کا سات صدی سے نو صدی ہو جائے۔

اس اطلاع نامہ پر دستِ مبارک سے تحریر فرمایا "آفرین ہے کیوں نہ ہو سادات کہ جو منبع سعادات ہیں انہیں یہی چاہیئے کہ اپنے جدِ امجد حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ متین کی اعانت میں دل و جان سے کوشش کریں (ہمارے) خاص توشہ خانہ سے دونوں بھائیوں کے لئے دو خلعت مع دو مروارید کے کام کے سادہ خنجر گرز بردار کے ہاتھ بھیجے جائیں۔ اور حمد الملک (وزیر اعظم) حسب الحکم بہت زیادہ تحسین آفرین لکھ کر انہیں بھیجیں۔

عرضی پر تحریر فرمایا "ہمارے مزاج سے واقف اس خانہ زاد (نصرت جنگ) نے اضافہ کی تجویز مناسب موقع پر کی۔ بڑے افسوس کی بات ہو گی اگر سردار اپنے جنرل کی دلجوئی نہ کریں۔ لیکن ایک دم اضافہ منظور کر لینا مشکل ہے۔ بلند مرتبہ سادات کے ساتھ محبت رکھنا جزو ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ اور اس فرقہ کے ساتھ عداوت کا نتیجہ دوزخ کی آگ اور قہر الٰہی ہے۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جو دنیا کی ملامت اور عقبیٰ کی بدبختی کا باعث ہو۔ سادات بارہ کے ساتھ نرمی برتنا آخر کار تباہی و بدانجامی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ جماعت ذرا سی ترقی پر انا و لاغیری (ہم جیسا کوئی دوسرا نہیں) کی شیخی مارنے لگتے ہیں اور سیدھے راستہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ اور اپنی نظر بلند کر کے رخنہ اندازی کرتے ہیں۔ اب اگر ان کے ساتھ تغافل برتا

حاشیہ احکام [۴۲] سید حسن علی خاں اور سید حسین علی خاں سادات بارہ میں سے حقیقی بھائی تھے۔ دونوں بھائی اورنگ زیب کے عہد میں منصب فوجداری پر فائز تھے (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

TooBaa-Research-Library

جائے داور بلحاظ سیدت ہونے کے نرمی کی جائے، تو سلطنت کے انتظام میں خلل پڑتا ہے۔ اور اگر سختی کرکے ان کا تدارک کیا جائے تو آخرت میں پاؤں کیچڑ میں دھنستے ہیں۔

۴۳ میر شہابُ الدین

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کا نام میر شہاب الدین تھا۔ یہ پہلے جب ولایت سے آئے تو ان کے والد عابد خاں نے سربلند خاں بخش کے ذریعے دہلی میں انہیں (حضرت عالمگیر کے) سامنے جبکہ وہ (عالمگیر) حضرت قطب الاقطاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بعد میں بڑی ترقیاں کیں۔ سید حسن علی نے قطب الملک عبداللہ خاں کا لقب پایا اور فرخ سیر کا وزیر ہوا۔ سید حسین علی نے امیر الامراء کا لقب حاصل کیا۔ ان دونوں بھائیوں نے اسقدر قوت اور اقتدار حاصل کیا کہ بادشاہ گر کہلاتے تھے۔ جس کو چاہتے تخت پر بٹھاتے جس کو چاہتے اتار دیتے تھے۔ اورنگ زیب کی بصیرت کی داد دینی چاہیئے کہ جو اس نے ابتداء کار میں کہہ دیا تھا انجام کار وہی پیش آیا اور یہ دونوں بھائی (سادات بارہ) مغل بادشاہوں کو کٹھ پتلیوں کی طرح نچاتے رہے۔ **(قادری)**

حاشیہ احکام ۴۳ ؎ میر شہاب الدین کا لقب غازی الدین خاں فیروز جنگ تھا۔ اسکے والد کا نام عابد خاں تھا جو اورنگ زیب کے عہد صدر کے عہدہ پر فائز تھا۔ میر شہاب الدین کا بیٹا نظام الملک اوّل جس کا نام میر قمر الدین، چین قلیچ خاں، آصف جاہ تھا۔ شہاب الدین اپنے وطن سمرقند سے اکتوبر ۱۶۶۹ء میں دربار دہلی میں قسمت آزمائی کے لئے آیا تھا۔

اس احکام کا بیان کردہ واقعہ شاہزادہ اکبر کی بغاوت سے قبل کا ہے۔ شاہزادہ اکبر نے اپنے والد کے خلاف جنوری ۱۶۸۱ء میں بغاوت کی تھی۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

کی زیارت کے لئے تشریف لے جارہے تھے پیش کیا۔ اور تین سو کا منصب عطا ہوا۔ اس کے بعد جب عالمگیر اجمیر تشریف لے گئے تو سپاہیوں میں سے کوئی بھی شہزادہ محمد اکبر کی خبر جو راجپوتوں کی طرف چلے گئے تھے لانے پر رضامند نہ ہوتا تھا میر شہاب الدین نے کہا کہ غلام حاضر ہے۔ اسکو خلعت مرحمت فرماکر اور منصب میں دو صدی کا اضافہ کرکے روانہ کیا۔ چودھویں دن خبر ملی کہ وہ لشکر لے کر چوکیداروں تک آگیا ہے اور اس نے بھی عرضی بھیجی کہ غلام خبر لیکر حاضر ہو گیا ہے۔ جلد لشکر میں داخلہ کی اجازت عطا کی جائے تاکہ عرض کیا جائے۔

اس عرضی پر تحریر فرمایا۔

؎ چوں لعل ہر کہ خون جگر خورد و صبر کرد
زیب کلاہ افسر اقبال می شود

(جو کوئی لعل کی طرح خونِ جگر کھاتا ہے اور صبر کرتا ہے وہ کلاہِ اقبال کی زینت بنتا ہے) کوتوال لشکر میں داخلہ کی اجازت (جلد) دے۔

۴۴ حکم قتل

خان فیروز جنگ کی فوج کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ اس نے برسر دربار ایک شخص محمد عاقل خاں کو راہزنی کے جرم میں قتل کر دیا۔

اس پر تحریر فرمایا کہ "جمدۃ الملک (وزیر اعظم) اس بے عقل فیروز جنگ کو تحریر کریں کہ اس نے قتل جو کہ ھدم بنیان الٰہی کے مترادف ہے کیا ہے اور (وہ بھی) بغیر (کسی) دلیل شرعی کے۔ افسوس ہے اس دن پر جب اس کے وارث (ہمارے پاس) آئیں گے اور خون بہا قبول نہ کریں گے۔ اور اس عاجز (اورنگ زیب) کے لئے سوائے حکم قصاص کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔ (کیونکہ) حدود شرعی کے اندر رحم کرنا

TooBaa-Research-Library

کلام پاک سے منع ہے۔

(۳۵) کرامت بنیاد

غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کے واقع نگار سے معلوم ہوا کہ "خان فیروز جنگ نے مقرر کر لیا ہے کہ جو احکام اس کی طرف سے جاری ہوتے ہیں ان میں حسب الارشاد کرامت بنیاد[1] کے الفاظ لکھے جاتے ہیں"

اس پر تحریر فرمایا "کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ان (خان فیروز جنگ) کے آباؤ اجداد درویش اور خانقاہ نشین لوگ تھے (اس لئے) صرف "حسب الارشاد" لکھنا ہمیں قبول ہے۔ لیکن بذات عمدی کوئی کرامت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد سے ہم یہ مقرر کرتے ہیں کہ تحائف و نذرانے جو جشن و جلوس کے موقعوں پر غلاموں (یعنی اورنگ زیب کو) بھیجتے ہیں ہم قبول نہ کریں گے۔

اس کے بعد جب یہ حکم نامہ غازی الدین خاں بہادر تک پہنچا تو انہوں نے عرضی دی "التائب من الذنب کمن لا ذنب له والمعتوب بالتقصیر فقد عفی الله عنه القلیل و الکثیر"۔

ترجمہ (توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسے اس نے قصور ہی نہیں کیا اور جو اپنے قصور کا اعتراف کرے تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف کر دیتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔)

عرضی پر عالمگیر نے تحریر فرمایا " من عفی و اصلح فاجرہ علی الله و من عاد فینتقم الله"

---

[1] نظام الملک اوّل کا والد غازی الدین خاں سمرقند کے بزرگ شیخ اور عالم۔ عالم شیخ کا لڑکا تھا جن کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔

TooBaa-Research-Library

ترجمہ: جو اپنی غلطی کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جزا دیتا ہے۔

اور دوسری عبارت کا ترجمہ یہ ہے:

"اور جو کوئی دوبارہ اپنی غلطی کا اعادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتا ہے"۔

(۳۶) سوانح نگار کو تنبیہہ

غازی الدین خاں فیروز جنگ کے بھائی حامد خاں بہادر کی فوج کے سوانح نگار سے معلوم ہوا (حامد خان بہادر) بلا اجازت و مرحمت (شاہی) اپنے ساتھ نقارہ و نقار خانہ رکھتا ہے اور ہر روز بطور جشن کے بجواتا ہے: اس عرضی پر تحریر فرمایا "خان فیروز جنگ کا بھائی (احمد خاں) احمق نہیں ہے کہ اس طرح کی حماقت کرے۔ (سوانح نگار کو) معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کے گھر ہر روز شادی (کی تقریب) ہے اور جبکہ شادی میں نوبت بجوانے کی اجازت کی (ذلیل سے) ذلیل کو ضرورت نہیں ہوتی تو پھر یہاں (اس موقع پر) کیا ضرورت ہے۔ سوانح نگار کو آئندہ اس کی اس طرح کی شکایت بربنائے عداوت نہ لکھنی چاہیئے۔ اس کے صبر پر آفرین ہے کہ باوجود چار ہزاری منصب اور بہادری کے خطاب کے ہم نے (اس کی قلت عقل کی بناء پر نوبت نہیں عطا کی اور اس نے بھی کبھی (اسکے لئے) عرض نہیں کیا۔

(۳۷) جابر گورنر پر عتاب

خان جہاں بہادر[1] نے جو لاہور کے گورنر تھے (لاہور سے) واپسی کے وقت (وہاں کی)

حاشیہ احکام ۳۷ [1] میر ملک حسین بہادر خان اعظم خاں کوکہ کا بھائی تھا۔ ۱۶۷۳ء خان جہاں بہادر کوکلتاش اور ۱۶۷۵ء میں ظفر جنگ کے خطاب پائے۔ ۱۱ اپریل ۱۶۹۱ء کو پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا ۱۶۹۳ء کے وسط میں برطرف کیا گیا۔ ۲۳ نومبر ۱۶۹۷ء کو فوت ہوا۔

TooBaa-Research-Library

رعایا پر بہت ظلم ڈھائے (جن کی) اطلاع سوانح نگار کی (رپوٹوں) سے عالمگیر تک پہنچی۔ چنانچہ (عالمگیر نے خان جہاں سے دربار میں) حاضر ہونے پر فرمایا " ہمیں تمہارے متعلق یہ گمان نہ تھا اور سب سے بدتر بات یہ ہے کہ تم نے لاہور کی جاگیروں میں کچھ ایسی بدعتیں جاری کردی ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گی۔

ظلم بمرگ حسرت نمی دارد از ستم
آخر بر عقاب تیر می شود

ترجمہ (ظالم مرنے پر بھی ستم سے باز نہیں آتا۔ پر عقاب آخر پر تیر ہی بنتا ہے۔

(۳۸) اصولِ حکومت

سر بلند خاں میر بخشی کے والد بخارا کے مشہور خواجہ خاندان سے تھے (اس لئے) حضرت (عالمگیر) اس کی (سر بلند خاں) بہت زیادہ خاطر ملحوظ رکھتے تھے۔ اگر کبھی (اس سر بلند خاں سے کوئی گلہ کیا تو وہ یہ تھا کہ ــــ اس (سر بلند خاں) کے اقوال سے بوئے تشیع آتی ہے"۔

حاشیہ احکام ۳۸ IRVIN کے نسخہ میں مندرجہ ذیل عبارت کا اضافہ ہے:

.... کہ باعث رسوائی و فضیحت نہ ہو کہ بعد میں برسوں تک اس کا تذکرہ رہے۔ اس شخص کا گمان پر زور ہے اور خود اپنے حق میں اس کا گمان انتہائی اعتماد و غرور سے بھرا ہوا ہے۔ افلاطون نے سکندر کو لکھا تھا کہ حکومت کے لئے شدت چاہئے۔ بغیر درشتی کے اور نرمی چاہئے بغیر کمزوری کے۔ اور اس عزیز القدر کے مزاج میں نہایت سختی اور یک رخی ہے۔ اور کج دار و مریز کو بالکل نہیں سمجھتا اور اس لئے (مزاج میں) نہایت صداقت و سادگی ہے۔ اور ہرگز مکر و حیلہ سے واقف نہیں۔ اور حکومت بغیر حیلہ کے نہیں ہوتی۔ حدیث شریف

(باقی اگلے صفحہ پر)

TooBaa-Research-Library

سر بلند خاں نے ایک دن عرض کیا کہ " بخارا میں اکثر سادات بخاری یہ مذہب رکھتے ہیں یہ اُن کی صحبت کا اثر ہے کہ بندہ ایرانیوں کی رعایت زیادہ ملحوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ کابل کی گورنری کے لئے فلاں امیر کا نام تجویز کرتا ہوں"۔

عرضی پر تحریر فرمایا " ہم نے اس قابل اعتماد بندہ (سر بلند خاں) کی عرضی قبول کی۔ ہمارے توشہ خانہ سے چھ پارچہ کا خلعت (اسکو) دیا جائے۔ (اور) جواہر و اسپ و فیل بھی قاعدہ کے مطابق عنایت کیا جائے۔ لیکن (سر بلند خاں کو) یہ بات یاد رہے کہ اس شخص سے یہ خدمت (گورنری) انجام نہیں دی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ اس تقرری کا انجام بخیر کرے"۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ): میں صاف واضح ہے کہ " جنگ میں حیلہ و خدع ہے۔ اور علم اصول عدالت کی جزئیات بہت ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ ریاست و حکومت کرنے کا فن بھی اسی کُل میں داخل ہے۔ جس زمانہ میں ہم دکن کی گورنری پر جاتے تھے برہان پور میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو علم تکسیر کا ماہر تھا اس علم کے بعض نکات استاذ سے حاصل کئے اور خود بھی گاہے گاہے تصرف کیا چنانچہ علم تکسیر کے قواعد میں مقرر ہے کہ اگر سطور تکسیر میں سے مکرر حروف کو حذف کردیں تو (جو حرف باقی بچیں ان کو ملاکر) بامعنی لفظ بن جاتے ہیں چنانچہ اگر حکومت اور حیلت کو دو سطر میں لکھ کر مکرر حروف کو حذف کردیں تو (باقی ماندہ حروف ک۔ و۔ی۔ل۔م ملانے سے (کل۔ یوم۔ ملیک نکلتے ہیں۔ ان کو بدل کر لکھنے سے ملیک کل یوم ہو جاتا ہے یعنی جو حکومت حیلت سے کی جائے اسے دوام و استقلال ہوتا ہے اور وہ کل وقت کا ایک ہوتا ہے اور عوام جو مثل جانوروں کے ہوتے ہیں انکے نزدیک مکر و حیلہ بہت مذموم چیز ہے حالانکہ حق سبحانہٗ نے کلام مجید میں بار بار خود اپنی پاک ذات سے منسوب کیا ہے کہ "واللہ خیر الماکرین"۔ لہٰذا حیلہ کو مذموم سمجھنا نص قرآنی کے خلاف ہے۔ پس کابل کی گورنری میں یہی شیوہ عمدہ جزو ہے۔

جو کچھ (کہ) سمجھانے اور کہنے کا حق تھا تجھے کہہ دیا خواہ تو اب میری بات سے خوش یا ناخوش ہو۔

TooBaa-Research-Library

(۳۹) امور انتظامی میں بے تعصبی

محمد امین خاں جس دن ولایت سے (ہندوستان) آیا اُسی دن پانچ صدی کے منصب پر سرفراز کیا گیا (اور یہ اس سبب سے ہوا کہ) اس کا باپ بلخ کی فتح کے وقت حضرت عالمگیر سے بہت عقیدت رکھتا تھا اور (اس نے ان کی) بہت زیادہ خدمت کی تھی۔ تھوڑے عرصہ میں اس کی خدمات کو جو اس نے بدبخت اور بدانجام دشمنوں (مرہٹوں) سے جنگ کے دوران میں جانوروں کے واسطے ستارہ سے چارہ کی فراہمی اور سامانِ رسد کی فراہمی، اطراف و جوانب سے کمک اور (مغلوں) کی مورچہ بندی کے دوران میں آمد و رفت کے سلسلہ میں جو خدمات انجام دی تھیں ان کو سراہا گیا اور جلد ہی اس کے منصب میں سہ ہزاری (اور دو ہزاری سوار مزید) کا اضافہ کیا گیا اور نوبت بھی عطا کی گئی۔

چونکہ شہنشاہ کی خواہش تھی کہ وہ نوبت کو (جو انہیں عنایت ہوئی تھی) بجائیں۔ (اور اسکے لئے ضروری تھا کہ شاہی قیامگاہ سے) کچھ دن کے لئے دور رہیں (اسلئے انہوں نے حکم دیا کہ) سوانح نگار سے معلوم ہوا کہ بنگالہ کی مال گزاری دکا روپیہ) نربدا کو عبور کر چکا ہے۔ تم جاؤ اور اورنگ آباد میں قیام کرو۔ اور کچھ روز کے لئے فکر و تردد سے آزاد ہو جاؤ۔ اور نوبت جو تمہیں عطا ہوئی ہے اسے دل کھول کر بجواؤ۔ اس کے بعد اپنا قیمتی پوستین اور زرین کار چوغہ جو پہنے ہوئے تھے مرحمت فرمایا اور رخصت کر دیا۔

(اس سفر سے) واپسی پر جبکہ بے غیرت مرہٹوں سے جنگ کر کے اور انہیں مغلوب کر کے خزانہ کو (بحفاظت تمام) حضور میں پہنچایا تو گھوڑا مع سونے کے ساز اور خنجر مع کلغی اور خلعتِ خاص جو خود (شہنشاہ) پہنے ہوئے تھے (اسے) عنایت کیا

TooBaa-Research-Library

جب اس نے یہ مسلسل عنایات دیکھیں تو محرم خاں کی معرفت عرضی گذاری کہ اس بڑھے غلام نے بلخ میں جو خدمات انجام دی ہیں ان پر نظر کر کے یہ خادم بھی چند عنایات کا امیدوار تھا۔ لیکن چونکہ (دربار میں میرے) دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت ہے اس لئے اب تک اظہار مطلب کی جرأت نہیں کر سکا۔ اب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے یہ عرضی پیش کرتا ہوں۔

نقل عرضی :

پیر و مرشد عالمیان سلامت !

بخشی گری کی دو نوکریاں ہیں اور ان دونوں پر بد مذہب اور دیو صفت ایرانی مقرر ہیں۔ اگر ایک بخشی گری کی ملازمت اس پرانے خادم کو مرحمت فرمائی جائے تو دین کی تقویت کا باعث بھی ہوگا اور ملعون کافروں سے کام کو بھی چھینا جا سکے گا۔

اسی عرضی پر تحریر فرمایا: "جو کچھ (اس نے) اپنی قدیم خدمات کے سلسلہ میں بیان کیا ہے وہ سچ ہے اور حسب توفیق قدردانی بھی عمل میں آتی ہے۔

جو کچھ بد مذہب ایرانیوں (شیعوں) کے متعلق لکھا ہے (اس سلسلہ میں خیال رکھنا چاہیے کہ) دنیا کے کاموں میں مذہب کا واسطہ کیا معنی رکھتا ہے اور امور انتظامی میں تعصب کا کیا دخل ہے "لکم دینکم ولی الدین" اگر یہی قاعدہ مقرر ہوتا تو پھر تمام راجاؤں اور ان کے متعلقین کو ہم موقوف کر دیتے۔ لائق لوگوں کی تبدیلی عقلمندوں کے نزدیک مذموم بات ہے۔ بخشی گری کی تقرری کی جو درخواست کی وہ بروقت اور برمحل ہے کہ (وہ) اس خدمت (کی تقرری) کے لائق منصب رکھتا ہے۔ (لیکن اسوقت) جو بات مانع ہے وہ یہ کہ تورانی لوگ کہ جو ہمارے بزرگوں کے ہم شہر ہیں۔ یعنی جن لوگوں کی طرف (تم نے) اشارہ کیا ہے۔ اس مضمون کے بموجب کہ خود اپنے آپ کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ ڈالو، عین لڑائی کے وقت بھی واپس لوٹ آنے میں کوئی برائی نہیں سمجھتے۔

اگر یہ امر اسوقت رونما ہوتا جب کہ چارہ کی فراہمی جاری تھی تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔

TooBaa-Research-Library

لیکن (اس وقت، عین لڑائی کے وقت مشکل ہے۔ اگر خدانخواستہ ہمارے ہمراہیوں میں یہ صورت واقع ہو جائے تو ایک لحظہ میں تمام قصہ ختم ہو جائے گا۔

اگر اس (ہزاروں بار کی) تجربہ کی ہوئی بات سے بھی انکار ہو تو پھر مفصل بیان کریں۔
لیکن ایرانی لوگ خواہ ملکی ہوں یا غیر ملکی اگرچہ اپنے جہل مرکب میں مشہور ہیں لیکن اس قسم کی باتوں سے بہت دُور ہیں۔

"انصاف کرو کہ اس بُرے آدمی کا جو لومڑی کی طرح مزاج رکھنے والی ہزار عقلوں سے بہتر ہے:
صرف ایک عقل سارے لشکر کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ آنکھ میں اولہ بھی اینٹ کی طرح لگتا ہے۔

(۴۰) بردباری و کم آمیزی

یار علی بیگ نے بہ کارہ کی زبانی عرض کرایا کہ حمید الدین خان بہادر نے محمد مُراد کے ساتھ سخت گفتگو کی۔ محمد مراد نے کہا اے مردک تو بھی چیلہ ہے اور میں بھی چیلہ۔ اس بات پر حمید الدین خاں نے نوکری سے استعفٰے دے دیا اور میر بخشی بہرہ مند خاں کے پاس استعفٰے کا کاغذ بھیجدیا۔

اس پر تحریر فرمایا:" مردک کوئی گال نہیں ہے صرف تصغیر کا صیغہ ہے۔ یعنی چھوٹا آدمی۔ دنیا کے سارے آدمی بُرے آدمی نہیں ہیں۔ شاید خان بہادر کو چیلہ کہنے پر غصہ آیا ہوگا۔

"جو شخص اپنے سے کمتر شخص سے دست و گریباں ہوتا ہے وہ اس (کمینہ) شخص سے بھی پہلے خود اپنا راز فاش کر دیتا ہے"۔
"جس عقلمند شخص نے (کمینہ) شخص سے گفتگو کی اس نے گویا اپنے آب دار موتی کو پتھر پر دے مارا"

TooBaa-Research-Library

(۴۱) شاہنواز خاں

۳۱ھ مرزا صدر الدین محمد خاں صفوی کہ جس کو آخر میں شاہنواز خاں کے خطاب سے نوازا گیا کسی نامناسب عرض پر منصب سے ہٹا دیا گیا۔ چالیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا تھا۔ ایک سال کے بعد اس کے باپ سلطان صفوی کے حقوق یاد آئے کہ اس نے دارا شکوہ سے جنگ (کے دوران) میں نہایت استقامت دکھائی تھی۔ اس کی طلبی کا فرمان خلعت خاص کے ساتھ گرز داروں کے ہاتھ بھیجا۔

خان مذکور نے فرمان لے کر بوسہ دیا اور خلعت کو پہن کر آداب بجا کر عرض کرایا کہ ایک مدت سے بے منصب ہونے کی وجہ سے حال تباہ ہے اور (خدمت میں حاضر ہونے کے سلسلہ میں) ایک پورے لشکر کے خرچ کی استطاعت نہیں ہے اس لئے بنگالہ سے آنیوالے) قافلہ کا انتظار ہے (کہ وہ آئے تو اس کے ہمراہ خدمت میں حاضر ہوں) اس پر تحریر فرمایا:

"بوئے گُل اور باد سحر راہ میں ہیں اور اگر اپنے آپ سے جانا ہے تو پھر اس سے بہتر قافلہ نہیں ہے"۔

فریاد کہ دل کی گرفتاری کے اسباب حلقۂ زنجیر کی طرح سے فاصلہ نہیں رکھتے بظاہر یہ عذر معقول ہے لیکن درحقیقت یہ (عذر محض) سُستی اور دل تنگی کی بنا پر ہے اللہ تعالیٰ سُست قدم لوگوں کی راہبری فرمائے۔

(۴۲) میرزا مُعز فطرت موسوی

بہرہ مند خاں کو کہ اس زمانے میں بخشی تھا۔ حکم ہوا کہ موسوی خاں عرف میرزا معز فطرت غرور کی وجہ سے ہرگز عرض مطلب نہیں کرتا اور نہایت پریشانی میں (زندگی گذار رہا)

TooBaa-Research-Library

ہے۔ جب تک وہ (از خود) عرضِ حال نہیں کرے گا ہم اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کریں گے۔

(بہرمند خاں کو) چاہیئے کہ یہ پیغام (موسوی خان کو) پہنچاکر (اسکے) جواب میں اس کی مرضی لاکر (ہمارے) ملاحظہ میں پیش کریں۔

چنانچہ پیغام کے بعد موسوی خان نے عرضی پیش کی۔ تمہارا علم میرے حال کے متعلق۔ میرے بیان کے مقابلہ میں کافی ہے؛

شعر۔

۱: ہم بے زبان طلب میں پروانے کی اُمت ہیں۔ ہمارے لئے عرضِ مطلب کی نسبت جل مرنا زیادہ آسان ہے۔

۲: غلامی کے غرور کی وجہ سے زبانِ عرض خاموش ہوگئی ہے۔ ان درست باتوں نے مجھے غلط راہ پر ڈال دیا ہے۔

۳: بحرِ کرم کو خود موج کے سبب قرار نہیں۔ سوال کرنیوالے خوامخواہ اصرار کرتے ہیں۔

اِس پر تحریر ہوا کہ "حقیقتاً صحیح لکھا ہے"۔

شعر۔

کوئی شخص بھی اپنی عادتوں کی اصلاح نہیں چاہتا۔

جس شخص کو بھی دیکھا وہ اپنی عادتوں کی آزمائش (اور تحسین) میں مصروف نظر آیا۔

اس حدیث کے مطابق کہ سلطان ظل اللہ ہوتا ہے۔ جب کبھی بادشاہِ وقت خود اپنے نوکروں سے ان کا مدعا دریافت کرے اور وہ اس خوبی سے جواب دیں تو اخلاق سے بعید ہے کہ اس (نوکر) پر دوبارہ مہربانی وکرم نہ ہو۔[۱]

---

۱ مآثر عالم گیری جلد سوم صفحہ ۶۳۳ پر میرزا معز خاں موسوی فطرت کا حال درج ہے۔
باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

(۴۳) اُجرت بلا خدمت

مخلص خان نے سلطان محمود کے بارے میں جو مشہد مقدس کے نجبائے سادات

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:

خلاصہ یہ ہے:

سید السادات میر محمد زماں مشہدی کا نواسہ تھا جو وہاں کے علماء میں ممتاز تھے۔ میرزا معز ابتدائے شباب میں اپنے والد میرزا فخر کے لڑکے جو قم کے سادات موسوی میں تھے دار السلطنت اصفہان چلا گیا جو اس وقت علماء و فضلاء کا مرکز تھا۔ وہاں علامہ آقا حسین خوانساری کے سامنے زانوے تلمذ کیا اور طبع رسا اور ذہانت کی بدولت علوم عقلیہ میں یگانۂ روزگار ہوگیا۔ سنہ ۱۰۸۰ھ ہجری میں ہندوستان کو ہجرت کی۔ چونکہ قسمت کا ستارہ اسکے علم کی طرح بلند تھا جلد ہی اورنگ زیب کی عنایت کا مرکز بنا اور اورنگ زیب کی بیوی کی بہن شاہنواز صفوی کی بیٹی سے شادی ہوئی ـــــ کہا جاتا ہے کہ حسن آبدال کے مقام پر ایک روز اس کا شیخ عبد العزیز عزت سے مباحثۂ علمی اور مذاکرۂ حکمی ہوا۔ اور بحث نے کافی طول کھینچا۔ شیخ نے کہا کہ تم جو کہتے ہو اس کی کیا سند تمہارے پاس ہے؟ میرزا نے جواب دیا کہ شیخ بہاؤالدین محمد سے سند ہے شیخ عبد العزیز عزت نے کہا میں نے شیخ بہاؤالدین پر بائیس جگہ اعتراض کئے ہیں۔

(بیست و دو جا حرف کردہ ام)

میرزا نے جواب میں کہا ہاں وہ حرفِ تہجی پڑھ دیئے ہوں گے۔ آخر بحث میں اتنی تلخی پیدا ہوگئی کہ شیخ کو غصہ آگیا اور کہنے لگے کہ تم شیعہ لوگ میت کے غسل کے وقت گز گرتے ہو! سبب کیا ہے؟ میرزا نے قہقہہ مارا اور کہا کہ یہ مسئلہ یا تو لاہور کی کنجنیوں کے بھڑووں نے ایک دفعہ مجھ سے پوچھا تھا یا آج تم نے پوچھا ہے۔

بہرحال ابتدائے ملازمت میں صوبہ پٹنہ و بہار کی دیوانی پر مامور رہا۔ پھر ۱۰۸۸ھ میں دکن
باقی اگلے صفحہ پر

TooBaa-Research-Library

میں سے تھے اور نہایت پریشان حال تھے، اور خانِ مذکور (مخلص خاں) کو سید مذکور (سلطان محمود) سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ نصف نقدی اور جاگیر میں اضافہ کے متعلق ایک عرضی دی۔

(اس پر) تحریر فرمایا کہ۔ جس نے نیک عمل کیا وہ اس کی ذات کے لئے ہے اور جس نے بُرائی کی وہ بھی اسی کے لئے ہے۔

سیدِ مذکور کے تقویٰ اور نیکی کے متعلق تمام اطلاع ہے لیکن نوکری کی کیا شرط ہے مزدور کو چاہیئے کہ بغیر خدمت کے اُجرت کو جائز نہ رکھے کہ یہی نیکی و برکت ہے۔

شعر

"پاؤں کی انگلی سے اگرچہ گرہ نہیں کھل سکتی لیکن روزی کے عقدے سعیِ قدم سے ہی کھلتے ہیں۔"

(۴۴) نیکی غافرِ ذنوب

دیوانِ اعلیٰ کی کچہری کی اطلاعات سے معلوم ہو کہ میر حبیب اللہ جون پوری نے جس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:

کا دیوان بنایا گیا۔ ۱۱۰۱ھ ہجری (۱۶۹۰ عیسوی) میں انتقال ہوا۔ کہاشد موسوی خاں تاریخ وفات ہے۔ فارسی کا اعلا درجہ کا شاعر تھا۔ خوش خیالی و نازک تلاش اور انشاء پردازی و بلند آفرینی میں ممتاز تھا۔ ابتدائے سخن میں موسوی اور بعد میں فطرت تخلص کرتا تھا۔ یہ شعر اس کا ہے۔

؎ ستر راہِ معصیت ہا شد پریشانی مرا
داشت عریانی نگہ زآلودہ دامانی مرا

فائدہ: عصمت بی بی ست از بے چادری کے محاورہ سے یہ شعر پیدا کیا ہے۔ ۱۲ قادری

TooBaa-Research-Library

ذمہ جزیہ کی امانت (وصول کرنے اور رکھنے کی) خدمت تھی چالیس ہزار روپیہ بلاشبہ شاہی روپے میں سے خرچ کر دیا۔ (اس کا اسکو) خود اقرار ہے۔ عنایت اللہ خان نے کچہری میں بٹھا کر وصول کرنیوالے مقرر کر دیئے ہیں تاکہ اس سے وصول کریں۔

سیدِ مذکور کہتا ہے کہ جان حاضر ہے مالِ دنیا میں سے کچھ پاس نہیں ہے۔

اطلاع نامے پر تحریر فرمایا گیا۔ وصول شدہ مال کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں کی جائے؟ اس سے پہلے برہان پور کے حالات میں بار بار (ہمیں) مطلع کیا گیا ہے کہ سید مذکور جو کچھ بھی پاتا ہے وہ مستحقین میں تقسیم یا کارِ خیر میں صرف کر دیتا ہے۔

چوں کہ اس عاصی غرقِ معاصی (اورنگ زیب) کا مال بھی نیا بتاً اسکی طرف سے کارِ خیر میں صرف کیا ہوگا۔ اس لئے اس کی واپسی بے کار ہے۔ ہم اللہ سے اپنے نفس شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۴۵) اثنا عشہ

اسلام پوری عرف بدھم پوری سے کہ (جہاں سے، ۱۱۰۲ھ کے ماہ جمادی الثانی میں دکھن کے قلعوں کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تھا حکم ہوا۔ کہ ہر روز مخلص خان کی جو بخشی دوم تھا خانہ زادوں وغیرہ میں سے دس آدمی منصبدار دکھنیوں کے علاوہ، نظر مبارک سے گذاریں۔ خان مذکور نے عرض کیا کہ "اگرچہ آیت کریمہ "تلک عشرۃ کاملۃ" کے مطابق حکم ہوا ہے کہ دس افراد روز پیش ہوں۔ اگر بارہ بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے" حکم ہوا "تم نے بے دلیل عرض نہیں کیا ہے۔"

شعر

"وقت کی گھڑیاں اور فلک کے برجوں کو دیکھو، روز و شب اور آسمان بھی بارہ ہیں۔"

TooBaa-Research-Library

محمد امین خاں نے عرض کیا۔ "جی ہاں صحبت کا بھی عجیب اثر ہوتا ہے یہ آج ہی معلوم ہوا۔ بارہ کی جگہ چار کیوں نہ ہوں"۔ حکم فرمایا "چار بھی بارہ میں شامل ہیں"۔ (پھر) متبسم ہو کر فرمایا۔ "تین کیوں نہ ہوں"۔ لیکن بارہ کو تین سے دوگنے دوگنے کی نسبت ہے۔ تم کو اختیار ہے جس میں بھی خلقِ خدا کا زیادہ فائدہ ہو اسے عمل میں لاؤ۔

(۴۶) ....راہ زندگی ہموار نیست

حیدر آباد و بیجاپور کی فتح کے بعد جمدۃ الملک مدار المہام نے عرض کیا کہ:
"الحمد للہ قادر متعال اور اقبال بے زوال کے فضل سے دونوں ملک فتح ہو گئے۔ اب حکومت کی بہتری اسی میں ہے کہ شاہی جھنڈے سے ہندوستان بہشت نشان کی طرف متوجہ ہوں (یعنی افواجِ شاہی دکن سے شمالِ ہند واپس ہوں)۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا"۔

اس پر تحریر فرمایا۔ "اس ہمہ داں خانہ زاد سے تعجب ہے کہ ایسا لکھا ہے۔ اگر مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر یہ ظاہر ہو جائے کہ اب کوئی کام باقی نہیں رہا تو خلافِ واقعہ ہے۔ جب تک کہ فانی عمر کا ایک سانس بھی باقی ہے شغل و کار سے خلاصی ممکن نہیں۔

شعر

"بسی اُمیدوں کے راستہ پر چلنے والے کو کسی رہبری کی ضرورت نہیں۔ جب تک سانس باقی ہے زندگی کا راستہ ہموار نہیں ہے۔ مشکل یہ ہے کہ بھاگا ہوا دل وطن کا آرزو مند ہے شبنم اس طرح گئی کہ چمن کو یاد کرتی ہے"۔

اگر اعلیٰ حضرت (شاہجہان) ہمیشہ دار الخلافت اور مستقر الخلافت میں مقیم نہ رہتے اور ہمیشہ سفر میں رہتے تو کام یہاں تک نہ پہنچتے جہاں تک کہ پہنچے۔ اور اگر ادب کی وجہ سے عرض نہیں کرتے اور قلعوں کو فتح کرنے میں مشقتیں اٹھاتے ہیں (تو) آئندہ قلعوں کے

محاصرہ کے لئے میں خود متوجہ ہوں گا۔

؎ غریقِ عشق کو اندیشۂ خطر کیا ہے
سرگذشتہ کو پروائے دردسر کیا ہے

الحمد للہ ہم جس جگہ اور جس مقام پہ بھی ہیں۔ وہاں سے گذرنے میں دل کو ہم نے تعلقات سے آزاد کر لیا ہے اور مرنے کو اپنے لئے آسان بنا لیا ہے۔

شعر

"دل بستگی کی گرہ کو تو آہستہ آہستہ کھول ورنہ موت اس ڈورے کو ایک دم غفلت میں کھینچ لے گی"۔

(۴۷) کوچ در ایام علالت

جس وقت کہ برہم پوری سے جس کا نام حضور نے اسلام پوری مقرر کیا تھا قلعوں کی فتح کے لئے کوچ فرمایا تو یہ مقرر کر دیا تھا کہ چاہے بیماری ہو یا صحت سوائے جمعہ کے اور کسی دن قیام نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ خواص پور پہنچنے تک کہ ان کے زانو میں تکلیف پیدا ہوئی۔ دوبارہ تکلیف سخت ہو گئی۔ ایک بار تپ اور ایک بار اسہال۔ لیکن سوائے جمعہ کے ہرگز قیام نہ کیا۔ بیماری کے ایام میں کھلی چھت کے سرِ رواں پر سواری مقرر کی تھی برخلاف صحت کے کہ (اطراف میں) شیشہ لگے ہوئے سرِ رواں پر سواری مقرر تھی۔ اتفاق سے جب خواص پور میں زانو کو تکلیف پہنچی تو جمعہ کی شب تھی۔ اسی وقت فرمایا کہ کوچ کا نقارہ بجایا جائے۔ حمید الدین خاں نے چونکہ جرأت زیادہ رکھتا تھا عرض کیا اسلام پوری سے آتے وقت جو حکم دیا گیا تھا اُس کے خلاف عمل کیا جاتا ہے۔ متبسم فرمایا: اور کہا کہ اگر منطق کا ذرا بھی علم ہوتا تو ایسا عرض نہ کرتے۔ (اس وقت) بات جمعہ کے علاوہ قیام کرنے کے متعلق تھی۔ غرض کوچ کے اہتمام سے ہے نہ یہ کہ جمعہ کے روز

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

کوچ بھی نہ کیا جائے گا۔ مخالف مفہوم اصل معنی سے متعارض نہیں ہوتا۔

(۴۸) سزائے اوباشی

میرزا تفاخر نے جو جمدۃ الملک مدار المہام کا نواسہ تھا۔ دارالخلافت میں اوباشی کو اپنا شیوہ بنا کر لوگوں کے مال اور عزت و آبرو پر ظلم کا ہاتھ دراز کیا۔ بار بار اپنے ساتھیوں کے ساتھ بازار میں آ کر بقال اور شیرینی فروش وغیرہ کی دوکانیں لوٹتا تھا۔ اور ہندو دوڑتوں کو جو دریا پر اشنان کو جاتی تھیں اپنے آدمیوں سے پکڑوا کر طرح طرح کی فضیحت اور بے حرمتی کرتا تھا۔ وقائع اور سوانح کے ذریعے جتنی مرتبہ اس کی اطلاع (بادشاہ کو) پہنچتی تھی ہر مرتبہ صرف اتنا ہی تحریر ہوتا تھا کہ جمدۃ الملک (اس کے سوا) اور کچھ نہ لکھتے تھے یہاں تک کہ ایک بار اطلاع پہنچی کہ گھنشام نام کا بجسریہ (ملازم توپ خانہ سہ کاری) شادی کر کے بیوی کو ڈولی میں سوار کرا کے خود گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کیساتھ میرزا تفاخر کے دروازے سے گذر تا تھا۔ اوباشوں نے اسے خبر پہنچا دی چنانچہ میرزا تفاخر ان کے ایک گروہ کو لے کر آیا اور ڈولی کو کھینچ کر اپنے گھر لے گیا۔ دو نفر مارے گئے اور چھ نفر زخمی ہوئے۔ یہ خبر بادشاہی توپ خانہ کے آدمیوں کو پہنچی وہ چاہتے تھے کہ اکٹھے ہو کر میرزا تفاخر کے گھر پر ہجوم کریں۔ عاقل خاں نے کوتوال کو بھیج کر روک دیا اور اپنے خواجہ سرا کو جمدۃ الملک کی بیٹی اور میرزا تفاخر کی ماں قمر النساء بیگم کے پاس بھیج کر بہت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ چنانچہ اس بیچاری ہندو عورت کو آبرو ریزی اور بے عزتی کے بعد خواجہ سرا کے حوالے کر دیا گیا۔ اور توپخانہ کی جمعیت کو تسلی دی گئی کہ (یہ بات) وقائع سوانح میں داخل کر دی جائے گی اور حضور کی طرف سے اس کا تدارک ہوگا۔ اس سبب سے انہوں نے فساد سے ہاتھ اٹھا لیا۔

مطالعہ کے بعد کاغذ پر تحریر فرمایا کہ جمدۃ الملک مدار المہام حسب حکم مقدس معلی

TooBaa-Research-Library

(یعنی اورنگ زیب کے حکم سے)، عاقل خاں کو لکھیں کہ اس ابتر نا بکار، ضائع روزگار، رئیس اشرار (میرزا تفاخر) کو قلعہ لے جا کر قید کر دیں۔ اور اگر اس کی والدہ شدت محبت کے سبب جو بیٹے کے ساتھ ہے' اس سے جدائی اختیار نہ کر سکیں تو ناظر کو حکم دے دیا جائے کہ قمر النساء بیگم کو چند روز میں نہایت احترام کے ساتھ لیجا کر قلعہ لے جایا جائے اور ان کے بیٹے کیساتھ رکھا جائے۔ اور عاقل خاں قمر النساء کی رہائش کے لائق عمدہ مکان انہیں دیں۔ کیونکہ ان کو خالہ زاد بہن ہونے کا تعلق ہے۔ اور صفات حسنہ سے موصوف ہیں۔ ان کی رعایت ظاہراً او باطناً دونوں طرح کرنی چاہیئے لیکن ناخلف فرزند کے ساتھ' حضرت نوح نبی علی نبینا علیہ السلام کیا علاج کر سکے جو دوسرا کوئی کر سکتا ہے۔ ہمارے اوپر خلائق کو ایذا پہنچانے سے روکنا' جو خالق کی امانت ہیں لازم ہے۔ کوتوال کے پچاس پیادے گھر کے چاروں طرف اور صدر دروازے کے سامنے پاسبانی کریں کہ وہ موذی غار سے نہ نکل بھاگے۔

شعر

" یہ ناخلف شیطان کی خلقت ہیں۔ اور چند نیک نامموں کو بدنام کرنے والے ہیں "

جمدۃ الملک نے اسی وقت حکم کے مطابق لکھا اور بغیر بند کئے ہوئے مع اپنے خط کے جو عاقل خاں کے نام لکھا تھا نظر اقدس سے گذارا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ:

" برادر مشفق مہربان میں اس محبت کے پیش نظر جو ہمارے درمیان اعلیٰ حضرت (شاہجہان) کے عہد سے ہے۔ مجھے آپ سے یہ توقع ہے کہ تفاخر فاجر سے آپ چچا بھتیجے کی نسبت رکھیں گے۔ اگر خواجہ سرا کو بھیج کر اسے اپنے حضور طلب کر کے پچاس چوب خار دار اسے ماریں تو (آپ کے) اس بھائی کے محبت بھرے دل کو تسکین و آرام پہنچے گا۔ لکڑی کے کانٹے اس محبت بھرے دل سے کانٹوں کو نکال دیں گے۔

ا بجسریہ کے ہنود بکسریہ کہلاتے تھے اب بھوجپوری کہتے ہیں شاہی توپخانہ میں انہیں میں سے بھرتی ہوتی تھی۔

۲ عاقل خاں ۱۰۹۰ھ سے اپنی وفات ۱۶۹۶ء تک دہلی کا صوبہ دار تھا۔

TooBaa-Research-Library

مطالعہ کے بعد اس خط پر تحریر فرمایا کہ (میری) خالہ زاد بہن کے لڑکے کو دوسرا تنبیہہ نہیں کر سکتا۔ اگر میری زندگی باقی ہے اور موت مہلت دیتی ہے کہ دارالخلافت واپس ہوں تو انشاء اللہ خود اپنے ہاتھ سے تنبیہہ کروں گا۔ وہ ہمارے بیٹے کے برابر ہے۔ لیکن فرزند ابتر کا کیا علاج۔ غلام کو مارنا اس کے آقا کی اہانت ہے۔

(۴۹) گورنر کو سرزنش

کابل کے وقائع سے اطلاع پہنچی کہ گیارہ ہزار گھوڑے سواری کے لائق، دو گھوڑوں پر ایک سائیس، کابل میں داخل ہوئے۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ:

امیر[1] خاں سے تعجب ہے کہ خالہ زاد اور ہمارا مزاج داں اور تربیت کردہ ہے اور اسطرح کی غلطی کی ہے۔ گویا پانچ ہزار پانچ سو سوار جرار غیر ملک سے بادشاہی ملک میں داخل ہو گئے۔ آخر یہی لوگ تھے کہ افغانوں کے ہاتھوں سے انہوں نے ملک ہند چھین[2] لیا تھا۔ آئندہ اس قسم کے فعل سے احتراز کیا جائے اور اس کا تدارک اس طرح کرے کہ جب گھوڑوں کا گلہ پہنچے تو بیس گھوڑوں پر ایک سائیس مقرر کیا جائے اور وہ بھی ایسا ہو کہ جو ناکارہ، بوڑھا، مضمحل، اور بیچارہ ہو۔

(۵۰) از فکر دشمن بغفلت مباش

کابل کے صوبہ دار امیر خاں کی عرضداشت سے علم ہوا کہ غزنین کے تھانیدار کی

---

[1] امیر خاں پسر خلیل خان ۱۰۷۷ھ سے ۱۰۹۸ھ تک کابل کا گورنر تھا۔

[2] اشارہ اس طرف ہے کہ محمد بختیار کے فوجیوں نے جب بنگال پر حملہ کیا تو انہیں بجائے [illegible] گھوڑے [illegible] گیا تھا۔ (ج۔ن۔ی)

TooBaa-Research-Library

تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانی سرحد کا فاصلہ ۳۶ میل ہے (اٹھارہ کروہ) اس طرف (یعنی ایران) کا تھانہ دار جو قندھار کی سمت میں ہے کہتا ہے کہ اگر سلے (ہماری طرف) چار میل اندر تھانہ چوکی بنانے کی اجازت دے دی جائے تو ہر سال سو عراقی گھوڑے حضور کی نذر کئے جائیں گے۔ چونکہ اس طرف کا سابق تھانہ بے آباد ہو چکا ہے اور چار میل (ہماری طرف) باقی ہے۔ اس لئے یہ التماس کی گئی ہے۔

اس پر تحریر کیا گیا کہ ایرانی تھانہ دار کو آب و رنگ بخشنا اپنی صوبہ داری بے آبرو کرنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ لیکن:

"طمع کے تین حروف ہیں اور ہر حرف خالی ہے"۔

اپنے علاقے کی طرف چار میل اجازت دینے کے کیا معنی؟ دو قدم بھی اجازت نہیں۔ تمام مذاہب میں یہ مسئلہ فقہی سند ہے کہ صغائر پر اصرار کرنا گویا کبائر پر اصرار کرنا ہے۔ اس مزاج داں خانہ زاد پر تعجب ہے کہ سات برس کی عمر سے ہمارے حضور تربیت پائی اور ایرانیوں کی تدبیروں سے غافل ہے۔ خود اپنے آپ سوچنا چاہیئے کہ ایسے سہل کام کے لئے کہ اسطرف چار میل تھانہ بنانے کی اجازت دی جائے کس طرح سو عراقی گھوڑوں پر تیار ہو گئے جن کی قیمت نہایت زیادہ ہوگی۔۔۔۔ وہی مثل ہے:

"انگلی کا سرا پکڑتا ہے توڑنے کی فکر میں، پھر ایکدم ہاتھ توڑنے کی جرأت کرتا ہے"۔

"تو دشمن کی فکر سے غافل مت رہ، ہمیشہ اس کے سیاہ چہرے کو گھورتا رہ"۔

مشہور مثل ہے کہ:

"عقل اور دولت ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، جس کسی کو عقل نہیں، دولت بھی نہیں"۔

عوام کالانعام (عوام وحشی جانوروں کے ہوتے ہیں) یہ سمجھتے ہیں کہ جو کوئی دولت مند ہوگا وہ عقلمند بھی ضرور ہوگا۔ اور یہ غلط ہے۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ جس کسی کے عقل نہیں ہے اس کی دولت بھی پائیدار نہیں، گویا کہ ہٹی نہیں۔ اس معاملہ میں کلام کو طول دینا

TooBaa-Research-Library

ٹھنڈے لوہے کو پیٹنا اور پرانے کپڑے کو سینا ہے۔

(۵۱) مردِ خدا بشرق و مغرب غریب نیست

ملک التجار محمد صادق نے ایران سے جو اطلاع بھیجی اس سے معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے دار السلطنت اصفہان سے چل کر شہر سے دو فرسخ (چھ میل) قیام کیا اور پیش خیمہ لغرآباد روانہ کر دیا۔ حضرت (عالمگیر) اسی وقت اپنے اسپ تازی پر سوار ہو کر برآمد ہوئے اس وقت کسی کو کچھ عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ محمد امین خاں پسر میر جملہ نے کہ نہایت گستاخ تھا عرض کیا کہ ابھی پیش خانہ روانہ نہیں ہوا ہے۔ پیش خانہ پہنچنے تک توقف کرنا ضروری ہے۔

جواب میں فرمایا کہ بے اطلاع تو ہم معذور تھے لیکن علم ہونے کے بعد تساہل اور غفلت اقبال کے زوال کی علامت ہے۔ پیش خانہ کا پہنچنا کیا ضروری ہے۔

شعر

"مردِ خدا مشرق و مغرب میں اجنبی نہیں ہوتا، جہاں کہیں بھی جائے ملک خدا اس سے جدا نہیں ہوتا۔"

باغ میں داخل ہونے کے بعد دیوان عام منعقد کر کے ارباب کار متصدیوں (افسروں اور کلرکوں) سے فرمایا کہ کل کوچ ہوگا اور لاہور میں قیام کیا جائے گا۔ خان ساماں نے عرض کیا کہ یہ کوچ یک سخت کیا گیا ہے۔ ساز و سامان کی بہم رسانی مشکل ہے۔

حاشیہ احکام ۵۱ ۱۰۷۶ھ ۱۶۶۶ء میں اورنگ زیب آگرہ میں تھا کہ رپوٹوں سے معلوم ہوا کہ ایران کا بادشاہ عباس دوم ہندوستان پر حملہ کی نیت سے خراسان میں داخل ہوا ہے شہنشاہ نے اپنے بیٹے معظم کو جسونت سنگھ کے ساتھ فوراً پنجاب روانہ کر دیا۔ ۹ اکتوبر کو خود آگرہ سے دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۲ دسمبر کو پالم کے مقام پر یہ اطلاع ملی کہ شاہ عباس کا انتقال ۲۲ اگست کو ہو چکا تھا۔

TooBaa-Research-Library

عرضی پر تحریر فرمایا کہ ابدی سفر جس سے لوگوں کو کوئی مفر نہیں ہے اس طرح دفعۃً بے خبری میں پیش آئے گا۔ اس وقت کیا کروں گا۔ اس سفر کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے جس طرح سے یہاں تک پہنچا ہوں، اسی طرح آگے بھی پہنچوں گا۔ بلکہ اگلی منزلوں کے تعین کی بھی ضرورت نہیں۔ جس قدر ہو سکے گا چلتا رہوں گا۔

"رہروِ راہِ اجل کو حاجتِ منزل نہیں"۔

(۵۲) ایرانیوں و ہندوستانیوں کا فرق

تھانہ غزنین کے وقائع سے اطلاع ملی کہ سبحان قلی تھانہ دار سرحد ایران نے کابل کے صوبہ دار امیر خاں کو ایک خط لکھا ہے کہ ہر دو سرحدوں کے درمیان فاصلہ بارہ میل (چار فرسخ) کا ہے۔ الحمد للہ کہ طرفین میں اخلاص و محبت ہے۔ اور کسی طرح بھی جدائی اور نفاق کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ چاہیئے کہ ایک طرف کے لوگ دوسری طرف آبادی و خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ امیر خاں نے جواب میں لکھا کہ حضور پر نور میں عرض کیا جاتا ہے اور جو کچھ جواب ہوگا لکھ دیا جائے گا۔ یہی مضمون کابل کے سوانح سے معلوم ہوا۔

وقائع غزنین کی فرد پر تحریر فرمایا کہ جواب سوانح کابل کی فرد پر تحریر ہے۔

اور سوانح کابل کی فرد پر تحریر فرمایا کہ خانہ زاد مزاج داں امیر خاں سے بڑا تعجب ہے کہ اس کے بزرگ نسلاً بعد نسلٍ صاحبِ قرآن کے بزرگانِ دولت کی صحبت میں رہے ہیں اور پھر بھی اس مضمون سے غافل رہا:

شعر

"جب دشمن نرم ہو تو احتیاط کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو جس طرح گھاس کے نیچے پانی چھپا ہوتا ہے اسی طرح درپردہ مکاریاں پوشیدہ ہو سکتی ہیں!"

بغیر کسی تعصب اور عداوت کے کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ خورشید ایران کا مربی دکھا

TooBaa-Research-Library

جاتا) ہے وہاں کے لوگوں کی عقل زودرسی اور دوربینی کے اعتبار سے بہ نسبت اہلِ ہند کی عقل کے جن کا مربی زحل (سمجھا جاتا) ہے چارگنی زیادہ ہے۔ لیکن قصور یہ ہے کہ (ایرانی) زہرہ کی شرکت کے سبب آرام طلب واقع ہوئے ہیں۔ برخلاف زحل سے منسوب (اہلِ ہند) کے کہ وہ محنتی واقع ہوئے ہیں لیکن زحل کی قربت مشتری سے (بہ نسبت خورشید کی زہرہ سے) زیادہ ہے۔ لیکن زحل میں قدرے پستیٔ فطرت اور دنائت پائی جاتی ہے سوائے بعض اشخاص کے کہ جن کے زائچہ میں کوئی دوسرا ستارہ ان کی مدد کرتا ہو۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایرانیوں کی عیاریوں سے حد درجہ محتاط رہو اور ہرگز اسطرح کی صلح آمیز بات عرض نہ کرو جو اس خانہ زاد کی کم عقلی پر محمول کی جائے۔

"سیلاب کا پابوسی کرنا ہی دیوار کو گرا دیتا ہے۔"

(۵۳) افسرانِ زیردست کی پشت پناہی

حیدرآباد کے نائب صوبیدار جاں نثار نے روح اللہ خاں کی طرف سے (قائم مقامی کرتے ہوئے) عرض پیش کی کہ اگرچہ یہ خانہ زاد بخشی الملک روح اللہ خاں کے کہنے سے نائب صوبہ دار مقرر ہوا ہے لیکن بخشی الملک بے سبب ایذا رسانی کا سبب بنتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ نیابت سے معزول کرا دے۔ چونکہ خان مذکور کا مزاج سانپ کی طرح ہمیشہ آزار کی فکر میں رہتا ہے اس لئے امیدوار ہوں کہ غلام کو حضور میں طلب فرمالیں تاکہ لوگوں کے شر کے وسوسوں سے نجات پائے۔

مار کے اوپر ح تحریر فرمایا۔ یعنی حمار (گدھا) بیچارہ کہ اس کا نام حرفِ ح اضافہ کرنے سے درست ہوا بے آزار ہے۔ لیکن خوئے بد کا کیا علاج؟ وہی مثل ہے کہ چور کو دیہاتی کے کہنے سے گرفتار تو کر لیتے ہیں لیکن اس کے کہنے پر چھوڑ نہیں دیتے اور اگر وہ (تمہاری) شکایت کرتا ہے تو (جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود

TooBaa-Research-Library

اس میں گرتا ہے۔ کے بموجب) بخشی گری تن کے منصب میں تغیر کر دیا جائے گا۔

(۵۴) افسروں کا محاسبہ

دیوانِ اعلیٰ کی کچہری کے داروغہ یار علی بیگ نے عرض کیا کہ حکم (شاہی) کے مطابق ہر شخص جس کو چھ ماہ تک جاگیر نہ ملے وہ حضورِ معلیٰ کے وکیل سے دعویٰ کر کے چھ ماہ کی تنخواہ لے لیتا ہے۔ اس صورتِ حال کا چلنا مشکل نظر آتا ہے۔ اس خانہ زاد نے سرکار کفایت پر نظر کر کے یہ مقرر کیا ہے کہ جب تک جاگیر نہ مل جائے اسوقت تک تنخواہ کا مطالبہ نہ کریں۔

تحریر فرمایا۔ "پہلے ایک درخواست پھر دوسری درخواست۔ فنا ہونے والی کفایت پر نظر کرنا اور باقی رہنے والے وبال کو خریدنا عقلمندوں کا کام نہیں۔ چند روز اور صبر کرنا چاہیئے کہ اس غریقِ بحرِ معاصی کے تاریک ایام کے تمام ہونے کے بعد اور ناخردمند فرزندوں (شاہزادوں) کے ایام میں قیامت تک جاگیر نہ ملنے کے جھگڑے مل جائیں گے۔" بعد میں آڑی سطروں میں تحریر فرمایا:

تم کہ داروغہ کچہری ہو، لوگوں کی جاگیر کے بارے میں خود کوشش کیوں نہیں کرتے کہ دنیا میں نیک نامی اور عقبیٰ میں خیر و نیکی کا موجب ہو۔ اور یہ کمینہ بے کینہ (اورنگزیب)

حاشیہ: روح اللہ خاں اول، حیدرآباد کی فتح کے بعد وہاں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن جلد ہی ہٹا دیا گیا۔ جاں نثار خاں جس کا نام خواجہ عبدالکریم تھا حیدرآباد کا نائب صوبیدار کبھی نہیں رہا لیکن ۱۶۹۰ء میں بیجاپور کا دیوان مقرر کیا گیا تھا۔ روح اللہ خان کو ۱۶۸۶ء میں بیجاپور کا صوبیدار بنایا گیا تھا۔ غالباً یہ واقعہ بیجاپور کا ہے۔ جہاں جاں نثار خاں روح اللہ خاں کے نائب کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ (ج۔ ن۔ س)

TooBaa-Research-Library

لوگوں کے سنگین حقوق کے بارے سے سبکدوش ہو۔

افسوس کہ عمر گشت بے بیہودہ تلف
دنیا بہ تعب گذشت و دیں رفت ز کف
رنجیدہ خدا و خلق راضی نشدند
ضائع کردم پارۂ آب و علف

ترجمہ: "افسوس کہ عمر بے ہودہ تلف ہو گئی۔ دنیا پریشانی میں گئی اور دین ہاتھ سے گیا۔ خدا بھی ناخوش اور مخلوق بھی ناخوش۔ ہم نے (جانوروں کی طرح) چارہ پانی ضائع کر دیا۔"
اگرچہ ہم برے ہیں اور خود کو برا جانتے ہیں لیکن ہمارے بعد جو بد سے بدتر ہو گا حق تعالےٰ اس سے محفوظ رکھے۔

(۵۵) معمارِ خود مشو

روح اللہ خاں دوئم نے جس کا نام میر حسن تھا عرضی بھیجی کہ قلعہ "اسلام پوری" نامحکم ہے اور شاہی جھنڈوں کا کوچ (ورودِ شاہی) نزدیک ہے۔ (اسلئے) مرمت ضروری ہے۔ اس بارے میں جو حکم ہو۔

اس پر تحریر فرمایا کہ استغفر اللہ استغفر اللہ ناملکی کے مقام پر اسلام پوری کا لفظ لکھنا بے موقع تھا۔ اس کا اصلی نام برہم پور ہے وہ لکھنا چاہیئے بدن کا قلعہ اس سے زیادہ ناملکم ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟

شعر

"ہم نے آب و گل کے شغل سے اپنے آپ کو سنوارا۔ خانہ سازی کو خود سازی میں تبدیل کر دیا۔"

دوبارہ عرضداشت پیش کی کہ اگر حکم ہو تو سرکارِ والا کے معمار برہم پوری کے قلعہ

TooBaa-Research-Library

کا معائنہ کریں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ:

"سابقہ تحریر کے باوجود دوبارہ درخواست کرنا ایک طرح کا کمین ہے۔

شعر

"اپنا معمار مت بن کہ گھروں کو برباد کرے۔ ویرانہ بن تاکہ تجھ سے نئی بنیادیں ڈال جائیں۔ خاک کے برابر ہو جا اور کسی سے گردن کشی مت کر، شاید کہ ٹھوکر سے ہی غبار بلند ہو جائے۔"

اگر زندگی باقی ہے اور ہماری واپسی ہوئی تو مرمت کو خود سمجھ لیں گے۔ اور اگر کچھ اور ظہور میں آیا تو کیا ضرورت ہے کہ آیتہ کریمہ "بیشک تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں"۔ کے بموجب غازیوں کے مال کو ضائع کریں

(۵۶) اتحادِ قول و فعل

اورنگ آباد کے ناظم، منصور خاں کی عرضداشت نظر سے گذری۔ مضمون یہ تھا کہ شاہی لشکر احمد نگر پہنچ گیا ہے۔ اس لئے یہ عرض کرنا ضروری سمجھا گیا کہ حکم اقدس و اعلیٰ صادر ہوتا کہ اورنگ آباد کے قلعہ کی مرمت کرائی جائے تاکہ دنیا کے فتح کرنے والے پرچموں اور آسمان تک سر بلند جھنڈوں کے یہاں پہنچنے تک تیار ہو جائے۔

شعر

"قبر میں خاک بہر طلب بغل کشادہ کئے ہوئے ہے اور خواجہ بے خبری میں محل سرا پر رنگ و روغن کر رہا ہے۔ جلد ہی اس کی اس طلب غفلت اور حرص میں اس کی ہڈیاں الگ اور گوشت الگ گر پڑے گا۔"

اس مزاجداں غلام سے عجیب ہے کہ باوجود اس کے کہ جس دن احمد نگر پہنچے تھے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ احمد نگر کو ہمارے سفر کا اختتام لکھ دیا جائے تو پھر جب احمد نگر

TooBaa-Research-Library

کو اختتامِ سفر کہدیا تھا تو اورنگ آباد آنے کی کیا صورت ہے۔ چند روزہ حیات گذشتہ میں میری بات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سرائے جاوداں کو انتقال کے وقت تک اقوال و افعال میں کوئی تفاوت نہ ہوگا۔

(۵۷) روزِ نو، روزیِ نو

عنایت اللہ خاں نے عرض کیا کہ منصب داروں کی مثل جو روزانہ نظرِ اقدس سے گذرتی ہے غیر محدود ہے اور جاگیر کی زمین محدود ہے۔ محدود کو غیر محدود کے مساوی کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ اس پر تحریر فرمایا:

"استغفر اللہ کارخانۂ شاہی درگاہِ الٰہی کا نمونہ ہے۔

"الخلق عیال اللہ والرزق علی اللہ"

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے"

یہ عاجز ذلیل راتب پہنچانے والا (اورنگ زیب) ربِ جلیل کے وکیل سے زیادہ کچھ نہیں۔ بارگاہِ الٰہی کے متعلق محدود اور متناہی ہونے کا اعتقاد عین گمراہی اور تباہی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پاشکستہ ہوں، مگر دل شکستہ نہیں! ارشد خاں کی عرضی کے مطابق، قلعہ ستارہ کی فتح کے بعد اس فانی (اورنگ زیب) کی قلمرو میں پانچ یا سات ہزار کے لائق جاگیر شامل ہوگئی ہے۔ اس میں سے تنخواہ دی جائے گی۔ جب کبھی یہ ختم کو پہنچے گی اللہ تعالیٰ نئے دن نئی روزی عطا فرمائیں گے۔

(۵۸) سرکش سرداروں کی سرکوبی

جس وقت ستارہ سے قلعہ پرلی کی طرف کوچ فرمایا لشکریوں اور توپ خانہ کے

TooBaa-Research-Library

ملازموں کی تنخواہیں، بنگال کا خزانہ پہنچنے میں دیر ہونے کے سبب چودہ ماہ کی چڑھ گئی تھیں ہزاری منصب پر فائز چاروں معتمدوں نے (بادشاہ سے) بر سرِ راہ عرض کیا کہ لشکری ہماری بات نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ میرِ آتش (افسر توپخانہ) تربیت خاں کے خلاف ہنگامہ کریں۔ اس پر حکم فرمایا گیا کہ اندرونِ محل کے خزانۂ عامرہ سے مطالبات کا نصف ادا کر دیا جائے۔ اور بقایا سیکاکول حیدر آباد کے خزانہ سے متعلق کر دیا جائے وہاں سے وصول کریں۔ جمدۃ الملک (وزیرِ اعظم) حیدر آباد کے دیوان کے نام اجازت نامہ لکھیں اور وصولیابی کرنیوالوں کو ساتھ بھیجیں۔

ملن سنگھ اور چتر بھوج دونوں نے جو ہزاری منصب دار تھے اسے قبول نہ کیا اور میرِ آتش تربیت خاں کو اثناءِ راہ پالکی سے نیچے اتار کر بارش میں بٹھا دیا۔ داروغہ کارخانجات یار علی بیگ نے خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ اسی وقت محل کے خزانہ کے داروغہ کو حکم ہوا کہ مطالبات بہ تمام و کمال ادا کر دیئے جائیں۔ انہوں نے شام تک میرِ آتش کو اسیطرح بارش میں بٹھائے رکھا۔ رقم پہنچنے کے بعد اسے سوار کرا کے گھر لائے۔

اگلے دن صبح کو چاروں ہزاری منصب داروں کو خلعت مرحمت فرمائی اور ارشاد ہوا کہ میرِ آتش کی شرارت سے تمہاری یہ نوبت پہنچی تربیت خاں کے منصب میں پانچ سو کی کمی کی گئی اور جاگیر میں بھی اسی قدر تخفیف کی جائے۔

ایک ہفتہ کے بعد انہی دونوں ہزاری منصب داروں سے فرمایا کہ تم سیکاکول جاؤ اور اپنے ساتھیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کر لو۔ اور خاص اپنے ہاتھ سے صوبہ دار جاں نثار خاں کے نام فرمان تحریر فرمایا کہ قسط بندی کر کے ہر روز قسط کے مطابق رقم ادا کی جائے۔ یہ خبر ان دوسرے دونوں یک ہزاری منصب داروں کو پہنچی جو ہمراہ تھے۔ ان کی خاطر جمع ہوگئی۔ اسی دوران حکم فرمایا کہ یہ دونوں بھی اورنگ آباد جائیں اور وہاں کی تحصیل سے اپنے ہمراہیوں کی چھ ماہ کی پیشگی تنخواہ وصول کریں اور

TooBaa-Research-Library

وہاں کے صوبہ دار معمور خاں کے نام قسط بندی کا حکم بھی بھیجدیا گیا۔ دس روز کے بعد حکم ہوا کہ جو دو ہزاری منصب دار پہلے گئے ہیں انہیں حیدر آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے اور تمام روپیہ جو پہلے اور اب دیا گیا ہے واپس لے لیا جائے۔ اور اسی قسم کا حکم اورنگ آباد کے صوبہ دار کے نام بھی گیا کہ اگلا پچھلا سب روپیہ واپس لے کر دولت آباد کے قلعہ میں قید کر دیا جائے۔

(۵۹) نعمت خاں حاجی

کام گار خاں پسر جعفر خاں نے عرضی بھیجی کہ میرزا نعمت خاں نے جس کی خبیث طینت نے ہجو کی عادت اختیار کی ہے اس غلام کی شادی کے موقع پر چند اشعار لکھے جن کا مضمون کچھ اسطرح کا ہے کہ اگرچہ شادی کا مقصد حرکتِ جائز جاننا چاہئیے مگر یہاں التقائے ساکنین (دو ساکن حروف کا اجتماع) ہے۔ اس کے علاوہ بھی ان میں دوسری فضیحتیں درج کی ہیں۔ کہ یہ غلام خاص و عام میں رسوا ہو گیا ہے۔ امیدوار ہے کہ حضور ایسی تنبیہہ فرمائیں گے کہ پھر اس طرح کے مزخرافات کی جرأت نہ ہو۔ واجب جان کر عرض کیا گیا۔

لفظ واجب پر تحریر فرمایا حرام تھا۔ اور عرضی کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ سادہ لوح خانہ زاد چاہتا ہے کہ اس رسوائی میں ہم کو بھی اپنا شریک بنالے کہ جو اس کا جی چاہے ہمارے بارے میں کہے اور لکھے اور دنیا میں مشہور کرے۔ پہلے بھی ہمارے بارے میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم نے اس کی تلافی انعام میں اضافہ سے کی کہ آئندہ ارتکاب نہ کرے باوجود اس کے اس نے خود کوئی کمی نہ کی۔ اس کی زبان کاٹنے اور گردن اڑا دینے کا مقدور نہیں۔ جلنا چاہئے اور نبھانا چاہیئے دوست وہی ہے جو نہ تجھ سے چھوٹا رہے نہ تجھ سے جُدا رہے۔

؎ کہ خدا شد بار دیگر خانِ والا منزلت
باکمال عزّ و تمکین و وقار و زیب و زین

TooBaa-Research-Library

از سر نو مژدہ وصلی چید تا نقشی زند
بازیِ چرخِ دغابازش فسازد گر نشین

از مقولات عشر شد بحث داماد و عروس
او زکم و کیف می گفت ایں متی می گفت و ایں

او سند از جبر آود او دلیل از اختیار
ایں سخن ہم درمیاں ماندہ است امر بین بین

گفت بہر من جہاز آوردہ کاید بکار
گفت آئے ہم چکش آوردہ ام ہم کلبتین

زاں طرف خفتن نباشد زیں طرف ہر خاستن
شرطہا شد وقت ایجاب و قبول از جانبین

گفت خان الصبر مفتاح الفرج را ساکن است
کثرِ استعمال منتوحش کند اے نورِ عین

گفت نزدیکست ایں ہم ایں ہمہ تعجیل کیست
گفت الناس از عجل شد خلق اے عجل القرین

گفت من مستقبل از ماں چستم حکم کرد
داخل و خارج شود وقتیکہ باشد نصرتیں

جمع گشتن شد بجا دشوار من تشنیہ
پیش اہل دل بود تاریخ گفتن فرضِ عین

حرفِ مد را ساخت مدغم پیر عقل آگاہ گفت
نحو جائز کرد آنجا التقائے ساکنین

زیں مصراع تاریخ نکاح خاں کہ یک ہزار نود و نہ برمی آید لیکن را نے کمی یک عدد حرف مد

TooBaa-Research-Library

یعنی الف را تعمیہ کردہ است

ساکنین بکسر اول و ثالث و فتح نون اول بمعنی جمع شدن دو حرف ساکن باشد در علم صرف و ایں جا کنایہ ست از آلتِ سست خاں و فرج منکوحہ شاں ست و ہر دو را حرکتے نبود۔

رقعات و مضحکات نعمت خاں علی۔ لکھنؤ مطبع حسنی محلہ محمود نگر ۱۲۶۱ھ

(اس قطعہ میں ۲۹ اشعار ہیں۔ قادری) ص ۱۹-۱۶

(۶۰) چغل خور و بدگو

محمد اعظم شاہ کی فوج کے سوانح سے جو اس وقت احمد آباد میں تھا، شہنشاہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ محمد بیگ نامی شخص نے جو احدیوں[1] کے زمرہ میں ملازم سرکار ہے چغلخوری اور

---

[1] احدی: شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے فوجیوں کی ایک نئی قسم بھرتی کی گئی جو عام پیشہ ور سپاہیوں سے مختلف ہوتے تھے۔ یہ کسی امیر یا سردار کے ماتحت نہ ہوتے تھے بلکہ براہِ راست بادشاہ کے تحت ہوتے تھے۔ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے اور ضرورت کے وقت طلب کئے جاتے تھے۔ غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ "تنہا منصب ذات دارند۔ سوار و پیادہ متعینہ سرکار با خود نہ دارند۔ گویند احدی از طرف بادشاہ برائے اجرائے حکمے بر امیر متسلط می شود" ۱۲

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس کام کے لئے جس کے گھر بھیجے جاتے تھے وہاں جا کر مستقل بیٹھ جاتے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ٹلتے تھے۔ اور جو کام ہو اسکو سرانجام دے کر ہی اٹھتے تھے۔

چونکہ گھر بیٹھے تنخواہ پاتے تھے اور اکثر اوقات خالی ہی رہتے تھے اس لئے اردو محاورہ میں احدی بطور کاہل سست وغیرہ کے استعمال ہونے لگا۔ انگریزی تاریخوں میں انہیں "جنٹلمین ٹروپر" کہا گیا ہے۔ (قادری)

TooBaa-Research-Library

غیبت کرکے (شاہزادے) کی نہایت مصاحبت حاصل کرلی ہے۔ اور اکثر ملازموں کی ایذا رسانی کا سبب بنا ہے۔ اس پر تحریر فرمایا:

"سیادت خاں سخت گرز برداروں کو بھیجے کہ اس بے شرم چغل خور کو جو سلطنت کو خراب کرنے والا ہے پا پیادہ ہمارے حضور لے کر آئیں کہ سلاطین اور اربابِ دولت کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں برائی چغل خوروں اور بدگویوں کی مصاحبت ہے۔ فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ اس قول کے مطابق کہ سانپ کا ظاہر رنگین اور باطن زہریلا ہوتا ہے۔ چغل خور کا حال بھی یہی ہے کہ اس کا ظاہر خوش آئند اور باطن سم قاتل۔ الحذر الحذر۔

(۶۱) غصہ جنون ہے

صوبہ احمد آباد کے وقائع نگار محمد اعظم کی تحریر سے کہ جو شاہی خانہ زاد تھا یہ اطلاع موصول ہوئی کہ محمد امین خاں ناظم صوبہ نے مستی شراب کی حالت میں عدالت منعقد کی۔

اس پر تحریر فرمایا کہ:

"سبحان اللہ! ہذا بہتانٌ عظیم" محمد امین خاں کے وکیل نے (جو دربار شاہی میں حاضر تھا) یہ کیفیت اپنے موکل (محمد امین خاں) کو لکھ بھیجی۔ ناظم مذکور نے برسر عدالت حکم دیا کہ وقائع نگار (محمد اعظم) کی داڑھی نوچ کر ہوا میں اڑا دی جائے۔ یہ حقیقت بھی شہنشاہ کے گوش گذار ہوئی۔ تحریر فرمایا کہ:

"جناب علی مرتضیٰ کا کلام ہے کہ غصہ ایک طرح کا جنون ہے اور جنون میں کوئی قانون نہیں رہتا۔ خانِ مذکور کے مزاج میں نہایت تندی ہے۔ لیکن اس مقدمہ میں جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وقائع نگار نے تہمت لگائی تھی۔ اس کی کیا طاقت ہے کہ خانِ مذکور کے منہ سے شراب کی بُو اس تک پہنچے۔ بہرحال سزا دینے کا تعلق ہم سے ہے۔ ناظم کا سزا دینا

TooBaa-Research-Library

بے جا تھا۔ دروغ گو وقائع نگار کی سزا ملازمت سے برطرفی اور ناظم کی سزا ہر سال روزِ جشن پر خلعت کی ممانعت ہے۔

۶۲ احتساب و سزا

یار علی بیگ داروغہ سوانح نے عرضداشت پہنچائی کہ بزرگ امید خاں نے صوبہ بہار کے سوانح نگار عبدالرحیم کو مجلس میں خفیف کیا اور بے حرمتی کے ساتھ نکلوا دیا۔ اگر اس پر عتاب نہ ہوا تو دوسرے سوانح نگار اصل حقائق کے لکھنے سے دستبردار ہو جائیں گے۔ صوبہ داروں کے نوکر بن جائیں گے۔ اگر جنابِ اقدس اس پر عمل فرماتے ہیں کہ نزلہ کمزور عضو پر گرتا ہے تو غلاموں کے لئے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

اس پر تحریر فرمایا کہ "یہ بیچارہ اورنگ زیب، خود ضعیف ہے اور ہر خورد و بزرگ کو ضعیف سمجھتا ہے۔ ھوالقوی ذات پاک الٰہی کی صفت ہے۔ لیکن چھوٹوں کو بڑوں پر ہرگز تسلط نہ کرنا چاہیئے۔ سوانح نگار کی سزا منصب سے موقوفی اور خدمت سے برطرفی ہے اور صوبہ دار کی سزا اس کے منصب میں پانچ صد کی کمی اور اسی قدر جاگیر میں کمی ہے۔

۶۳ پابندیٔ ضوابط

روح اللہ دوم جس کا اصلی نام میر حسن تھا کمال تقرب اور اعتبارِ شاہی، کی وجہ سے بخشی گری تن اور خان ساماں کے عہدوں پر فائز تھا۔ باوجودیکہ (اس کا منصب) سہ ہزاری تھا۔ اپنی باری پر خواصی میں پیش ہوتا تھا لیکن عدالت کے کمرہ کے آخر میں کھڑا ہوتا تھا (اس نے) جمدۃ الملک اسد خاں کی معرفت (شہنشاہ سے) عرض کرایا کہ میرا منصب سہ ہزاری ہے اور فیض اللہ خاں سرباری کا منصب ہفت صدی ہے جو نائب داروغہ بھی ہے۔ اگر سرباری اور نائب داروغہ میں بنا دیا جاؤں تو شہنشاہ کی، غلام نوازی کے

TooBaa-Research-Library

فضل و کرم سے بعید نہ ہوں گا۔

حکم ہوا کہ جن دو منصبوں پر فائز ہے ان سے تغیر کے بعد ہفت صدی منصب میں کیا مضائقہ ہے۔ سرباری بن جائے۔ بعد میں اسد خاں نے عرض کیا کہ پھر کھڑا کس جگہ ہو؟ حکم ہوا کہ اس کے اوپر تو کوئی جگہ ہے نہیں۔ سوائے اس کے کہ میرے سر پر کھڑا ہو جائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک ضابطہ میں خلل ڈالنے سے تمام ضابطوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ ہم نے کسی ایک ضابطہ میں خلل نہیں آنے دیا۔ لوگوں کو اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ وہ ضوابط میں خلل پیدا کرنے کی التماس کرتے ہیں۔ اگر یہ راستہ کھل جائے تو مشکل پیدا ہو جائے گی۔

۶۴ اہلکاروں کی نگرانی

صوبہ بنگال کے سوانح سے معلوم ہوا کہ وہاں کا صوبہ دار ابراہیم خاں غرور اور گھمنڈ کی وجہ سے چارپائی کے اوپر بیٹھ کر دربار کرتا ہے اور قاضی اور دوسرے اربابِ شریعت اہانت کے ساتھ نیچے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس کاغذ پر تحریر فرمایا کہ:

"مدار المہام جمدۃ الملک ناظم مذکور کے نام حسب الحکم مقدس معلی تحریر کریں کہ اگر کسی مرض کی وجہ سے زمین پر نہیں بیٹھ سکتا تو صحت بحال ہونے تک معذور سمجھا جائے۔ اپنے حکیموں کو تاکید کرے کہ جلد معالجہ کریں۔ اور سوانح نگار چونکہ اپنے منصب سے بڑھ گیا ہے اس لئے سوانح نگار کے لائق نہیں رہا۔ (ترقی کے طور پر اس کو) ایک صدی سواروں کا اضافہ دیا جائے۔ اور ابراہیم خاں کو لکھا جائے کہ اپنے صوبہ کے تعلقہ کی فوجداری اس کو دے۔ تاکہ وہ بھی (اپنے متعلق دوسرے) اربابِ تحریر کی سوانح نگاری کا مزہ چکھے اور یار علی بیگ کسی دوسرے سوانح نگار کو جو سمجھدار اور باوقار ہو تجویز کرے۔

TooBaa-Research-Library

۶۵ ضابطہ کی پابندی

احمد آباد کے سوانح سے جو اس وقت ابراہیم خاں کی صوبہ داری میں تھا اطلاع ملی کہ خان مذکور پالکی میں سوار ہو کر جامع مسجد جاتا ہے۔ اس سبب سے کہ شاہزادہ کے لئے بھی پالکی بغیر حضور کے حکم کے نہیں ہوتی۔ ارباب تحریر نے (ابراہیم خاں سے) دریافت کیا کہ کیا لکھا جائے؟ جواب میں کہا کہ جو چاہو لکھو۔

اس اطلاع نامہ پر تحریر فرمایا کہ "ابراہیم خاں مزاج داں غلام ہے :-

اعلیٰ حضرت خلد مرتبت (شاہجہاں) کے عہد سے امراء میں داخل تھا۔ اس سے دستور کے خلاف ہرگز عمل میں نہیں آسکتا۔ دو بار کشمیر کا صوبہ دار رہ چکا ہے اور جھپاں میں سوار ہوتا تھا۔ جسے یہاں تبدیلِ صورت کی وجہ سے اربابِ تحریر شبہہ میں پالکی کہتے ہیں۔ جمدۃ الملک (ابراہیم خاں کو) لکھدیں کہ ایسا کام کیوں کرتے ہو کہ اربابِ تحریر کے ہاتھ دستاویز لگے۔ سوانح نگار کی نافہمی کی سزا یہ ہے کہ اگرچہ خدمت پر بحال رہے لیکن منصب میں پچاس سوار کی کمی اور اسی مناسبت سے جاگیر میں تغیر۔

۶۶ تھانہ دار کی خودسری

مچھلی بندر کے وقائع سے (شہنشاہ کو) معلوم ہوا کہ سیدی یاقوت خاں تھانہ دار دندا راجپوری نے ایک عرضی خود اپنی مہر لگا کر وقائع میں داخل کر دی ہے کہ اگر دندا راجپوری کی متصدی گری (مال وصول کرنے کا منصب) اس غلام کے نام مقرر کر دی جائے تو آبادی میں اور محصول شاہی میں (پچھلے متصدیوں کی بہ نسبت) نمایاں اضافہ کر دے گا۔

اس اطلاع نامے کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ سیدی یاقوت خاں کی خود سری اور غرور ہم کو عرصے سے معلوم ہے۔

TooBaa-Research-Library

(فائدہ: یہاں یہ واقعہ بے ربطی سے ختم ہو جاتا ہے۔ ج۔ن۔س)

عرضی کے کاغذ پر تحریر کیا کہ اگرچہ طفل ہے لیکن اسکو طفل عاقل سمجھتا ہوں۔ یہ عرضی شاید عالتِ سکر (نشہ) میں کی ہوگی۔ سین مہملہ ہے۔ کہ شکر سین معجمہ سے۔ ہر دو فعل کے وزن پر ہیں۔ اس طرح کے شکر کی شین مسطور پر وزن فعل کچھ مدد نہیں کرتا۔

(فائدہ: یہ تحریر ۶۹ کے فوری بعد آتی ہے۔ لیکن اس سے غیر متعلق ہونے کے سبب یہاں لکھدی گئی۔ کیونکہ روح اللہ خاں کی عرضی میں شکر کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ ج۔ن۔س)

۶۷ فتح اللہ خان کے جواب میں

فتح اللہ خاں کو لکھا جائے کہ اس کے کارنامے مفصل عرضیوں سے معلوم ہوتے رہے ہیں اور اس کے مجرا (حضوری) کا باعث ہوئے ہیں۔ لیکن اس جانفشانی کو خدمت فروشی سے مبدل نہ کرنا چاہیئے اور ہمارے سرداروں کو ناراض کر کے ہمیں ناخوش نہ کرو۔

۶۸ تقیہ

روح اللہ خاں نے مرتے وقت قاضی عبداللہ کے سامنے وصیت کی۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ میں سُنی ہوں اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیت) سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ میری دونوں لڑکیوں کی شادیاں اہل سنت والجماعت کے ساتھ کر دی جائیں۔ چنانچہ قاضی نے حضور اقدس میں اس مضمون کی درخواست بھیجدی۔ اسپر تحریر فرمایا کہ تقیہ زندگی میں تو ہوتا ہے لیکن مرتے وقت تقیہ کرنا نیا تصرف ہے۔ شاید اپنے بیٹوں اور پسماندگان کی رعایت سے ایسا کیا ہو۔ اس تقیہ سے اس وقت فائدہ ہوگا کہ اس کے بیٹے بھی لے قبول کریں۔ بہرحال اس کی وصیت کے بموجب عمل کرنا چاہیئے۔ بڑی لڑکی کی شادی شاہزادہ محمد عظیم اور چھوٹی کی سیادت خاں پسر سیادت خاں مرحوم سے کر دی جائے۔

TooBaa-Research-Library

دوسرے روز سیادت خاں نے عرض کیا کہ خانہ زاد کو یہ قبول نہیں۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ لڑکی بھی اہل سنت والجماعۃ کے مذہب پر ہے۔ اگر خود اپنے مذہب (شیعیت) پر اس نے اصرار کیا تو کیا کیا جائے گا۔

(۶۹) مذہب سے بے تعصبی

جس وقت حضرت (اورنگ زیب)، روح اللہ خاں کی عیادت کو آئے تو غش کی حالت میں تھا۔ جب ہوش آیا تو سلام کیا اور یہ شعر پڑھا:

ے بچہ ناز رفتہ باشد زجہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

ترجمہ: "وہ نیاز مند کیسے ناز کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہوگا کہ جس کے سرہانے تو اس کی جان نکلنے کے وقت پہنچ گیا ہوگا۔"

حضرت نے رقت فرماکر کہا کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ شفا اور امید اس کے لطف سے دور نہیں لیکن چونکہ آدمی کے لئے یہ امر (موت) ناگزیر ہے۔ اس لئے جو کچھ دل میں ہو بیان کرو بیشک قبول کیا جائے گا۔

(روح اللہ خاں نے) ہاتھ بڑھاکر قدموں سے ملا اور التماس کیا کہ ان قدموں کی برکت سے زندگی میں تمام آرزوئیں برآئیں۔ اس وقت یہی عرض ہے کہ خانہ زادوں کی نالائقی پر نظر

ے روح اللہ خاں اوّل خلیل اللہ خاں اور حمیدہ بانو کا لڑکا تھا۔ ۱۶۸۰ء سے اپنی وفات ۱۶۹۲ء تک بخشی کے عہدہ پر مامور تھا۔ ستمبر ۱۶۸۶ء میں بیجاپور کا صوبہ دار بھی مقرر ہوا۔ اس کی ایک لڑکی کی شادی بہادر شاہ کے لڑکے (اورنگ زیب کے پوتے) شہزادہ محمد عظیم سے ہوئی۔ نہایت سخت متعصب شیعہ تھا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

نہ فرمائیں۔ اپنے سایۂ تربیت میں رکھ کر جو جس کام کے لائق ہو اس کام پر سرفراز فرمائیں اور جو نالائق ہو اس کے باپ دادا کی غلامی پر نظر فرمائیں۔

(اس پر) فرمایا "بدل و جان قبول کیا۔"

پھر اس نے عرض کیا کہ دونوں لڑکیوں کے بارے میں پہلے ناظر کی معرفت عرضی بھیجی تھی کہ یہ غلام ہدایت پاچکا ہے اور مذہب حنفیہ میں داخل ہوگیا ہے اور اپنے بزرگوں کے طریقے (شیعیت) سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ دونوں لڑکیوں کی شادی بنجیب الطرفین سے جو اہل سنت والجماعت سے ہوں کردیں۔ اور اب بالمشافہ عرض کرتا ہوں کہ قاضی محمد اکرم کو فرمادیں کہ وہ آکر اس غلام کی تجہیز و تکفین کریں۔

حضرت نے سر نیچے جھکالیا تبسم کیا اور فرمایا کہ واقعی فرزندوں کی محبت نے ان کو بے اختیار کردیا ہے۔ تمہاری عقل اور تدبیر میں کوئی فتور نہیں۔ غالب احتمال یہ ہے کہ یہ تدبیر اس سبب سے اختیار کی ہے کہ سُنّی کی پاک روح کی رعایت سے ان کی طرف نظر توجہ کرکے ہم (ان پر) شفقت کریں گے۔ لیکن یہ تدبیر اس شرط کے ساتھ فائدہ مند ہوگی کہ ان میں سے ہر ایک خود یہی بات کہے۔ (ہمیں) ہرگز گمان نہیں ہے کہ وہ اس ننگ (تبدیلی مذہب) کو اپنے اوپر گوارا کریں گے۔ بہرحال ہمیں ظاہر شریعت کے مطابق تمہاری وصیت پر عمل کرنا چاہیئے۔

یہ بات فرماکر، فاتحہ پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

خان مذکور کی وفات کے بعد اس کی وصیت کے بموجب قاضی حاضر ہوگیا۔ (ایک شخص) آقا بیگ نام کو روح اللہ خاں کے معتمد نوکروں میں سے تھا ایک رقعہ خان مذکور کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اور خود اس کی مہر لگی ہوئی لے کر قاضی کے پاس آیا (جس کا مضمون یہ تھا) کہ اگر غسل و تکفین کے وقت اس عاجز کی وصیت اور حکم اقدس (اورنگ زیب) کے مطابق شریعت پناہ (قاضی) تشریف لائیں تو اس (غسل و تکفین) کے،

TooBaa-Research-Library

کام کی نیابت آقا بیگ کے سپرد کریں۔ اس (روح اللہ خاں) بیچارہ کو یہ طاقت نہیں کہ شریعت پناہ (قاضی) کی زحمت کا روادار ہوسکے۔ صرف یہی بات کہ وہ تشریف لائیں گے اس گنہگار کی نجات کا باعث ہوگی۔

اس آقا بیگ نے بظاہر آقا اور بیگ کا نام اختیار کرلیا تھا لیکن حقیقۃً وہ شیعہ مذہب کے کامل علماء میں سے تھا اور اس کی فضیلت جناب مقدس پر بھی ظاہر ہوچکی تھی جبکہ وہ بارہا دعوتوں کے موقع پر علماء وفضلاء سے سامنے بالمشافہ بیباکانہ بحث ومباحثہ کرچکا تھا۔

قاضی نے جو یہ معاملہ دیکھا تو حقیقت حال سے آگاہ ہوگیا کہ قاضی کا طلب کرنا اور پھر غسل کو آقا بیگ پر چھوڑ دینا محض ایک طرح کی دل لگی ہے۔ قاضی ناخوش ہوا۔ دارالقضاء کے وقائع نگار محمد غوث خاں سے کہا کہ اسی وقت سارے داخلِ وقائع کرکے ایک اردلی کے ہاتھ فوراً حضور کو ارسال کرو تاکہ جواب آجائے۔

وقائع نگار کی اطلاع نظرِ اقدس سے گذرنے کے بعد تحریر فرمایا کہ زندگی کے باقی تقیہ نے مرتے وقت رسوائی تک پہنچا دیا اور سارے کام کو بٹ کردیا۔ قاضی کا اب وہاں رہنا احتیاط کے خلاف ہے۔ خان متوفی نے اپنی زندگی میں دغلی بازی کو شعار بنالیا تھا۔ مرنے کے بعد بھی اس ناپسندیدہ شیوہ کو اختیار کرکے اختتام تک پہنچادیا۔ ہمیں کسی کے مذہب سے کیا کام۔

عیسیٰ اپنے دین پر، موسیٰ اپنے دین پر۔ لڑکیوں کی اہلسنت والجماعت کے ساتھ شادی کا معاملہ بھی ایک طرح کا فریب تھا کہ امیرزادہ بیچارہ سادہ اس بلا میں گرفتار ہوجائے۔ عورت کی محبت میں بے اختیار ہوکر اپنے بزرگوں کے سالہا سال کی مذہب سے ہاتھ اٹھاکر جدید الایمان شیعہ بن جائے۔

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئاتِ اعمالنا۔

TooBaa-Research-Library

ترجمہ ”ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفس کے شر اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے“۔

(۶۰) چہار مذاہب برحق ہست

جس وقت قلعہ ستارہ[1] محاصرہ میں تھا رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ تمام آدمیوں میں سے جو قلعہ سے باہر جنگ کرنے کے لئے نکلے چار عدد مسلمان اور نو عدد ہندو گرفتار ہوئے دربار کے قاضی محمد اکرم کو حکم ہوا مفتیوں کے اتفاق رائے اس مسئلہ کی تنقیح کرنے کے بعد بتایا جائے کہ (ان کے ساتھ کیا سلوک) کیا جائے۔ تحقیق کرنے کے بعد عرض کیا گیا کہ کفار اگر مسلمان ہوجائیں تو انہیں رہا کردیا جائے اور مسلمانوں کو تین سال تک قید رکھا جائے۔

اس مسئلہ کے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ یہ مسئلہ مذاہب اعلیٰ حنفیہ کے مطابق ہے کسی دوسرے طریقہ کے مطابق بھی معلوم کرنا چاہئے۔ تاکہ نظم وضبط سلطنت ہاتھ سے نہ جائے (ہمارا) مذہب سخت شیعیت نہیں ہے کہ ایک گاؤں میں ایک ہی درخت ہو۔ الحمدللہ چار مذاہب حق پر ہیں اور حال و وقت کے مطابق ہیں۔ اس سے قبل مسائلِ مختلفہ میں آسانی کے لئے علماء نے تحریریں چھوڑی ہیں اور درست قیاسات کئے ہیں۔ شیعہ کے قول کی سند نہیں لینی چاہئے۔ کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی آسانی کی راہ نکالنی چاہئیے۔

اس تحریر کے بعد قاضی اور مفتیوں نے دوسرا مسئلہ ڈھونڈھ نکالا کہ فتاویٰ عالمگیر میں لکھا ہے کہ جو ہندو اور مسلمان بطور بغاوت کے لڑیں انہیں قتل کردینا چاہئیے۔

اس پر تحریر فرمایا کہ ہم نے قبول کیا۔ البتہ افطار سے قبل قتل کیا جائے۔ جب تک

---

[1] ستارہ ۸ر دسمبر ۱۶۹۹ء سے لیکر ۲۱ر اپریل ۱۷۰۰ء تک محاصرہ کے بعد فتح کیا گیا۔ محمد اکرم شاہی قاضی کے عہدہ پر ۱۶۹۸ء میں مامور ہوا ۱۷۰۵ء میں انتقال ہوا۔ (ج۔ن۔س)

TooBaa-Research-Library

"اثرِ فارسی متنِ احکامِ عالمگیری"

۱۹۹۳

TooBaa-Research-Library

باغیوں کے سر نہ دیکھ لئے جائیں گے افطار نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ محرم خاں نے سربراہ خاں کوتوال کی مدد سے غروبِ آفتاب کے نزدیک سر لاکر دربار میں پیش کر دئیے۔

(۷۱) عنقارا بلندست آشیانہ

فیروز جنگ کی عرضی سے، کہ جو اسلام پوری میں تعینات لشکر کی حفاظت پر اور برہان پور سے شاہی قیام گاہ جانے والی سڑک کی نگرانی پر مامور تھا یہ معلوم ہوا کہ اس غلام کی والدہ کا مقبرہ دریائے بھیما کے دوسرے کنارہ پر واقع ہے۔ اس طرف کے علاقہ کی آبادی اس سبب سے ضروری ہے کہ شاہی لشکر کو وہاں سے بہت رسد فراہم ہوتی ہے۔ لیکن یہ صورت بجز اس کے ممکن نہیں کہ وہاں کے رہنے والے ہنود پر جزیہ معاف کر دیا جائے۔ (اسلئے، حکم جاری کیا جائے کہ عنایت اللہ خاں دجزیے کی) معافی کی سند بھیجدے۔

اسپر تحریر فرمایا کہ میں گمراہوں سے مدد نہیں لیتا۔ گنج اور مقبرہ کی آبادی کی خواہش کرنا اور قرآن حمید اور فرقانِ مجید کی آیت کے حکم کو جو جزیے کے باب میں ہے کہ وہ نافرمان ہیں اور اسکو معذور ہیں سے بدلنا کمال دانائی سے اور واجب التعظیم شریعت کی اطاعت سے کہ وہ مخلص مزاجداں رکھتا ہے، ہزار مرحلہ دور ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک گروہ جو بھنگیوں سے بدتر ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے (تمہاری) گمراہی اور بے راہروی کا سبب بنا ہے اور اس خام خیال کو بیہودہ لالچ میں تمہارے دل میں ڈال دیا ہے۔ یہ تجربہ کار بوڑھا (اورنگ زیب) اسطرح کے دھوکوں میں کیسے آسکتا ہے۔

؎ برو ایں دام بر مرغ دگر نہ   کہ عنقارا بلندست آشیانہ

"جاؤ اور یہ جال کسی دوسرے پرندے پر ڈالو عنقا کا آشیانہ بہت بلند ہے۔"

(ختم شد)

TooBaa-Research-Library

فہرست مضامین (فارسی)

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

احکام عالمگیری

۱۔ جرات شہزادہ اورنگ زیب

اعلیٰ حضرت در ایامیکہ در لاہور بودند در باغ شالہ مار اکثر ایام بجنگ فیل مشغولی داشتند۔ چنانچہ یکبار صوبہ دار بنگالہ چہل فیل جنگی بتعریف بسیار فرستادہ بود۔ بادشاہ بر غرفہ بودند و ہر چہار مرشد زادہ بر اسپان سوار شدہ تماشای جنگ فیل میکردند۔ یک فیل از حریف خود گریختہ بطرف بادشاہزادہ ہا آمد۔ ہر سہ شاہزادہ بطرف چپ و راست متوجہ شدند مگر محمد اورنگزیب کہ چہاردہ سالہ بودند، استقامت نمودہ اصلا حرکت نکردند۔ تا آنکہ فیل گریختہ متصل ایشان شدہ گذشت۔ فیلی کہ در عقب آن فیل بود حریف خود را گذاشتہ با ایشان متوجہ شد۔ ایشان بہ نیزہ کہ در دست داشتند، برو حملہ نمودند۔ از ضرب خرطوم فیل اسپ بر زمین افتاد۔ ایشان جست زدہ باز نیزہ در دست گرفتہ متوجہ او شدند کہ بر سر فیل زنند۔ درین ضمن مردم رسیدند۔ و بادشاہ باضطراب تمام از غرفہ فرود آمدند۔ ایشان باہستگی طرف بادشاہ می آمدند۔ اعتماد خان ناظر نزدیک آمدہ۔ باعتبار قرابت باین معنی کہ از خانہ آصف خان جد مادری ایشان بود۔ باواز بلند گفت۔ شما آہستہ می آید و بادشاہ عجب حال دارند۔ باہستگی جواب دادند کہ اگر فیل انجامی بود من جلدی میکردم۔ الحال چہ اضطراب است؟ بعد ازان کہ پیش پدر رسیدند یک لکہ روپیہ نثار شاہزادہ کردہ فرمودند۔ بابا شکر خدا کہ بخیر گذشت۔ اگر خدا نخواستہ نوع دیگر میشد چہ رسوای بود؟ تسلیمات کردہ در جواب عرض کردند کہ اگر نوع دیگر می شد رسوای نبود۔ رسوای این بود کہ از برادران شدہ۔

پردہ پوش بادشاہان مرگ است

درین چہ رسوای است؟

TooBaa-Research-Library

۲۔ حفظ مراتب

برای داراشکوه در اکبر آباد خانۂ نو تیار شده۔ اعلیٰ حضرت را باہرسہ پسر در آنجا ضیافت کرد۔ ازین راه که ایام گرما بود ته خانه متصل دریا ساخته بودند و آئینه ہای حلبی از قد آدمی زیاده طرف دریا نصب کرده بودند۔ اعلیٰ حضرت را برای دیدن کیفیت آنجا با برادران برد۔ محمد اورنگزیب متصل دروازه که راه آمد و شد مردم بود، نشستند۔ داراشکوه که این معنی را دید بطرف اعلیٰ حضرت اشاره بچشم کرد که نشستن ایشان را باید دید۔ بادشاه فرمودند که بابا ہرچند شمارا عالم و درویش صفت میدانیم لیکن حفظ مراتب هم ضرور است۔

گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

چه لازم که در راه رو مردم نشستند و پائین دست برادر خورد باشند؟ ایشان عرض کردند که وجه این نشستن عرض خواهم کرد۔ بعد از لحظه بتقریب نماز ظهر بجماعت برخواستند و از آنجا بغیر از حکم بخانه رفتند۔ بعد از آنکه بعرض رسید حکم شد که بدربار نیایند۔ چنانچه هفت ماه منع مجرا بود۔ بعد هفت ماه بیگم صاحب را فرمودند که شما بخانه اش رفته وجه بیحکم آمدن آنروز و پائین دست نشستن معلوم بکنید۔ بعد رفتن بیگم صاحب و پرسیدن در جواب گفتند که آنروز که داراشکوه ضیافت کرده بودند اگر این معنی عمداً از برادر واقع شده بود که پدر را باسه برادر در ته خانه یکدروازه نشانیده مکرر برای ضروریات ضیافت آمد و شد داشتند۔ پس اگر دروازه را بند میکردند کار تمام برد۔ واگر سهواً بود در خاطر من مکرر رسیده بود که در وقتیکه ایشان اندرون باشند این خدمت را من بجا آرم۔ لیکن حرمت اعلیٰ حضرت مانع این حرکت شد۔ استغفار کرده بیرون آمدم۔ بعد از شنیدن ہمانوقت طلبیده مورد عنایت نمودند۔ وایشان به سعد الله خان فرمودند که بهرصورت مرا از حضور بیرون باید فرستاد که خواب و آرام از من رفته است۔ تا آنکه از لاهور بصوبه داری دکھن روانه نمودند۔

۳۔ در غرور داراشکوه

داراشکوه [illegible] وت و بابعضی بطور تبختر مانند علی مردان خان و سعد الله

TooBaa-Research-Library

خان وسید میران بارہه که پنجهزاری و مقرب اعلیٰ حضرت بودند، سلوک میکرد۔ و حضرت عالمگیر باہر کدام ربطی خاص داشتند۔ چنانچه علیمردان خانرا که از حضور بخطاب یار وفادار سرفرازی داشت، بلفظ مشفق نیکوکردار مینوشتند۔ وسعدالله خانرا که خطاب عصائی پیری و وزیر باتدبیر داشت، نزد او درس خوانده خودرا شاگرد او مقرر نموده۔ وزیر باتدبیر و سرتلامذۂ صغیر در القاب مینوشتند۔ رسید میران بارہه که از حضور سید السادات (مخاطب بود) خلاصۂ اولاد حضرت سید کائنات مینوشتند۔ ہرکدام ازین سه امیر وغیر ایشان مانند افضل خان ملا علاء الملک که آخر از پایۂ خانسامانی بوزارت رسید، از کمال محبت در حفظ الغیب آنچه لازمه دوستی بود بعمل می آوردند۔ اعلیٰ حضرت خلد مرتبت را در خاطر بسیار گران می آمد۔ آثار ادبار در جبهه شاه بلند اقبال معائنه نموده وصورت ارتفاع از طالع شاہزاده اورنگزیب مشاہده فرموده، بداراشکوه نصیحت از قبائح افعال و اقوال او میفرمودند۔ چون دیدند که داراشکوه را پند فایده نمیکند که گفته اند۔

شعر

گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه

به آب زمزم و کوثر سفید نتوان شد

خواستند که محمد اورنگزیب در سلوک خود باامرا تفاوت کنند که آنها دست از حفظ الغیب بردارند۔ برشقه بدستخط خاص نوشته فرستادند که بابا سلطان و فرزندان ایشان را باید که بلند همت باشند و عالی فطرتی را کار فرمایند، شنیده شد که شما باہر کدام از نوکران سلوک میکنند که نهایت پستی را بخود راه میدهند۔ اگر برای عاقبت بینی است کارها وابسته بتقدیر است۔ ازین پست فطرتی بغیر از مذلت فائده حاصل نخواہد شد۔ ایشان عرضی کردند که آنچه از راه فضل و کرم درباب غلام مستهام مرقوم قلم عنایت رقم بود کالوحی من السماء نازل گردید۔ پیرو مرشد برحق سلامت۔ تعز من تشاء و تذل من تشاء محض بتقدیر قادر عباد خالق ارض و بلاد است۔ بنده بموجب حدیث صحیح که راوی آن انس ابن مالک باشد رضی الله عنه من اذل نفسه اعزه الله عمل مینماید۔ وانکسار قلوب را اذہب ذنوب و امحش عیوب میشمارد۔ وآنچه بنشان کرامت ترجمان صادر شده انکاری بران ندارد۔

TooBaa-Research-Library

لیکن بہ یقین میداند کہ بموجب غرض وسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس مرقوم فرمودہ اند۔ بیت

زبان عرض ندارم بغیر عذر گناہ
بہ بخش جرم من رو سیاہ و نامہ سیاہ

۴۔ رائے شاہ جہان دربارۂ شہزادگان

اعلیٰ حضرت میفرمودند کہ مارا بعضی اوقات اندیشہ می آید کہ مبین پور عدو نیکو کاران واقع شدہ، و مراد بخش بکار تشرب و بستگی دارد، و محمد شجاع جز سیر چشمی صفتی ندارد، مگر عزم و شعور اور نگزیب اقتضا میکند کہ متحمل این امر خطیر تواند شد۔ اما بحالت ستم عظیم در نوع انسانی اوست، تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد؟

۵۔ آن واقعہ کہ مشہور بہ عشق است

مقدمۂ زین آبادی باینصورت شد کہ در ایامی کہ حضرت صوبہ دار دکھن شدند و عازم خجستہ بنیاد گردیدند ہرگاہ بہ برہانپور رسیدند سیف خان صوبہ دار آنجا کہ خالۂ ایشان در حبالۂ او بود یعنی صالحہ بانو دختر آصف خان۔ حضرت برای دیدن او تشریف بردند و او دعوت کردہ بود۔ چون ازین راہ کہ خانۂ خالہ بود در کنار کردن عورات محل چندان احتیاط نکردند۔ ایشان بیخبر داخل خانہ شدند۔ زین آبادی کہ نام او ہیرا بائی بود، در زیر درختی استادہ بدست راست شاخ آن درخت گرفتہ سرود باہنگی میخواند۔ بمجرد دیدن بی اختیار ہمانجا نشستند - بعدہ بر زمین دراز شدہ غش کردند۔ خبر بخالہ رسید۔ پای برہنہ دویدہ بسینہ چسپانید و بہ نالہ و زاری در آمد۔ بعد از سہ چہار گھڑی افاقہ شد۔ ہر چند بہ تحقیق احوال پرداخت کہ چہ آزار بود؟ و سابق ہم گاہی این مرض شدہ بود؟ اصلاً جواب ندادند و بہ سکوت گذرانیدند۔ مسرت ضیافت و مہمانداری برہم خورد۔ و کار بماتم و سوگواری کشید۔ نصف شب بود کہ بہ تکلم آمدند و فرمودند کہ اگر آزار خود بگویم علاج میتوانید کرد؟ خالہ چون این کلمات راشنید در کمال خوشی بتصدق و قربان گفت۔ علاج

TooBaa-Research-Library

چہ معنی دارد؟ جان را نثار میکنم - مفصل حقیقت را ظاہر کردند۔ بعد از شنیدن ہوش از خالہ رفت و زبان او بستہ گردید کہ چہ جواب دہد؟ آخر فرمودند کہ عبث شما در احوال پرسی اینہمہ سماحت داشتید۔ ہرگاہ جواب حرف من نمیدہید پس چگونہ علاج خواہید کرد؟ خالہ گفت، تصدق شوم، آن بدبخت یعنی سیف خان را شما میدانید کہ سفاک است۔ اصلاً از شاہ جہان بادشاہ و از شما پروا ندارد۔ بمحض شنیدن اول اورا بعد از آن مرا خواہد کشت۔ فایدہ گفتن زیادہ برین نخواہد بود کہ من جان خود را فدا کنم۔ لیکن جان این بیچارہ بیجرم و بیگناہ چرا در معرض تلف شود؟ گفتند در واقع راست است۔ فکر دیگر میکنم - بعد از طلوع آفتاب بخانہ آمدند۔ و اصلاً دست بطعام دراز نکردند۔ مرشد قلی خان را کہ تعینات و دیوان دکھن بود، طلب نمودہ باعتبار محرمیت خاص کہ با او داشتند مفصل مذکور درمیان آوردند۔ او عرض کرد کہ اول من کار او را فیصل کنم بعد ازان اگر کسی مارا بکشد مضایقہ ندارد کہ در عوض خون ما کار پیر و مرشد خواہد شد۔ فرمودند کہ فی الواقع جانفشانی شما ہمیں طور میدانم۔ لیکن بہ بیوہ شدن خالہ طبع راضی نمیشود۔ معہذا در شریعت اقدام بقتل صریح فتیہ شرعی را مقدور نیست۔ توکل کردہ البتہ باید گفت۔ مرشد قلی خان بلا عذر روانہ شد و مفصل بخان مذکور ظاہر کرد۔ سیف خان عرض کرد کہ کورنش من برسانند، جواب این بخالۂ ایشان میدہم۔ ہمانوقت اندرون رفتہ گفت کہ چہ مضایقہ است؟ مرا بہ بیگم دختر شاہنواز خان کاری نیست۔ چتربای حرم خاص خود را بفرستد کہ عرض و بدل شود۔ ہمانوقت خالہ را سوار کردہ فرستادہ۔ ہرچند امتناع کرد کہ نمیروم، گفت اگر زندگی خود میخواہی زود برو۔ چنانچہ لاچار شدہ آمدہ مفصل عرض کرد۔ ایشان بسیار محظوظ شدند و فرمودند: یکی چہ باشد؟ درہمین پالکی کہ آمدہ اید ہر دو را ہمین وقت ہمراہ خود ببرید کہ عذر ندارم۔ خالہ بدست خواجہ سرا حقیقت گفتہ فرستاد۔ سیف خان گفت الحال حجت نماند، و بائی را سوار کردہ بلا توقف نزد ایشان فرستادند۔

۶۔ در کمال جرأت

در وقت بر آمدن از خجستہ بنیاد بمقابلہ داراشکوہ کہ از شہر بر آمدہ در ہر سول دو کروہی منزل سرادق اقبال شد۔ حکم شد کہ دہ مقام در اینجا خواہد شد کہ باقی سامان خود مردم

TooBaa-Research-Library

بکنند ۔ کسی دیگر را طاقت عرض نبود۔ نجابت خان کہ مخلص راسخ الاعتقاد و بسیار با جرأت بود، عرض کرد کہ اینطور غرض کوچ کردن و باز اینطور مقام فرمودن باعث جرأت طرف ثانی خواہد شد۔ تبسم نمودہ فرمودند کہ تفصیل جرأت بعرض رساند تا جواب دادہ شود۔ بعرض رسانید کہ مقامات اینجا کہ دریافت آن طرف خواہد شد فوج عمدہ روانہ خواہد کرد تا کہ سد راہ ما گردد۔ فرمودند ہمین عین مصلحت است۔ اگر بجلدی برویم با تمام فوج مقابلہ خواہد شد۔ و در توقف اینجا مقابلہ با فوج اول خواہد شد۔ شکست دادن فوج اول از شکست دادن تمام فوج آسانتر است و در حالتی کہ خود جرأت آمدن کند و از آب نربدہ بگذرد حالت اینوع خواہد شد۔

شعر

آنکس کہ زامن و وطن دور شود
بیچارہ و مستمند و مہجور شود
در آب ہزبر صید ماہی گردد
در خاک نہنگ طعمۂ مور شود

این توقف برای ہمین است دفع الوقت نیست، بلکہ برای مصلحت دیگر است۔ آن فایدہ کہ گفتہ شد لازم این توقف است۔ مصلحت دیگر آنست کہ حالت مردم ہمراہ از ضعیف الحال و مرفہ الحال معلوم گردد۔ کسی کہ باوجود رفاہ حال توقف کند نبردن او ار ہمین جا اولی است کہ آیندہ این حالت باعث قصور تمام خواہد بود، و بر بعضی از امرا کہ گمان نفاق است در صورت استعجال کہ آنہا مساہلہ و اہمال نمایند۔ فاصلہ بعید خواہد شد تدارک متعذر خواہد بود۔ لاعلاج بتغافل باید گذرانید یا مراجعت نمودہ علاج آنہا کردہ شود۔ چون نجابت خان شنید قدمبوس کردہ بعرض رسانید کہ اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ مصداق این مقال کرامت خصال این بود کہ در کوچ اول میرزا شاہ نواز خان کہ از متعینان دکہن بود ہمراہ نیامدہ و در کوچ ثانی عرض کرد کہ باعتبار نوکری اعلی حضرت لاعلاجم کہ فقیر شدہ ہمین جا بمانم مرا با دارا شکوہ ربطی نیست۔ یک دختر در خانہ شما است و یک دختر در خانہ مراد بخش است۔ با دارا شکوہ نسبتی کہ رعایت آن ضرور بود نیست و بر حضرت خوب معلوم

TooBaa-Research-Library

است کہ از من در ہیچ جنگ و در ہیچ مقام کمی و کوتاہی نشدہ کہ حمل بر جبن و بد دلی شود۔ فرمودند در واقع حق نمک خوارگی از نجابا بعید نیست۔ اما در ینجا مقامات است۔ چند روز شما را بہ بینم ۔ وقت کوچ رخصت خواہم کرد۔ وچہ لازم است کہ فقیر شوند؟ بعرض رسانید کہ اینصورت ہم خلاف بندگی است۔ خانہ زاد نوازی کار اعلیٰ حضرت است۔ بعد از آن آزار اسہال اشتہار دادند۔ امرا کہ برای عیادت می آمدند حکم شد یک تنہا بیایند۔ خدمہ را بگذارند۔ چنانچہ روز دویم کہ میرزا شاہ نواز خان آمدند شیخ میر ایشان را بلا توقف دستگیر کردہ دست و گردن بستہ بغل و زنجیر بالای حوضۂ فیل نشانید۔ ہمانوقت حکم کوچ شد۔ بعد از رسیدن بہ برہانپور محبوس نمودند۔ بعد از فتح دارا شکوہ بسفارش زیب النسا بیگم کہ سہ روز ترک طعم نمودہ بودند کہ تا ناتائی من خلاص نخواہد شد طعم نخواہم خورد۔ بغصہ و غضب حکم خلاص شد و صوبہ داری احمد آباد مقرر نمودند کہ بعد از آمدن مراد بخش احمد آباد از صوبہ دار خالی بود۔ لیکن میفرمودند کہ خاطر من جمع نیست۔ لاعلاج حکم شدہ۔ خوب آیندہ فہمیدہ خواہد شد۔ ازین رو کہ سید است حکم بقتل مشکل۔ والا مثل مشہور است کہ سر بریدہ سخن نگوید۔ آخر آنچہ فرمودہ بودند بظہور رسید کہ بعد از گریختن دارا شکوہ در جنگ اجمیر رفیق او شد و در عین جنگ کشتہ گردید۔

۷۔ بوقت جنگ ادائے نماز

در شبی کہ فردای آن با شجاع جنگ مقرر بود قریب دو نیم پہر شب گذشتہ بود کہ بعرض رسید کہ راجہ جسونت سنگہ با فوج خود کہ چہاردہ ہزار سوار و پیادہ بود و محافظت فوج ہراول تعلق باو داشت قرار دادہ کہ بشجاع ملحق شود۔ در اثنای راہ بر مردم و دواب اردوی معلی دست اندازی سخت نمودہ۔ چنانچہ سررشتہ لشکر برہم خوردہ و آشوب تمام در مردم بہمرسیدہ اکثر با فوج آن مخذول رفاقت نمودہ راہ ادبار پیش گرفتند۔ حضرت در اوراد نماز تہجد بودند۔ بعد از شنیدن اشارہ بدست کردند کہ اگر رفت رفتہ باشد، و جوابی دیگر نفرمودند۔ بعد از فراغ از اوراد میر جملہ را طلب نمودہ فرمودند کہ اینصورت ہم از فضل الہی شد کہ اگر این نفاق اندیش در عین جنگ این کار میکرد تدارک مشکل بود۔ بعدہ

TooBaa-Research-Library

حکم نقاره و سواری شد، و خود بدولت سوار شده باقی شب راهمان طور بسواری فیل گذرانیدند۔ بعد از طلوع صبح معلوم شد که فوج شجاع از طرف دست چپ جنگ توپخانه کرده در آمدند۔ جمعی که اجل آنها رسیده بود کشته شدند۔ بفیلبان فیل سواری خاص فرمودند که بهر صورت فیل ما را بفیل شجاع برسان۔ درینوقت مرشد قلیخان که مشیر و مقرب بود، بعرض رسانیدند که اینطور جرأت خلاف طور بادشاهان است۔ فرمودند ما، هیچکدام بادشاه نشده ایم۔ مردم بعد ازینطور جرأتها بادشاهان میشوند۔ بعد از بادشاهی هم اگر در جرأت تفاوت شود آن سلطنت نمی ماند۔ شعر

عروس ملک کسی در بغل بگیرد تنگ

که بوسه برلب شمشیر آبدار دهد (a)

۸۔ دوازده وصیت

الحمدلله والصلوة علی عباده الذین اصطفیٰ ورضا

چند وصیت دارد۔

اول اینکه ـــ این عاصی غرق معاصی را تنحیف وتغریش تربت مطهره مقدسه حسنیه علیه السلام نمایند که مغرقان بحار عصیان را بغیر از التجا بآن درگاه مرحمت و غفران پناه نیست، و مصالح این سعادت عظمیٰ نزد فرزند ارجمند بادشاهزاده عالیجاه است، بگیرند۔

دوم اینکه ـــ چهار روپیه و دو آنه از وجه کلاه دوزی نزد آیه بیگه محلدار است، بگیرند و صرف کفن این بیچاره نمایند۔ و سیصد و پنجروپیه از وجه کتابت قران در صرف خاص است روز وفات بفقرا دهند۔ ازین راه که زر کتابت قران نزد فرقه شیعه شبه حرمت دارد، بکفن و مایحتاج آن صرف نکنند۔

سوم اینکه ـــ باقی مایحتاج از وکیل بادشاهزاده عالیجاه بگیرند که وارث قریب در اولاد

(a) همین در نسخه A۔ در نسخه N

عروس. ملک کسی در کنار گیرد چست

که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

TooBaa-Research-Library

ایشانند، وحلیت و حرمت بر ذمه ایشان است، برین بیچاره باز پرس نیست که مرده بدست زنده۔

چهارم اینکه ـــ این سرگشته وادی گمراهی را سر برهنه دفن کنند که هر گنه گار تبه روزگار را که سر برهنه نزد بادشاه عظیم الشان ببرند البته محل ترحم خواهد گردید۔

پنجم اینکه ـــ بربالای صندوق تابوت پارچه سفید گنده که گزی گویند، پوشش نمایند، و از شامیانه و بدعت مغنیان و مولودی احتراز کنند۔

ششم اینکه ـــ بروالی ملک واجب باد که باخانه زادان بی سروپا که همراه این عاصی دور از جا در دشت و صحرا گشته اند، مدارات نمایند۔ و اگر بتصریح تقصیرے از اینها واقع شود بعفو جمیل و صفح جزیل مکافات فرمایند۔

هفتم اینکه ـــ بهتر از ایرانی برای متصدی گری دیگری نیست، و در جنگ هم از عهد حضرت جنت آشیانی تاحال احدی ازین فرقه از معرکه روگردان نه شده و پائے استقامت اینها نلغزیده۔ معهذا اگاهی خودسری و حرام نمکی نکرده اند۔ لیکن چون بسیار عزت طلب اند باینها ساختن بسیار مشکل۔ بهرحال باید ساخت و کجدار مریز باید کرد۔

هشتم اینکه ـــ فرقه تورانی سپاهی مقرری اند۔ برای تاخت وتاراج و شبخون و بندی کردن خوب اند۔ از برگشتن در عین جنگ که ترجمه تیرباز کشی است، وسواس و هراس و خجالت ندارند۔ و از جهل مرکب هندوستان زایان که سر برود لیکن جا نرود، بصد مرحله دور اند۔ بهر صورت اینجماعه را محل رعایت باید داشت که اکثر جاها این مردم بکار می آیند که دیگری بکار نمی آید۔

نهم اینکه ـــ باسادات لازم السعادات باره بموجب آیه وآت ذی القربا حقه عمل باید نمود۔ در احترام و رعایت فروگذاشت نباید کرد۔ ازین راه که بموجب (آیه) کریمه قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ محبت این جماعه اجر نبوت است۔ هرگز مقصر نباید بود که مثمر خیر دنیا و آخرت است۔ لیکن باسادات بارهه کمال احتیاط باید نمود۔ در محبت باطنی قصور نباید کرد، وبحسب ظاهر مرتبه اینها نباید افزود که شریک

TooBaa-Research-Library

غالب ملک طالب ملک اند۔ اگر اندک استرخائی عنان (a) شود ندامت خواہد شد۔

دہم اینکہ ــ تامقدور والی ملک خودرا از حرکت معاف ندارد، و از نشستن در یک مکان کہ در ظاہر صورت آرام در واقع منجر ہزار مصیبت و آلام است، محترز باشد۔

یازدہم اینکہ ــ بر پسران ہرگز اعتماد نکند و طور مصاحبت در زندگی ننماید کہ اگر اعلی حضرت با دارا شکوہ این سلوک نمیکردند کار باینجا نمیرسید و کلمۃ الملک عقیمہ ہمیشہ مد نظر باید داشت۔

دوازدہم اینکہ ـ عمدہ رکن السلطنت اطلاع اخبار ملکی است و غفلت یک لحظہ باعث ندامت سالہای دراز میگردد کہ مقدمہ گریختن سیوای مقہور از غفلت شد و تا آخر عمر ہمان سرگردانی باقی بود۔ مبارک اثنا عشر اختتام بر دوازدہ وصیت کردہ شدہ۔

شعر

اگر در یافتی بر دانشت بوس
و گر غافل شدی افسوس افسوس

۹ـ در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ را برائے قید کردن طلب کرد

در وقتیکہ محمد معظم بہادر شاہ را برای قید کردن طلب کردند در تسبیح خانہ آمدہ حاضر شدند۔ بختاور خان داروغہ خوشبوی خانہ را حکم شد کہ ہر عطر کہ بابا خواستہ باشند بیارید۔ بہادر شاہ عرض کردند کہ غلام را چہ طاقت کہ خود اختیار کند؟ ہرچہ تفضل شود ہمان بہتر خواہد بود۔ ارشاد شد کہ این فرمودن ہم از راہ تفضل است۔ بہادر شاہ بہ بختاور خان گفتند کہ غیر از عطر فتنہ ہر عطر کہ باشد خوب است۔ فرمودند کہ بلی ما ہم احتیاط ہمین امر کردہ شما را باین مکان تصدیعہ دادیم۔ بعد از آنکہ عطر آمد حکم شد سلاح از خود جدا کردہ نزدیک آئید کہ عطر بدست مبارک مالیدہ شود۔ بعد مالیدن عطر کہ ایشان بنابر تسلیمات رفتند، خود بدولت برخاستند و بمحرم خان حکم شد کہ باتفاق حمید الدین خاں سلاح کہ

(a) A روند۔ R روند۔ N شود ندامت فائدہ نیارد، دریغ سود ندارد چون رفت کار از دست۔

TooBaa-Research-Library

از ہر چار پسر ایشان بگیرند و ہر پنج را بنشانند۔ چنانچہ اول کہ نزدیک محمد معزالدین آمدند او دست بقبضہ شمشیر گذاشت۔ بہادر شاہ بغضب آمدہ گفتند کہ ای بدبخت با قبلہ و کعبہ خود خلاف حکمی میکنی؟ چنانچہ بدست خود سلاح از پسر گرفتہ حوالہ محرم خان کردند۔ پسران دیگر بلا عذر سلاح وا کردہ دادند۔ وقتیکہ بحضرت خبر رسید فرمودند کہ تسبیح خانہ بجائی چاہ یوسف شدہ است بجاہ یوسف خواہد رسید۔

۱۰ـ نصائح بہ بہادر شاہ

روزیکہ بہادر شاہ را از قید خلاص نمودند در حضور خود نشاندہ فرمودند: ازین راہ کہ مثل من پدری از شما راضی بود البتہ سلطنت نصیب شما خواہد شد۔ رضامندی اعلی حضرت مارا در کار نبود کہ ایشان متعین دارا شکوہ بودند و او بمصاحبت ہنود و جوگیان بی ایمان شدہ بود۔ محض اعانت دین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام سبب نصیحت باشد۔ چند نصیحت بشما کردہ میشود، باید کہ در خاطر خود داشتہ باشید۔ اگرچہ یقین میدانم کہ عمل کردن بر آن از طبع شما دور است، لیکن از شفقت پدری و محبت و اطاعت کہ شما بجا آوردید گفتہ میشود۔ اول اینکہ بادشاہ باید کہ وسط باشد میان لطف و قہر، ہر کدام کہ از دیگری بیشتر باشد موجب انکسار سلطنت میشود کہ در لطف زیادہ مردم جرأت پیدا میکنند۔ و در قہر افزون طبایع را نفور بہم میرسد۔ چنانچہ عم این نحیف سلطان الغ بیگ باوجود فضل و کمال بتسفیک دماء جرأت داشتند کہ بر جریمہ سہل حکم قتل میفرمودند۔ پسر ایشان عبداللطیف ایشان را محبوس نمودہ بقلعہ نہاوند فرستادند۔ در اثنای راہ از شخصی پرسیدند کہ برہم خوردگی سلطنت ما را از چہ راہ دانستی؟ گفت از راہ تسفک دماء کہ مردم از شما تنفر پیدا کردند۔ آنچہ جد امجد ہمایون بادشاہ کرد مساہلہ بیجا و عفو و سستی در کارہا کہ باوجودیکہ جرأتہا کہ شیر خان در صوبہ بنگالہ میکرد مکرر بعرض رسید تغافل میفرمودند و پدرش را کہ حسن سور بود سرزنش مینمودند کہ حرکات پسر خود را می بینی و باو نمی نویسی؟ او جواب داد کہ کار او از نوشتن گذشتہ است۔ نمی دانم کہ غفلت حضرت آخر چہ خواہد کرد۔

دیگر اینکہ بادشاہ ہرگز آرام طلبی و فراغت شعاری را بر خود روا ندارد کہ بدترین

TooBaa-Research-Library

اسباب خرابی ملک و انہدام دولت این شیوه نامرضیه است۔ ہمیشه تامقدور در حرکت باید بود۔

شعر

بادشاه و آب را در یک مکان بودن بد است
آب میگندرد زبودن (و) شه رود کارش زدست

در سفر باشد۔

شهان را حرمت و عیش و وقار
فکر آرام و تنعم میکنم بی اعتبار

دیگر آنکه در فکر تربیت نوکران باشد و ہر کدام را که لایق کاری داند بان منصوب کند و کار آہنگر از درودگر فرمودن از عقلا بعید است۔ کار بزرگان بخوردان و کار خوردان بزرگان نباید فرمود که بزرگان از کار خورد ننگ کنند و خوردان را حوصله کار بزرگ نباشد۔ خلل تمام در انتظام سرکار روی دہد۔

۱۱۔ چند امور بسلسله حکومت

دروقتیکه محمد معظم بہادر شاه را از قید خلاص فرمودند تفضلات و عنایات نموده۔ روز رخصت ارشاد شد که اگرچه بنابر ضرورت ولاعلاجی گوشمال افعال تمام زوال شما را داده چند سال در قید داشتیم ۔ اما علامت قوی سلطنت ہمین است که تخت و جاه حضرت یوسف مشروط بحبس بود۔ انشاء الله تعالی برای شما ہم ہمین طور خواہد شد۔ بنابر ہمین امید در زندگی خود ہندوستان بہشت نشان را حواله شما کردیم۔ احکام زایچهٔ ما را که فاضل خان علاء الملک از روز ولادت تا بعد وفات نوشته بحسب تجربه تمامش مطابق واقعه آمده۔ در آن مرقوم است که بعد ازین سلطنت که قاطع عمر سماک رامح و سماک اعزل است و در حلق درجهٔ حائع واقع شده است۔ باید که بادشاہی بیخبری تنگنفسی معدوم الفطری که کلماتش ہمه ناتمام و تدبیرش ہمه خام باشد۔ برای بعض اشخاص اینقدر شادابی که قریب به غرق باشد و برای برخی اینہمه خشکی که بیم زوال باشد، بعمل خواہد آورد۔ این ہمه صفات

TooBaa-Research-Library

حمیده و حالت پسندیده در ذات شما دریافت میشود۔ اگرچه وزیری لایق که در عمل ما پیش آمده است و بہمر سانیده ایم، متعاقب خواہم فرستاد، لیکن چه فائده که چهار رکن سلطنت یعنی اولاد اربعه ہرگز آن بیچاره را بحال خود نخواہند گذاشت که کاری بکند ؟ باوجود این حال ہم باز دست و پای خواہد زد که فی الجمله کار برونق خواہد بود۔ لیکن ہمان قاعدهٔ علم طب است که تا ماده از اعلی بدن نازل نشود ہرچند در اسافل بدن قوت باشد، بالاخره کار بضعف و انحلال بل بفساد و زوال میکشد ۔ درین مقام ہم ہمین صورت است۔ ہرچند که از صحراگردی و ہامون نوردی ما خانه زادان فراغت شعار از مادر و پدر بیزار آرزوی فنائی حیات مستعار ما دارند۔ لیکن بعد از ما زبی تمیزیہا و ناشناسیہائی این فرزند ناقدردان چیزی که برای ما آرزو دارند از خدا برای خود طلب خواہند نمود۔ بہر حال بموجب محبت پدری گفته میشود که آنقدر شور مباش که از دہن بر اندازند۔ و آنقدر شیرین ہم مباش که فرو برند۔ اما این نصیحت ہم غیر مقام بود که شوری اصلا در آن فرزند نیست حق برادر عزیز است، و حصه بینمکی نصیبهٔ آن فرزند وافر تمیز۔ حق سبحانه ہر دو برادر را در کمال اعتدال داراد۔ آمین یا رب العالمین۔

۱۲۔ نقاره زدن ضابطه بادشاہان است

از واقع کابل بعرض رسید که بادشاہزاده محمد معظم در وقت عدالت امر نمودند که چهار طبل بزنند۔

شرح دستخط خاص عمدة الملک مدار المهام حسب الحکم بنویسد که بجائی چهار طبل چهار دہل بزنند۔ (d) در عدالت نقاره زدن ضابطهٔ بادشاہان است۔ اگر خدا خواہند داد خواہید شد۔ اضطراب چرا؟

۱۳۔ محمد معظم در جامع مسجد کابل

از نوشته ہرکاره صوبه کابل بعرض رسید که بادشاہزاده محمد معظم بہادر شاه در مسجد جامع

(d) در نسخه N که غرض از طبل ضمنا نقاره زدن عدالت بادشاہی است۔

TooBaa-Research-Library

قنات کشیده نمازهای سنتی بجا آوروند۔ برفرد عرضی دستخط شد که در واقع از ترس وجبن که خلقی آنفرزند است، اینمقدمه بعید نیست۔ باوجود این جبن از ماهم اندکی خوف باید داشت۔ امری که مخصوص سلطنت باشد، چگونه اقدام بان توان کرد؟ اعلیٰ حضرت غفران مرتبت در کار پسران مساہلہ نمودند تا کار بجای رسید که رسید۔ دستخط حاشیه ــ ناظر از خدمت تغیر وصدی کم (که) اصلاً و مطلقاً چیزی از ـ ہمقدمه نوشته۔ محرم خان ناظر دیگر تجویز نماید۔ جاگیر واقع نگار و سوانح نگار بالتمام تغیر نمایند۔ کسی منصب از آن نشد که آئنده بکار خواهد آمد۔ ہرکاره باز زود تحقیق کرده حقیقت را بنویسید۔ اگر واقعی است از صوبه داری تغیر کرده بحضور باید طلبید۔

۱۴۔ از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه

از نوشته ناظر محمد معظم بهادر شاه بعرض رسید که در وقت بر آمدن از چکله سرہند در گوش داروغه فیلخانه چیزی باہستگی فرمودند که غلام آگاه نشد۔ چهار کروه از منزل بر آمده بود که میان دو فیل مست جنگ واقع شد۔ خود بامردم سپاه و بہیرایستاده شده ملاحظهٔ جنگ نمودند۔ بعده فیلبانان ہردو فیلرا جدا کرده روانه شدند۔ لیکن درین جنگ ہیچکدام از ہردو فیل باعث تصدیع و پایمالی خلقت نشد۔

فرد بدستخط رسید که ــ عرض اول از ترس جان بود که اخفا مقدور نبود۔ وثانی که از ہردو فیل ضرری بکسی نرسید شامت طمع که اعمی واحم میگرداند بظہور رسید۔ میر بخشی دوصدی ناظر کم کند و جاگیر بقدر کمی منصب تغیر نماید۔ وعمدة الملک مدار المہام در عوض فرمان حسب الحکم بشاه نادان بنویسد که جنگ فیل مخصوص بادشاهان است۔ باین آرزوہای لاطائل بحاصل بادشاہی زود نخواهد رسید۔ ہرگاه وقت آید و در نصیب باشد خواهد شد۔ آدمی راچیزیکه خراب میکند طلب بیش از قسمت وپیش از وقت است۔ ماراچرا متغیرو خود را مکدر باید ساخت؟

۱۵۔ از وقائع صوبه کابل عرض رسید

از واقع صوبه کابل بعرض رسید که محمد معظم بهادر شاه روز دیوان جایکه می نشیند زیر مسند چبوتره که در زیر زمین بقدر یک گز ارتفاع دارد، درست کرده بر آن نشسته دیوان میکند ۔ فرد بدستخط رسید که

شعر

بهوس کار بر نمی آید
در ہمه کار لطف حق باید
تکیه برجای بزرگان نتوان زد بگذاف
مگر اسباب بزرگی ہمه آماده کنی

عجب که قید چند ساله دماغ پندار آن آماده کبرو حمق را باصلاح نیاورد۔ دو گرزدار شدید رفته از سر دیوان برخیزانند و چبوتره را بشکنند ۔ اگر در وقتی رسند که ایشان بر دیوان نباشند، صبر کنند تا دیوان نمایند و موجب حکم بعمل آرند۔ جزاء بما کانوا یعلمون۔ اعلیٰ حضرت فردوس مرتبت آنقدر تساہل وتغافل باپسران کردند که رئیس مروس گا لمعکوس گردید۔

۱۶۔ عرضی حمیده بانو از صوبه ملتان

حمیده بانو محلدار محل محمد معظم بهادر شاه از صوبه ملتان عرضی کرده بود که اکثراوقات در وقت شب در خلوت خاص که امت الحبیب تشریف میبردند، قلمدان بابیاض ہمراه ست۔ از راه ادب ضابطه نیست که محلدار یا نایب او در آن وقت حاضر باشد۔ در وقت رخصت به این پیر کنیز بالمشافه (فرمودند و) داخل احکام دیگر ہم (نمودند) که ہرگاه قلمدان را طلب کنند در آن مکان این پیر کنیز یا شرف النسا نایب این ضعیفه حاضر باشد۔ حقیقت اینست ۔ درین باب ہرچه حکم شود؟ بدستخط رسید که اگر از راه ادب خلوت خاص نتوان رفت منع قلمدان راچه ادبست؟ بہرحال آینده اصلاً و مطلقاً قلمه ازادر اندرون نباید گذاشت۔ وبناظر حکم رفته که دربیرون ہرگاه ضرور باشد قلمدان را حاضر کند که بقدر دستخط ضروری در پیش ایشان باشد۔ بعد از آن ناظر سربمہر خود نگاهدارد۔ وبفرزند مجهول

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

الحال ناظر بگوید که حبس چند ساله باعث آگاهی نشد که اقدام باین جرأتها میشود۔ الحال ہم چیزی نرفته۔ دوری مانع تنبیه نیست

این گوی و این میدان
ای نافهم هیچ مدان

۱۷۔ محاصره قلعه پرلی

قلعه پرلی چهار ماه در محاصره بود۔ بعد از آن برسات نزدیک رسید۔ در آنجا چنان مقرر بود که هرگز باران بغیر از تگرگ نمی شد۔ بنابر آن در لشکر تشویش عظیم بهمرسید۔ شیخ سعدالله خان معرفت محرم خان عرض کرد که دریک روز صلح میشود اگر بادشاهزاده عالیجاه ناخوش نشوند۔ حکم شد امروز صبر کند فردا جواب داده خواهد شد۔ آخر روز معلوم شد که بادشاهزاده تکلیف مالایطاق در باب مصالحه دارند، وشیخ مذکور بمحض اخراج قلعه دار بمردم بغیر از مال صلح مقرر کرده ست۔ فرمودند کار پخته کند که بمجرد حکم باید که بیرق بلا فاصله برقلعه ایستاده شود۔ چنانچه موافق حکم کار پخته شد۔ فردا در عدالت اول روز به شاه عالیجاه فرمودند که مارا خاطر داشت شما ضرور است واگر نه صلح چندان صعوبت ندارد۔ از دیگری هم صورت میگیرد۔ بعرض رسانیدند که غلام در هرچه کار سرکار والاشود رفیق است۔

فرمودند باز آزرده خواهید شد۔ عرض کردند غلامان را چه طاقت که از پیر و مرشد خود آزرده شوند؟ باز عرض کردند که آن شخص واسطهٔ صلح کیست؟ فرمودند شیخ سعدالله۔ عرض کردند که البته حکم شود۔ چنانچه شیخ سعدالله حاضر نبود بمحرم خان فرمودند که بشیخ مذکور حکم برساند که بزودی بیرق بر قلعه قایم کند۔ بفاصله دو گهری بیرق برقلعه قایم شد و نوبت فتح نواختند۔ اعظم شاه در کمال بیدماغی و تندی عرض کردند که باید که ما غلامان خودها را بزهر هلاک کنیم که این پاجیها مصاحب شدند۔ بادشاه فرمودند که فی الواقع از ما پاجی پرستی شد۔ هردو پاجی را از لشکر اخراج میکنم ۔ شیخ سعدالله به بنگاه برود و شمارا صوبه احمد آباد مقرر کردیم۔ حکم شد که سیادت خان داروغه گرز برداران باهمه گرز داران همراه رفته سه کروهی لشکر در سانپگانو فرود آرد و بدیره رفتن ندهد۔ و خود پرده عدالت

TooBaa-Research-Library

انداخته برخواستند۔ اعظم شاه حیران و متحیر شده توسل بعمدة الملک اسد خان نمود۔ او عرض کرد که دو روز مهلت شود تا اندک باران بایستد۔ حکم شد که نوکران راچه بار که در مقدمه فرزندان عرض کنند؟ اسد خان از عرض خود نادم گردید۔ بهرحال (g) همراه داروغه گرزداران رفته بادشاهزاده بدیره سانپگانو منزل نمودند۔ واز آنجا عرضی کردند که موم جهت موم جامها بهم نمیرسد۔ حکم شد از سرکار والا قیمت داده بگیرند۔ باز عرضی کردند که در طلب نقدی غلام وضع شود۔ دستخط شد (h) که هیچ عاقل نقد به نسیه نمیگذارد۔ تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ زر نقد باید داد و باید گرفت۔ چنانچه بموجب حکم عمل نمودند۔ یکهزار دو صد روپیه فرستاده موم گرفتند ۔

۱۸۔ مکتوب شهزاده محمد اعظم بنام عنایت الله خان

بادشاهزاده محمد اعظم شاه بعنایت الله خان نشان نوشتند که مطلب و مطلوب نشان باید بعرض اقدس برسد۔ سید لعل منصب سه پشتی دارد و در جاگیر غلام که در مندسور است اقدام بشرب خمر و انواع بدعت مینماید۔ حکم شود که جاگیر نامبرده تغیر کرده باین غلام دهند تا رفع مفسده گردد۔

شرح دستخط آنکه کاریکه تعلق بمحتسب دارد بخود گرفتن والتماس تغیر جاگیر نمودن تصرف تازه و بامزه است۔ جاگیر یک پشتی تغیر نمودن محال است۔ چه جائی سه پشتی؟ جاگیر کسی بگفته کسی تغیر نمی شود۔ در نوکری آن بابا سید لعل مساوی و در سیادت طرف ثانی بهزار مرحله زیاده۔ صدر الصدور بمحتسب آنجا بنویسد که بتحقیق وارسیده مفصل معروض دارد۔ الحمدلله که بطور اعلیٰ حضرت اولاد را مسلط ننموده ام که ندامت کشم۔

(g) A.N. ـ همراه گرزداران بادشاهزاده بدیره منزل نمودند۔

(h) A.N. ـ که این نمیشود۔ این نسیه است۔ ما نقدی نوشته ایم تا رسیدن وقت نقدی که زنده و که مرده؟ الحال از خانه خود باید داد و باید گرفت۔

TooBaa-Research-Library

۱۹- مردمی در خود شکنی است نه که در تهور و بیباکی

از وقایع فوج محمد اعظم شاه بعرض رسید که بی ملاحظه برای دیدن قلعه پرناله بطرف مورچال میروند- هرچند ناظر و محلدار منع میکنند بگفته آنها ممنوع نمیگردند- وهمین طور از نوشته ناظر و محلدار هم بعرض رسید- دستخط شد عجب از آن فرزند که صحبت ما هیچ اثر نکرده- از احتیاط و دوربینی هزار مرحله دور افتاده- الحزم سوء الظن بخاطر نیاورده- واز آیه ولا تلقوا بایدکم الی التهلکه بهره نیافته- شعر

مرغیکه زیرک است درین بوستان سرا
گل را خیال چنگل شهباز میکند
خون میچکد ز زخم نمایان زخنده اش
کبکی که بیملاحظه پرواز میکند
از صحبت نیکان نشود طینت بد نیک
بادام همان تلخ برون با شکر آید

مردی در تهور و بیباکی نیست بلکه در خود شکنی است-

کمال مردی و مردانگی است خود شکنی
ببوس دست کسی را که این کمان شکند

۲۰- سزائے بدسلوکی

بهروز خان ناظر دیورهی محمد اعظم شاه بعرض رسانید که بادشاهزاده بانور النسا محلدار بدسلوکی کردند چنانچه در باغ بادشاهی احمد آباد همراه نمی برند- محلدار بیرون چتهی فرستاده منع سواری نمود- چنانچه غلام آمده بغیر امر سواری بادشاهزاده راموقوف کرد- ایشان محلدار را از مجلس بیرون کردند- دستخط شد که منصبداران متعینه و خواجه قلیخان بافوج خود و راجه نرور متفق شده مانع سواری و دیوان شوند تا حکم حضور برسد- روز دوم که این خبر به بادشاهزاده رسید عرضداشت معرفت بادشاه بیگم خواهر خود فرستاده عفو جرایم درخواست کرده- رضانامه بمهر ناظر و محلدار فرستادند- عرضی بدستخط خاص رسید که تغیر محال را

TooBaa-Research-Library

موقوف کردیم- لیکن اگر تعزیر بمال هم نشود باز هم جرأت باین طور امور باقی میماند- تعزیر این جریمه پنجاه هزار روپیه از نقدی آن فرزند ناعاقبت بین پواج نشین بی تمکین داخل خزانهٔ عامره نمایند-

۲۱- معاوضه نقصان

از روی سوانح احمد آباد صوبه داری محمد اعظم شاه بعرض رسید که جاناجی دالیه ناسردار غنیم در چهل کروهی احمد آباد در شاهراه سورت سوداگران را تاراج نمود- این حقیقت بشاه عالیجاه از روی اخبار معلوم شد- فرمودند که در فوجداری امانت خان متصدی سورت بوده- مارا کاری نیست-

برفرد سوانح دستخط شد- پنج هزار از اصل منصب کم و بموجب اظهار تاجران زر نقد از وکیل ایشان بگیرند- اگر غیر بادشاهزاده میبود بعد تحقیق حکم شد- برای بادشاهزاده سزا عدم تحقیق است- زهی بادشاهزادگی که خود را کمتر از امانت خان بدانند! هرگاه در حالت حیات ما دعوئی وراثت ملک داشته باشند پس چرا در حیات (ما) امانت خان را شریک میراث (نه) گردانند؟

بیت

دردی که با دوا نشد آنرا علاج نیست
آنرا که عقل نیست بهیچ احتیاج نیست

۲۲- عرض اعظم شاه در عدالت

محمد اعظم شاه در عدالت برای مطلبی عرض میکردند- چون جواب موافق مدعا نیافتند بیدماغ شده قدم پیش گذاشتند آن قدر که پای ایشان بر مسند آمد- حضرت مکدر شده پرده عدالت انداخته برخاستند و حکم منع مجرا شد- کسی دیگر را طاقت شفاعت نبود- شاه سلیم الله عرض کرد که قدم پیش گذاشتن بادشاهزاده از راه جرأت نبود بلکه از راه غفلت بود- من عفی واصلح فاجره علی الله- در پائین آیه دستخط شد-

TooBaa-Research-Library

از ساحل نجات بحر فنا فتاد
از حد خود کسی که قدم پیشتر گذاشت

۲۳- طنز اورنگ زیب به محمد اعظم

محمد اعظم شاه ازین راه که سبک مزاج و بد زبان بودند جناب مقدس را بجمعه کناس که خدمت دیوان خاص میکرد منسوب کرده بودند۔ این خبر بسمع مبارک رسیده بود۔ روزی بصحن دیوان خاص جاروب میکرد۔ بطرف اعظم شاه متوجه شده فرمودند که بابا این خاکروب چهار پسر دارد۔ عرض کردند که یک پسر دارد۔ آنهم طفل است۔ ارشاد شد غلط میگویند۔ من اینقدر خبر دارم که ازین یک پسر بولایت هم رفته است۔ از شنیدن این سخن اعظم شاه مدعا فهمیده نهایت انفعال کشیدند و پیش همشیرهٔ خود زینت النسا بیگم گله کردند که حضرت اصلاً رعایت و حرمت والده صاحبه من نکردند که پدر من جمعه خاکروب را قرار دادند۔ فرمودند ملی بابا شما اصلاً رعایت و حرمت اعلیٰ حضرت نکردند که پسر او جمعه کناس مقرر کردند۔

۲۴- عرضی صوبه دار احمد آباد

از وقائع همراهی محمد اعظم شاه که صوبه دار احمد آباد بودند (بعرض رسید وایشان هم) عرضی نمودند که بسبب طول آزار که مدتی تب ربع بوده باوجود که زیاده بر دو ماه است که بالکلیه برطرف شده نقاهت بحدیست که طاقت حرف زدن نمانده۔ امیدوار است که ازین صوبه طلب حضور شود که بهر صورت بعد از سعادت قدمبوس جان ناتوان نثار سازد۔ شرح دستخط حافظ حقیقی در همه حال نگاهبان آن ثمرة الفواد باد۔ در چنین نقاهتی رخصت حرکت و آمدن خالی از بیدردی نیست۔ بیت

بالاتر از وصال شمارد خیال را
شکر خدا که دیدهٔ ما ناسپاس نیست

این پیر ضعیف و این بیچاره نحیف بغیر از درد سری بصد درد مبتلاست لیکن تحمل را شعار

TooBaa-Research-Library

شعر

در مشرب جمعی که مهیای رحیل اند
هر رنجش بیجائی فلک لطف بجائیست
ما حوصلهٔ درد نداریم دگرنه
هر درد که روزی شود از غیب دوائیست

گاهی که بانفس شوم ملوم بسخن می آید میگوید که بغیر دل که عزیز و نگاه داشتنی ست جهان و هرچه دروهست و گذاشتنی ست چه بستهٔ بزمین و زمان دل خود را که گذشتنی ست۔ و زمین و زمان گذاشتنی ست۔

ترا بخاک زند هرچه را بر افرازی
بغیر سرایت اشکی که برفراشتنی ست

۲۵- به سلسله شهزاده کام بخش

از نوشته ناظر و وقایع نگار همراهی بادشاهزاده محمد کام بخش بعرض رسید که بعد از فتح قلعه جنجی خان نصرت جنگ در باب کوچ و مقام باحتیاط برای اینکه زیاده از پنجاه هزار سوار غنیم در اطراف بود بپادشاهزاده عرض کردند۔ ایشان بدرشتی پیش آمده فرمودند که من اختیار دارم هرگاه خواهم کوچ کنم۔ تا آنکه کار بناخوشی رسید۔ خان مذکور ترک مجرا دربار کرده در سر سواری مجرا مینمود۔ تا آنکه روز چهار شنبه نهم ذی قعده وقت دوپهر که در دیره خود فرود آمده بودند۔ چیله برای طلب خان مذکور فرستادند۔ او در آمدن تعطیل مینمود۔ چهار چیله پی در پی آمد۔ درینضمن هر کاره هائی او خبر آوردند که باکوکهٔ خود تدبیر گرفتن و محبوس نمودن شما کرده اند۔ و نیز از نوشته ناظر معلوم شد که این سخن واقعی است۔ خان مذکور ارباب تحریر را طلب نموده آنهارا شاهد گرفته خود با راو دلپت بندیله سوار شده در اندرون جالی فیل سوار آمده سراپچه دیوانخانه را بخرطوم فیل کشید۔ ایشان که این حالت دیدند خواستند که خود را به محل سرار سانند۔ راو دلپت آمده هر دو دست ایشان را گرفته بسر آستین کشیده نزد فیل خان مسطور آورد۔ خان مزبور اشاره کرد که بر فیل خود بنشاند۔

TooBaa-Research-Library

چنانچه بهمین طور چهار کوچ شده و شب و روز همراه راو دلپت میباشند. ودر خیمهٔ او میگذرانیدند. بعد معروض فرد بدستخط مقدس رسید. شعر

پرستار زاد نیاید بکار
اگرچه بود زادهٔ شهریار

حضرت نوح علی نبینا و علیه السلام به پسر ناخلف چه علاج کردند که من توانم کرد؟ خان نصرت جنگ بیفرهنگ نیست. هرکه او را بد گوید از بدان است. برای آوردن آن نابکار سر دفتر اشرار تا بیجاپور خان نصرت جنگ همراه باشد. بعده بعمدة الملک حواله نماید. و فرمان بصوبه دار بیجاپور بفرستند که هزار سوار همراه داده روانه حضور نماید. و خان نصرت جنگ برای محافظت ملک جدید از قلعه جنجی وغیره برود. هرگاه فرمان صادر شود خواهد آمد. در حاشیه عرضی دستخط شد که برای پسر که بمنطوق آیه عدو لکم دشمنی ثابت و متحقق است. باد دست خود که نوکر خوب یکی از آنجمله است که احباء ک ثلاث چرا بر هم باید زد؟ خصوص نسبت قریب که پسر خاله است و رعایت صلهٔ رحم لازم.

(در نسخه N عبارت ذیل زاید است)

در حاشیه نوشته بود. کلام افلاطون احباء ک ثلاث من شرک فی ملکک و فی محنک و فی سفرک. دوستان توسه نفراند. هرکه شریک نمک تو باشد و هرکه شریک محنت تو باشد و هرکه شریک سفر تو باشد.

۲۶- به سلسله بیدار بخت

از نوشته ناظر همراه بیدار بخت بهادر بعرض رسید که برای فتح قلعه سنسنی تعلقه راجه رام جاٹ سابق تقید بسیار داشتند. الحال چنان معلوم شد که پیغام زبانی باو دادند ظاهرا دختر برادر خود داده از قلعه بدر میرود. فرد بدستخط رسید که مضایقه ندارد. دختر دادن هم علامت انقیاد است. از قلعه بیرون میرود. از ملک بادشاهی کجا خواهد رفت؟ لیکن. شعر

چه مردی بود کز زنی کم شود
مطیع زنان بدتر از زن بود

TooBaa-Research-Library

تربیت فرزندان تعلق بآبا دارد نه باجداد. شاه عالیجاه از مسابله و محبت والدهٔ مرحومه ایشان کار باینجا رسانیدند. ضیق حال که تعزیر بمال است برای عاقلان اعظم وبال و نکال است. یکسال جاگیر نصف و منصب تغیر.

۲۷- دربارهٔ شمس النساء

از نوشته ناظر همراهی بیدار بخت بهادر بعرض رسید که شاه زاده همیشه با شمس النساء دختر مختار خان کمال عنایت و محبت داشتند. درینولا بر خلاف طور همیشه اکثر ناخوشی مینمایند. چنانچه یکروز فرمودند که دختر پاجی را نمیرسد که با سلاطین این همه غرور داشته باشد. چنانچه شمس النساء در جواب گفت. اگر خواهند مرا بکشند دیگر با شما حرف نمیزنم. لهذا از آن روز با شاهزاده حرف نمیزند. بر فرد عرضی دستخط شد. شعر

صبح دم مرغ چمن با گل نوخاسته گفت
ناز کم کن که درین باغ بسی چون تو شگفت
گل بخندید که از راست نرنجم ولی
هیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

بنور الابصار واضح باد که در ایام جوانی که باصطلاح پواج مصاحبان شما جوانی دوانی گوید. مارا هم در آن ایام این تعلقی با شخصی که نهایت تبختر داشت بهمرسیده بود. تا حیات محبت او را بانجام رسانیدیم. و گاهی آزرده نکردیم. دیگر آنکه با سادات لفظ پاجی گفتن محض پاجی گریست. کسی اگر سید را پاجی بگوید البته پاجی نخواهد شد. اگر از نوشتهٔ محلدار و ناظر رضامندی آن سیده نشود. بعتاب بلکه عقاب گرفتار خواهید شد. جزاء بما کانوا یعلمون.

۲۸- قصه نصرت جنگ

ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ در وقتی که از فتح جنجی آمده چهار کروهی اردوی معلی در پرناله رسیده بود، سربراه خان کوتوال بعرض رسانید که فرمان در باب تنبیه مخذولان که

TooBaa-Research-Library

بطرف بنگاه آواره شده اند صادر شده و خان مذکور متصل اردوی معلی رسیده. حکم شد که دستک در آمدن در لشکر ندهد و یار علی بیگ که وکیل خان نصرت جنگ است این مقدمه را باو بر نگارد. صبح روز دوم بغیر دستک داخل اردوی معلی شد. پروانگی دیوان خاص طلب کرد. حکم فرمودند که ترکش و کیسه در کربسته و کمان بر دوش و بندوق در دست بحضور بیاید. و برخلاف سابق که پالکی تا جالی دیوان خاص می آمد امروز اندرون جالی نزدیک بردو راوتی دیوان خاص پالکی را بگذارد. یار علی بیگ این عنایت تمام عتاب را مفصل نوشت. چنانچه از کلال بار پیاده شده تمام سلاح از خود دور کرده عازم حضور شده در راوتی سر دروازه دیوان خاص آمده نشست و انتظار حکم حضور داشت. تا دو گهڑی بسکوت و تغافل گذرانیدند بعد از آن رخصت آمدن شد. اراده قدمبوس نمود. پای راست دراز کردند. از تشویش و اضطراب زانوی خان نصرت جنگ بمسند رسید. این معنی ناخوش آمد. از کمال کرم و عنایت دست بر پشت او وسانیده فرمودند. چون مدتی در بیرون نمابود دید ضوابط حضور فراموش کردید.

زاغ دم سوی شهر و سر سوی ده

دم آن زاغ از سر او به

بعد ازاں رو بطرف بهره مند خان کرده فرمودند که چه معنی دارد که خانه زادان بسبب رفتن بیرون آداب را فراموش کنند؟ ظاهرا درباره خان مذکور تفاوت شده است. محرم خان را حکم شد که عینک آورده بدست خود بر بینی خان مذکور بگذارد. و تاکید شد که همین طور بخانه رود. وازین راه که عنایت حضور است تا سه روز باید که عینک گذاشته بدستور خلعت بدربار می آمده باشد. چون خان مذکور این رسوای را مشاهده کرد بوقت شب بوساطت امیر خان داروغهٔ خواصان رخصت به تنبیه غنیم حاصل نموده. بعد از نماز عشا عینک گذاشته آمده در تسبیح خانه رخصت شد.

۲۹- مزید دربارهٔ نصرت جنگ

ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بموجب حکم متعقب، هنونت نا سردار ضلالت آثار فته بود. بحسب اتفاق عبورش از دو کروهی اردوی معلی شد. عرضی نمود که اتفاق

TooBaa-Research-Library

چنین رویداده که اتصال لشکر ظفر اثر عبور شد بغیر از ملازمت گذشتن خلاف ادب میداند. عرضی بدستخط مقدس رسید که دو امر خلاف ادب بظهور رسیده. یکی آنکه چرا چنین کرد که اشقیاء از نزدیکی معسکر معلی عبور کردند؟ این خالی از سوء ادب نبود بلکه احتمال تحریک بود دوم آنکه بکار مامور نپرداختن و برخلاف آن عرض کردن بخلاف اطاعت بعمل آمده. اطیعو الله واطیعو الرسول واولی الامر منکم -

۳۰- جنگ جوی خان دکهنی

از وقائع فوج ذوالفقار خان بهادر نصرت جنگ بعرض رسید که جنگ جوی خان دکهنی که بمنصب پنجهزاری سرفراز ست نقار های او بر گاو میشان بار کرده اند. از راه فساد منشی میگوید که همراه نقار های نوبت خان نصرت جنگ برابر برود.

شرح دستخط آنکه مارا چه مضایقه و خان نصرت جنگ را درین باب چه منع؟ هرگاه آن رئیس جماعه علیه اللعنة والنکال تشهیر خود را که عین رسوائیست نفهمیده اگر پیش پیش هم برود عین مطلب است. برابر رفتن هم کم فضیحتی نیست.

۳۱- عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن

از سوانح نصرت جنگ بعرض رسید که زندان خان دکهنی که چهار هزاری بضابطه دکهن سرفراز شده ازین راه که در کارهای بادشاهی جانفشانی میکند اگر زیاده ازین هم تفضل شود بجا است. و بهمین مضمون خان نصرت جنگ هم عرضی نوشته. شرح دستخط لفظ جانفشانی محض عبارت و انشا است. مقرر اگر جانفشان میبود تا حال چرا زنده میبود؟ و رعایت اینجماعه عقرب در دست گرفتن و مار در بغل داشتن است. الکوفی لایوفی.

۳۲- کاری که باعث ملامت دنیا و موجب شقاوت عقبی است

از سوانح صوبه (a) خاندیس بعرض رسید که سید (b) حسن علی خان بهادر در جنگ

(a) در A نادیر — در B احمد آباد — در R نادیر

(b) در هردو نسخه حسین علی. لیکن در عهد عالمگیر حسین علی در دکهن تعین نبود بلکه برادر کلانش حسن علی اخو مخاطب به قطب الملک.

TooBaa-Research-Library

ہنوت ناسردار ضلالت آثار کمال تردد نمودہ بنگاہ او تاخت و تاراج کردہ۔ برادر زادہ جاناجی را زندہ گرفتہ بشرف اسلام در آورد۔ و ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کہ برای تنبیہ دھنا جادوئی مفسد ازاین راہ عبور نمودہ۔ تجویز اضافہ برای ہر دو برادر کردہ تجویز نامہ بحضور در داک فرستاد کہ اصل و اضافہ برادر کلان ہشتصدی است ہزاری شود۔ و برادر خورد کہ ہفتصدی است نہصدی گردد۔

بہر فرد دستخط شد کہ آفرین چرا نباشد؟ سادات منبع السعادت ہمین معنی دارند کہ در اعانت دین متین جد خود حضرت سیدالمرسلین از جان کوشش نمایند۔ برای ہر دو برادر دو خلعت از تو شکخانہ خاص بادو خنجر یشم سادہ بعلاقہ مروارید بدست (گرز بردار) بفرستند۔ و عمدۃ الملک حسب الحکم تحسین و آفرین فراوان نوشتہ ارسال دارد۔ بہر عرضی دستخط شد کہ تجویز اضافہ از آن خانہ زاد مزاجدان بسیار بموقع شد۔ عدم استمالت ارباب سیف از سرداران حیف است کہ نشود۔ لیکن قبول اضافہ یکدفعہ مشکل۔ محبت با سادات رفیع الدرجات جزوء ایمان است بلکہ عین عرفان۔ و عداوت باین فرقہ مستوجب دخول نیران و سخط حضرت رحمان۔ لیکن کاری نباید کرد کہ باعث ملالت دنیا و موجب شقاوت عقبی گردد۔ ارخاء عنان با سادات بارہہ وخیم العاقبت است یعنی بد انجامی۔ ازین راہ کہ این جماعہ باندک ترفہ و ترقی لاف انا ولا غیری زدہ از جادہ صواب انحراف ورزیدہ۔ نظر را بلند داشتہ باعث بستگی میگرداند۔ اگر بہ تغافل بگذرد کار دنیا مشکل میشود۔ و اگر بتدارک رسد در آخرت پای در گل میگردد۔

۳۳۔ دربارۂ غازی الدین خان

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کہ میر شہاب الدین نام داشت، در اول کہ از ولایت آمدہ پدرش عابد خان در دارالخلافت در اثنای سواری زیارت حضرت قطب الاقطاب معرفت سربلند خان بخشی ملازمت کنانیدہ۔ بمنصب سیصدی سرفراز شد۔ بعد از آنکہ باجمیر رفتند ہیچ یک از قراولان برای گرفتن خبر محمد اکبر کہ درمیان راجپوتان رفتہ بودند، راضی نمیشد۔ میر شہاب الدین عرض کرد کہ غلام را قبول است۔ او را

TooBaa-Research-Library

خلعت و اضافہ دو صدی دادہ فرستادند۔ روز چہاردم خبر رسیدن او بچوکیداران گرد لشکر رسید۔ و او ہم عرضی کرد کہ غلام خبر واقعی گرفتہ آمدہ است۔ زود حکم داخل شدن در لشکر بشود کہ معروضہ دارد۔

بر فرد عرضی دستخط شد۔۔ مصرع

چون لعل ہر کہ خون جگر خورد و صبر کرد
زیب کلاہ افسر اقبال میشود

البتہ کوتوال دستک در آمدن لشکر بدہد۔

۳۴۔ سزائے قطاع الطریق

از وقائع فوج خان فیروز جنگ بعرض رسید کہ محمد عاقل نامی را بعلت قطاع الطریق بر سر دیوان بقتل رسانیدند۔ شرح دستخط خاص عمدۃ الملک مدارالمہام بخان فیروز جنگ بی فرہنگ بنویسد کہ بر قتل کہ عبارت از ہدم بنیان الٰہی است بغیر از حجت شرعی اقدام نمودہ۔۔ وای بر آن روز کہ وارث بہم رسد و دیت قبول نکند۔ این نحیف را بغیر از حکم قصاص چہ چارہ کہ ترحم در حدود ممنوع نص کلام اللہ است؟

ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ۔

۳۵۔ غازی الدین خان و بزرگان ایشان

از وقایع غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بعرض رسید کہ خان مذکور در احکامی کہ باطراف مینویسد مقرر کردہ کہ حسب الارشاد کرامت بنیاد بنویسند۔ دستخط شد کہ مضایقہ ندارد۔ بزرگان ایشان درویش و خانقاہ نشین بودند۔ فقط حسب الارشاد را قبول کردیم۔ ہفت ہزاری کرامت نمیدارد۔ مقرر کردیم کہ من بعد نثاری کہ در جشن جلوس باعیاد میفرستند بعرض قبول نرسد۔ بعد از آن کہ این خبر بغازی الدین خان رسید عرضداشت نمود کہ التائب من الذنوب کمن لاذنب لہ والمعتوب بالتقصیر فقد عفی اللہ عنہ القلیل والکثیر۔ بر عرض داشت دستخط شد۔ من عفی واصلح فاجرہ علی اللہ ومن عاد فینتقم اللہ منہ۔ ترجمہ این آنست کہ ہر کہ عقود ملامت باصلاح آرد پس

TooBaa-Research-Library

اجر او بر خداست۔ و ترجمہ عبارت دویم آنکہ ہر کہ بہ تقصیر خود معاودت کند خدا تعالی ازو انتقام میگیرد۔

۳۶۔ عرض حامد خان

از سوانح فوج حامد خان بہادر برادر غازی الدین خان فیروز جنگ بعرض رسید کہ بی عطای حضور نقارہ و نقار خانہ ہمراہ دارد و نوبت ہر روز بدستور جشن مینوازد۔ فرد بدستخط رسید کہ برادر خان فیروز جنگ مجہول نیست کہ اینطور جرأت نماید۔ معلوم میشود کہ ہر روز در خانہ او شادی است۔ ہرگاہ در نوبت نواختن شادی ارذل را احتیاج بعنایت حضور نباشد۔ در اینجا چہ در کار است؟ آیندہ نباید کہ سوانح نگار از راہ عداوت این طور شکوہ او نویسد۔ آفرین بر صبر او کہ باوجود منصب چہار ہزاری و خطاب بہادری نظر بر قلت عقل او نمودہ بانوبت عطانکردہ ایم و او ہم گاہی عرض نکرد۔

۳۷۔ خان جہان بہادر صوبہ دار لاہور

خان جہان بہادر کہ صوبہ دار لاہور بود، وقت مراجعت تعدی بر سکنہ آنجا بسیار کردہ چنانچہ از سوانح بعرض رسید۔ روز ملازمت فرمودند کہ مارا بشما این گمان نبود۔ بدتر از ہمہ آنکہ در جاگیرات تعلقہ لاہور بدعت چند قرار دادہ اند کہ ہمیشہ باقی خواہد بود۔

شعر

ظالم بمرگ دست نمیدارد از ستم

آخر پر عقاب پر تیر میشود

۳۸۔ دربارۂ پدر سربلند خان

سربلند خان میربخشی کہ پدرش از خواجہ زادہای معتبر بخارا بود و حضرت رعایت خاطر او بسیار مینمودند۔ گاہی کہ گلہ از و میفرمودند ہمان بود کہ از اقوال او (a) خیلی بوئی

(a) در N ۔ شما۔

TooBaa-Research-Library

(b) ایرانیان معلوم میشود۔ نامبردہ روزی عرض کرد کہ در بخارا اکثر سادات بخاری این مذہب دارند۔ اثر صحبت آنہا است کہ بندہ رعایت باہل ایران بسیار میکنند۔ چنانچہ صوبہ داری کابل برای فلان امیر تجویز کردہ ام۔ بر فرد عرضی دستخط شد کہ عرضی آن فدوی معتمد قبول فرمودیم۔ از توشکخانہ خلعت شش پارچہ بدہاند۔ جواہر و اسپ و فیل ہم موافق ضابطہ عنایت خواہد شد۔ لیکن این معنی در یاد باشد کہ ازین مرد این خدمت سرراہ نخواہد شد۔ حق سبحانہ تعالی انجام بخیر نماید (c)۔

(b) در N بوئی تشیع می آید۔ جواب میداد کہ بلی حضرت در بخارا اکثر سادات بخاری این مذہب دارند۔ اثر ہمان صحبت است لیکن بندہ ہنوز در آن مذہب مستحکم نشدہ۔ از ضعف طالع دست ازین برداشتہ و بآن نرسیدہ۔ حضرت تبسم نمودہ جواب نمیدادند۔ بنا بر آن رعایت اہل ایران بسیار مینمود و در کارہا ایرانیان سعی بسیار میکرد چنانچہ خدمت صوبہ داری الخ۔

(c) در نسخہ N ــــ کہ باعث رسوای و فضیحت نشود کہ سالہا از آن حکایت کند۔ گمان این شخص پر زور و گمانش در حق خود بکمال اعتماد و غرور۔ افلاطون باسکندر نوشتہ بود کہ ریاست راشدتی باید بی عنف و رخوتی باید بی ضعف۔ و این عزیز القدر در نہایت تختی و یکپہلو گری است کہ کجدار مریز را ہرگز نمیداند۔ و معہذا در نہایت صداقت و سادگی است کہ اصلا مکر و حیلہ را نمی فہمد۔ و حکومت بغیر حیلہ نمی شود۔ ظاہر عبارت حدیث شریف کہ الحرب خدعہ واقع شدہ۔ بموجب علم اصول (عدالت) جزئیات بسیار دارد۔ اغلب کہ فنون ریاست در ہمین کلی باشد۔ در ایامی کہ عازم صوبہ داری دکہن بودیم در برہانپور با درویشی صاحب تکسیر ملاقات شدہ بود۔ بعضی از نکات آن علم از استاد فرا گرفتہ شد۔ خود ہم گاہی تصرفی نمودہ می شد۔ چنانچہ در قواعد تکسیر مقرر است کہ حروف مشترکہ از سطور تکسیر اگر حذف کنند مضمونی بالفظی کہ افادۂ معنی کند بر می آید۔ چنانچہ از حکومت و حیلت اگر دو سطر کردہ حروف مکرر را حذف کنند۔ کل۔ یوم۔ و ملیک بر می آید۔ بتقلب ملیک کل یوم میشود۔ یعنی حکومت کہ با حیلت باشد مدام و مستقیم میباشد۔ و صاحبش مالک آن میگردد۔ و نزد عوام کالانعام مکر و حیلہ بسیار مذموم است۔ ہرگاہ حق سبحانہ در کلام حمید مجید خود مکر را بہ ذات مقدس منسوب نمودہ کہ واللہ خیر الماکرین۔ پس حیلہ را مذموم داشتن خلاف نص است۔ معہذا در صوبہ داری کابل حسرو عمدہ

TooBaa-Research-Library

۳۹ـ امور دنیارا بامذهب چه نسبت

محمد امین خان که اول از ولایت آمده، باعتبار آنکه پدرش در وقت فتح بلخ باحضرت عالمگیر عقیدت داشت و نیکو خدمتی نموده بمنصب پانصدی سرفرازی داشت۔ و بمرور ایام در ترددات باغنیم لیم عاقبت و خیم و آوردن کمی از ستاره وغیره و آوردن رسد از اطراف و آمد و رفت در همه مورچال محل تحسین و آفرین شده۔ بدفعات اضافتها یافته تا سه هزاری دو هزار سوار منصب و صاحب نوبت شده۔ ازین راه که میخواستند که خان مذکور چندگاه در بیرون باشد و نوبت نوازند حکم شد که از روی سوانح معلوم شده که خزانه بنگاله از نربدا عبور شده۔ شارفته درجخته بنیاد مقام بکنید۔ وفی الحال از ترددات آسایش شود۔ و نوبت که عنایت شده بخاطر جمع بنوازید۔ بعده کاتی که پوشیده بودند عنایت کرده رخصت کردند۔ بعد مراجعت و آوردن خزانه و جنگ کردن بامرهتای بیجیا و فتحیاب شدن۔ وزر سرکار بسلامت رسانیدن اسپ باساز طلا و خنجر باعلکی و خلعت خاص پوشیده خود بدولت عنایت کردند۔ وقتیکه تفضلات متواتر مشاهده نمود عرضی معرفت محرم خان از نظر مبارک گذرانید که نظر بر عبودیت و قدم خدمت که پیر غلام در بلخ کرده۔ این فدوی امیدوار عنایات بود۔ ازراه کثرت اعدا و قلت اصدقا جرأت بعرض مطالب خود درین مدت نه نموده متوکلاً علی الله این عرضی کرده است۔ نقل عرضی پیر و مرشد عالم و عالمیان سلامت ــ هردو خدمت بخشی باایرانیان بد مذهب دیو صفت مقرر است۔ اگر یک بخشیگری باین قدیم الخدمت مرحمت شود باعث تقویت دین و انتزاع کار از کفرهٔ لعین خواهد بود۔ آیهٔ یاایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔

بر فرد عرضی دستخط شد که آنچه از قدم خدمت خود نوشته بیان واقع است۔ بقدر مقدور قدردانی بعمل می آید۔ و آنچه از بد مذهب ایرانیان نوشته امور دنیارا بامذهب چه نسبت؟ و

(جزوه عمده؟) این شیوه است۔

من آنچه شرط بلاغتست با تو میگویم
تو خواه از سخنم پند گیر و خواه ملال

TooBaa-Research-Library

کارهای نسبت را بتعصب چه دخل؟

لکم دینکم ولی دین۔ اگر همین قاعده مقرر میبودی بایست که جمیع راجها و تبعه آنها مستاصل میکردیم۔ اختیار تغیر قابلان نزد عقلا مذموم است۔ استدعای یک بخشیگری که نموده اند التماس آنفدوی بموقع بود که منصب لایق این خدمت دارند۔ سببی که مانع است (آنست) که جماعه تورانی که برادران همشهری بزرگان ما اند یعنی متعینان آنفدوی ـــ بمضمون ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة ـ یعنی میندازید خود را بدستهای خود در هلاکت۔ در عین گیر و دار مراجعت را معیوب نمیدانند۔ اگر در آوردن کمی این حالت رو دهد چندان مضایقه ندارد۔ لیکن در عین کارزار سخت مشکل است۔ اگر عیاذاً بالله از همراهیان حضور این صورت واقع شود دریک لحظ مقدمه تمام و حکایت بانجام برسد۔ اگر درین امر مجرب و آزموده انکاری داشته باشد مفصل معروض دارد۔ و جماعه ایرانی خواه ولایت زا خواه هندوستان زا که بجهل مرکب مشهور اند، بصد مرحله ازین حرکت دور اند۔

شعر

انصاف بده که جهل آن مردم زشت
بهتر ز هزار عقل روباه سرشت
یک عقل کفایت است یک لشکر را
در چشم خصم زدن زاله محشت

۴۰ـ استعفاء حمید الدین خان

یار علی بیگ از زبانی هرکاره عرضی نمود که حمید الدین خان بهادر با محمد مراد قول گفتگو نموده۔ محمد مراد گفت۔ ای مردک تو هم چیله و من هم چیله ـ ازین راه حمید الدین خان استعفاء منصب کرده نزد بهره مند خان میر بخشی فرد استعفاء فرستاده۔ شرح دستخط آنکه مردک گفتن دشنام نبود تصغیر است یعنی مرد خورد۔ ارباب دنیا بالتمام مرد کلان نیستند ـ شاید خان بهادر را از چیله گفتن ننگ آمده باشد۔

TooBaa-Research-Library

شعر

میدرد پرده خوذ پیشتر از پردهٔ او
هر که باکم زخودی دست و گریبان گردد
بر سنگ خار زد گهر آبدار خویش
هر عاقلی که بحث بناقص عیار کرد

۴۱ - شاه نواز خان

در سنه ی و دو میرزا صدرالدین محمد خان صفوی که آخربا بخطاب شاهنواز خان سرفراز شده بود، بسبب عرض بیجا زمنصب برطرف شد۔ چهل هزار روپیه سالیانه مقرر فرموده بودند۔ بعد از یک سال حقوق پدر ایشان میرزا سلطان صفوی که در جنگ دارا شکوه نهایت استقامت نموده بود، بیاد آمد۔ فرمان عاطفت بنیان مشتمل بر طلب با خلعت خاص بدست گرز داران فرستادند۔ خان مذکور فرمان را گرفته بوسید و خلعت را پوشیده آداب بجا آورده عرض کرد که بسبب اختلال حال که از مدتی بی منصب بوده قادر بر نگاه داشتن جمعیت نیست که تواند بحضور برسد۔ انتظار قافله بنگاله دارد۔

شرح دستخط

شعر

بوی گل و باد سحری بر سر راه اند
گر میروی از خود به ازین قافله نیست
فریاد که اسباب گرفتاری دل را
چون حلقهٔ زنجیر زهم فاصله نیست

در ظاهر صورت عذر بجا و در حقیقت سستی دل و تنگی۔ یا حق سبحانه تعالی همه ست قدمان را راه نماید۔

۴۲ - میرزا معز [illegible] موسوی

به بهره مند خان که در آن ایام بخشی بود، حکم شد که موسوی خان عرف میرزا معز

TooBaa-Research-Library

فطرت از راه غروریکه دارد عرض مطلب هرگز نمیکند و در نهایت پریشانی میباشد۔ تا او عرض حال نکند از ما توجه نخواهد دید۔ باید که پیغام رسانیده در جواب عرض او آورده در نظر بگذراند۔ چنانچه بعد از پیغام موسوی خان عرضی نمود علمک بحالی حسبی عن مقالی۔

شعر

در طلب ما بیزبانان امت پروانه ایم
سوختن از عرض مطلب پیش من آسانتر است
شد از غرور غلامی زبان عرض خاموش
مرا بره خط این صوابها انداخت
از موج فیض بحر کرم را قرار نیست
اهل سوال بیهوده ابرام میکنند

بدستخط مقدس رسید که در واقع راست نوشته۔

شعر

بیزبانی میکشاید بندهای سخت را
در قفس طوطی زمنقار سخنگوی خود است

لیکن ــــــ

هیچ مردی درپی اصلاح خوئی خویش نیست
هر کرا دیدیم در آرایش خوئی خود است

بموجب حدیث السلطان ظل الله۔ هرگاه سلطان عصر با نوکران خود التجا مطلب او کند او جواب باین خوبی دهد۔ از اخلاق بعید است که التفات بحال او نشود۔

۴۳ - اجرت بلا خدمت

مخلص خان درباب سلطان محمود که از نجبای سادات مشهد مقدس بود و نهایت پریشانی حال داشت و خانمذکور را بسبب مذکور اعتقاد تمام بود۔ عرضی برای اضافه اینکه نصف طلب نقدی و نصف جاگیر باشد نمود۔

TooBaa-Research-Library

دستخط شد۔ من عمل صالحاً فلنفسه و من اساء فعلیها ۔ از صلاح و تقوی سید مذکور اطلاع تمام است ــــ لیکن بنوکری مقید نیست متاجر را باید که وجه اجوره بدون خدمت جایز ندارد که خیر و صلاح است۔

گرچه با انگشت پا نتوان گره را باز کرد
عقد های روزی از سعی قدم وا میشود

۴۴۔ به سلسله میر حبیب الله جون پوری

از وقایع کچهری دیوان اعلیٰ بغرض رسید که میر حبیب الله جونپوری که خدمت امانت جزیه داشت، مبلغ چهل هزار روپیه لا کلام از عین المال بادشاهی تصرف نموده۔ خود هم اقرار دارد۔ عنایت الله خان در کچهری نشانیده سزاولان شدید تعین کرده که ازو وصول کنند۔ و سید مذکور میگوید که جانی دارم از مال دنیا هیچ ندارم۔ بر فرد وقایع دستخط شد که زر وصول شده را باز سعی چرا باید کرد؟ قبل ازین از سوانح برهانپور مکرر بعرض رسیده بود که سید مسطور هرچه بهم میرساند بارباب استحقاق و مصارف خیر صرف میکند۔ هرگاه از مال این عاصی غرق معاصی هم به نیابت بمصرف خیر رسیده باشد۔ اعاده بیفائده است۔ نعوذ بالله من شرور انفسنا ۔

۴۵۔ اثنا عشر ــ لطیفه

از اسلام پوری عرف برم پوری که در ماه جمادی الثانی سنه چهل و دو برای فتح قلعجات دکهن کوچ فرمودند۔ حکم شد که هر روز مخلص خان که بخشی دویم بود ده نفر منصب دار از خانه زادان وغیره بغیر از دکهنیان بنظر مبارک گذارند۔ خان مذکور بعرض رسانید که اگرچه بموجب آیهٔ کریمه تلک عشرة کامله حکم شده است که مثل ده نفر هر روز بگذرد خیر۔ والا اگر دوازده هم شد مضایقه ندارد۔ حکم شد شما هم بیدلیل عرض نکردید۔

TooBaa-Research-Library

شعر

ساعات زمان و برج افلاک نگر
روز و شب و آسمان هم اثنا عشریست

محمد امین خان عرض کرد۔ بلی صحبت را عجب اثریست امروز معلوم شد۔ چرا در عوض دوازده چهار نباشد؟ فرمودند که چهار هم داخل دوازده است۔ تبسم کرده گفتند که چرا سه نباشد؟ لیکن دوازده باسه نسبت ضعفین مضاعف دارد۔ شما اختیار دارید در هرچه رفاه خلق الله زیاده باشد بعمل بیارید *

۴۶۔ تا نفس باقیست راه زندگی هموار نیست

بعد از فتح بیجاپور و حیدر آباد عمدة الملک مدار المهام عرضی کرد که الحمد لله بفضل قادر متعال و اقبال بیزوال دو ملک عظیم مفتوح شد ــــ الحال صلاح دولت درین است که رایات عالیات متوجه هندوستان بهشت نشان گردد۔ تا بر عالمیان معلوم شود که کاری باقی نمانده است۔ بدستخط مقدس رسید۔ عجب از آن خانه زاد همه دان که چنین عرض نموده ــــ اگر غرض آنست که بر مردم معلوم شود که کاری نمانده است خلاف واقع است۔ تا دمی از حیات فانی باقی است از شغل و کار خلاصی نیست۔

شعر

رهرو طول امل را رهبری درکار نیست
تا نفس باقیست راه زندگی هموار نیست
مشکل دل رمیده هوائی وطن کند
شبنم چنان برفت که یاد از چمن کند

اگر حضرت اعلی بودن دار الخلافت و مستقر الخلافت اختیار نمیکردند و همیشه در سفر میبودند ــــ کار باینجا نمیرسید که رسید۔ و اگر از راه پاس ادب عرض نمیکند در تردد قلعه گیری‌ها مشقت میکشد ــــ آینده در محاصره قلعه‌ها متوجه میشویم۔

TooBaa-Research-Library

شعر

غریق عشق چه اندیشه از خطر دارد
سر گذشته چه پروائی درد سر دارد

الحمد لله در هر مکان و هر جا که هستیم بسرور دل از تعلقات برداشته ایم۔ و مردن را برخود آسان کرده ایم۔

شعر

عقده دلبستگی را اندک اندک باز کن
ورنه مرگ این رشته را یکبار غافل میکشد

۴۷۔ کوچ در ایام علالت

در وقتیکه از برم پوری که از حضور بنام اسلام پوری مقرر بود، کوچ برای گرفتن قلعجات نمودند مقرر فرمودند که خواه صحت باشد خواه آزار بغیر از مقام جمعه روز دیگر مقام نخواهد شد۔ چنانچه تا رسیدن بخواصپور که آفت بزانوئی ایشان رسید دو بار آزار سخت شد۔ یکبار تپ و یکبار اسهال۔ لیکن غیر از جمعه هرگز مقام نشد۔ در ایام آزار بر تخت روان سرواز بخلاف صحت که بر تخت روان شیشه سوار شده سواری مقرر نمودند۔ بحسب اتفاق شب جمعه بود که زانو را در خواصپور آفت رسید۔ همان وقت فرمودند که نقاره کوچ زند۔ حمید الدین خان ازین راه که جرأت بسیار داشت عرض نمود که خلاف مقرری که در بر آمدن (از) اسلام پوری حکم شده بود بعمل می آید۔ تبسم نموده فرمودند که اگر قدری از علم منطق اطلاع میبود این عرض نمیکردید۔ سخن در مقام غیر جمعه بود۔ غرض اهتمام کوچ نه این که جمعه البته کوچ نشود۔ مفهوم مخالف معارض معنی اصل نمیشود۔

۴۸۔ ضرب العبد اهانت المولیٰ

میرزا افتخار دخترزاده عمدة الملک مدار المهام در دار الخلافت اوباشی را شیوهٔ خود ساخته دست تعدی بر اموال و ناموس مردم دراز کرده۔ مکرر باهمراهان خود در بازار آمده دوکان بقال و شیرینی فروش وغیره را بغارت داده۔ و زنان هنود که برای غسل بر سر دریا میرفتند بکسان خود گرفته انواع فضیحت و بی شرمی بآنها مینمود۔ از روی وقائع و سوانح هر

TooBaa-Research-Library

مرتبه که بعرض میرسید دستخط شد که عمدة الملک، چیزی دیگر دستخط نمی شد۔ تا آنکه یکبار بعرض رسید که گمنام نام بکسریه کتخدا شده زن در دولی و خود بر اسپ باهمراهیان خود از دروازه میرزا افتخار میگذشت۔ اوباشان باو خبر رسانیدند۔ چنانچه میرزا افتخار با جمعی از آنها آمده دولی را کشیده بخانه خود برد۔ دو نفر کشته شدند و شش نفر زخمی گردیدند۔ خبر بر مردم توپخانه بادشاهی رسید۔ میخواستند جمعیت نموده بر سر خانه میرزا افتخار هجوم نمایند۔ عاقل خان کوتوال را فرستاده مانع شد و خواجه سرای خود را نزد قمر النسا بیگم دختر عمدة الملک مادر میرزا افتخار فرستاده زجر و توبیخ بسیار نمود۔ چنانچه زن هندوی بیچاره را بعد از رفتن مشرب و ناموس حواله آن خواجه سرا نمودند۔ و جماعه توپخانه را تسلی داد که داخل وقائع سوانح میشود۔ البته از حضور تدارک خواهد شد۔ ازین سبب آنها دست از فساد برداشتند۔

بعد از مطالعه بر فرد دستخط شد که عمدة الملک مدار المهام حسب الحکم مقدس معلی به عاقل خان بنویسد که آن ابتر نابکار و آن ضایع روزگار رکس اشرار را در قلعه برده قید نماید۔ و اگر والده اش از شدت محبت که با پسر دارد جدائی اختیار نتوان کرد بنظر حکم رساند که چندول قمر النساء بیگم را برده بحرمت تمام او را در قلعه آورده با پسرش نگاه دارد۔ و عاقل خان خانه خوب لایق بودن قمر النسا بدهد۔ ازین راه که نسبت دختر خانگی دارد و موصوف بصفات حسنه است، رعایت او ظاهراً و باطناً باید کرد لیکن با فرزند ناخلف حضرت نوح نبی علی نبینا و علیه السلام را چه علاج شد که دیگری تواند کرد؟ بر مه منع ایذاء خلایق که ودیعت خالق اند، واجب و لازم است۔ پنجاه پیاده کوتوال بر دور خانه و سر دروازه چوکی باحتیاط بدهند که مانند مار (m) آن موذی از غار بر آمده نرود۔

شعر

این ناخلفان (n) خلقت شیطانی چند
بدنام کننده نیکو نامی چند

عمدة الملک همانوقت حسب الحکم نوشته بغیر از (p) مهر معه خط خود که برای عاقل خان

(m) در نسخه N — فاره آن موذی را از غاره بر آمدن نگذارند*

(n) همین در A — در R — خلف — در N و جلف و شیطانی — (p) در نسخه N — بغیر مهر کردن سروا:

TooBaa-Research-Library

نوشته بود از نظر اقدس گذرانید۔ مضمون خط آن بود که برادر مشفق مهربان من نظر بر محبت قدیم که از عهد اعلیٰ حضرت فیمابین است توقع نسبت عموگری بافتخر فاجر است۔ خواجه سرا را فرستاده او را بحضور خود طلب نموده پنجاه چوب خار دار بزنند فی الجمله تسکین و آرام در باطن محبت مواطن این برادر خواهد شد۔ خارهای چوبهای (q) کل خار خار دل این موت منزل را بر آرد۔ بعد مطالعه بر سر (r) خط دستخط شد که پسر دختر خاله را دیگری تنبیه نمیتواند کرد۔ اگر حیات وفا کند و اجل مهلت دهد که مراجعت بدار الخلافت شود انشاء الله (s) بدست خود تنبیه خواهم نمود۔ اورا بمارتبه فرزندیست۔ اما با فرزند ابتر چه چاره؟ (t) ضرب العبد اہانت المولی۔

۴۹۔ امیر خان را سرزنش

از وقائع کابل بعرض رسید که یازده هزار اسپ لائق بارگیر (b) بر سر دو اسپ یک سئیس داخل کابل شدند۔ بر فرد وقائع دستخط شد که عجب از امیر خان که خانه زاد تربیت کرده و مزاجدان ما بوده۔ این طور (c) غلطی نموده، گویا پنجهزار و پانصد (d) سوار جرار

فرستاده و خود هم خطی بعاقل خان نوشته که بعد از نظر اقدس بعد از آن که بگذرد مهر نموده ارسال دارد۔ مضمون۔ (q) در A و R خارهای چوبها خار خار دل الخ۔ در N خارهای چوبهای کل خار خار دل۔ (r) در A و R — بر سر فرد۔ (s) در N — بدست خود بعوض چوب کل خار دار بدستهای کل بیخار خواهم نمود۔ (t) در N — این قدر ها که گفته و نوشته شد ازین راه بود که ضرب العبد اہانت المولی۔ شخصی که صاحب نسبت باشد و باعث این افعال شنیعه گردد اہانت بکجا میباشد؟

(b) در نسخه N ... بارگیر که همیشه بعد از پسند کردن ناظم دار الخلافت بحضور می بروند بر سر (c) در نسخه N

TooBaa-Research-Library

از ملک بیگانه داخل ملک بادشاهی شدند۔ آخر همین مردم بودند که از دست افاغنه ملک (e) هند را انتزاع (f) نمودند۔ آئنده ازین فعل احتراز لازم داند۔ (g) و تدارک اینقسم کند که چون گله اسپان برسد بر بیست راس اسپ یک سئیس مقرر کند۔ آن هم ناکاره و پیر مضمحل بیچاره۔

۵۰۔ طمع را سه حرفست هر سه تهی

از عرضداشت امیر خان صوبه دار کابل بعرض رسید که از نوشته تهانه دار غزنین معلوم شد که فاصله سرحد ایران هژده کروه بود۔ الحال تهانه دار آن طرف که از جانب قندهار است میگوید که اگر رخصت شود که دو کروه این طرف تهانه نشیند هر سال صد اسپ عراقی بحضور میرسد۔ ازین راه که مکان تهانه سابق بی آب شده و در دو کروهی آبست، این التماس مینماید۔

دستخط شد که تهانه دار ایران را باب ورنگ آوردن و صوبه داری خود را بی آبرو ساختن کار عقلا نیست۔ لیکن

طمع را سه حرفست هر سه تهی

دو کروه این طرف رخصت دادن چه معنی دارد که دو قدم رخصت نیست؟ مسئله فقهی در همه مذهب سند است که اصرار بر صغایر عین کبایر است۔ عجب است از آن خانه زاد مزاجدان که از سن هفت سالگی در حضور تربیت شده از تدبیر ایرانیان غافل است۔ خود تصور کند که برای این کار سهل که دو کروه این طرف نشانیدن تهانه باشد، چگونه بصد اسپ عراقی که قیمت آن عمده میشود، راضی شده اند؟ همان مثل است که

غفلتی (d) در نسخه N — تورانی (e) همین در نسخه N لیکن در نسخه A و R — ملک گرفتند (f) در نسخه N بعد از نمودند — بهر حال المخطی لایعاقب والساهی لایعاتب یعنی خطا کننده را عقاب نمی شود و بر سهو کننده عتاب نیست — این ترجمه داخل دستخط خاص نیست (g) در نسخه N — تدارک گذشته این نوع کند که چون اسپان گله اند بر بیست راس یک سئیس مقرر کند۔ و آن هم انتخابی ناکاره یا پیر و مرحل (مضمحل) بیچاره۔

TooBaa-Research-Library

سر انگشت گیرد بفکر شکست
بیکبار جرأت نماید بدست
تو از فکر دشمن بغفلت مباش
همیشه رخ تیراش را خراش

مثل مشهور است که

عقل و دولت قرین یکدیگرند
هر کرا عقل نیست دولت نیست

عوام کالانعام فهمیده اند که هر که دولتمند (باشد) البته باید عاقل باشد۔ واین غلط است۔ معنی آنست که هر که عقل ندارد دولت او پایدار نیست پس گویا نیست۔ طول کلام درین مقام آهن سرد کوفتن و جامه کهنه دوختن است۔

۵۱۔ مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست

از وقائع ایران دیار فرستادهٔ محمد صادق ملک التجار بعرض رسید که شاه عباس از دارالملک اصفهان نقل مکان کرده در دو فرسخی شهر منزل نموده پیشخیمه سمت اغراباد فرستاد۔ حضرت همین وقت بر اسپ تازی خاصه سوار شده بر آمدند۔ آنوقت کسی را جرأت عرض نبود۔ محمد امین خان پسر میر جمله که نهایت گستاخی داشت بعرض رسانید که پیشخانه روانه نشده است۔ تا رسیدن پیشخانه توقف ضرور است۔

در جواب فرمودند که بی اطلاع معذور بودم۔ بعد علم تساهل و اهمال علامت زوال اقبال است۔ رسیدن پیشخانه چه ضرور؟ بیت۔

مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست
هر جا که میرود همه ملک خدا از او نیست

بعد از آنکه داخل باغ شدند دیوان عام نموده بارباب کار و متصدیان فرمودند که فردا کوچ خواهد شد۔ و در لاهور مقام خواهم کرد۔ خانسامان عرض کرد که تبه کوچ شده است، سرانجام رسیدن متعذر است۔

TooBaa-Research-Library

برفرد عرضی دستخط شد که سفر الابدی که مردم را از آن گریز نیست دفعةً بیخبر خواهد رسید۔ در آن وقت چه خواهم کرد؟ واین سفر را هم همان قیاس باید کرد، بطوریکه تا اینجا رسیده ام پیشتر هم خواهم رسید۔ بلکه احتیاج بمنزل هم ندارد۔ هر قدر توانم میروم۔ بیت۔

رهرو راه اجل را منزل در کار نیست

۵۲۔ فرق میان هندیان و ایرانیان

از وقائع تهانه غزنین بعرض رسید که سبحان قلی تهانه دار سرحد ایران خطی بامیر خان صوبه دار کابل نوشته بود که مابین هر دو سرحد فاصله چهار فرسخ است۔ الحمدلله در طرفین اخلاص و وفاق بهیچ جه شائبه جدائی و نفاق متصور نیست۔ باید که مردم هر طرف بطرف دیگر برای خرید و فروخت آمد و شد کنند که باعث آبادی هر دو مکان گردد۔ امیر خان در جواب نوشت که بحضور پرنور معروض می دارد۔ بهرچه حکم شود خواهد نوشت۔ و بهمین مضمون از سوانح کابل بعرض رسید۔ برفرد وقائع غزنین دستخط شد که جواب برفرد سوانح کابل۔ (برفرد سوانح کابل) دستخط شد که عجب از امیر خان خانه زاد میرزاجدان که اباعن جد بزرگان او در صحبت بزرگان دولت صاحب قرانی بسر برده اند که از مضمون این غافل بوده۔ بیت

چون شود دشمن ملائم احتیاط از کف مده
مکرها در پرده باشد آب زیر کاه راه

بغیر تعصب و عداوت گفته میشود که چون خود مربی ایران است عقل آن مردم باعتبار زودرسی و دوربینی نسبت بمردم هندوستان که زحل مربی ست، باضعاف مضاعف زیاده ست۔ لیکن قصوری که هست آنست که چون بشرکت زهره است آرام طلب واقع شده اند که بخلاف منسوبان زحل که محنتی مقرری اند۔ و جوار زحل نسبت بمشتری در حقیقت یاد داست۔ لیکن قدری در زحل پستی فطرت و دناءت است۔ مگر آنکه در زایچهٔ بعضی اشخاص که بحد ذاته کوکب دیگر اعانت کند۔ خلاصه کلام آنکه از حدت شعور ایرانیان

TooBaa-Research-Library

پرحذر بوده برگز این طور حرف صلح آمیز معروض ندارد که حمل بر قلت شعور آن خانه زاد خواهد گردید۔ بیت۔

پای بوس سیل از پا فگند دیوار را

۵۳۔ من حفر بیراً لاخیه فقد وقع فیه

جان نثار خان نائب صوبه دار حیدر آباد از طرف روح الله خان عرضی نموده بود که اگرچه خانه زاد بموجب عرض بخشی الملک روح الله خان نائب صوبه دار شده لیکن بخشی الملک بی سبب باعث ایذا میگردد و میخواهد که از نیابت معزول سازد۔ ازین راه که مزاج خان مسطور بطور مار همیشه در فکر آزار است امیدوار است که غلام طلب حضور شود که ازین وسواس شرالناس نجات یابد۔

بر بالای مارح دستخط شد یعنی حمار۔ بیچاره که نام او بالحاق حرف ح درست شده بی آزار است۔ لیکن خوئی بد را چه چاره؟

شرح دستخط۔ نیابت بتجویز او شده۔ در باب عزل چه اختیار دارد؟ همان مثل است که دزد را بگفتهٔ روستائی بندند و بگفتهٔ او وانمی کنند اگر شکوه کند۔ من حفر بیراً لاخیه فقد وقع فیه۔ یعنی تغیرئی خدمت تن بخشی گری۔

۵۴۔ محاسبه حکام

یار علی بیگ داروغه کچهری دیوان اعلیٰ عرض نمود که بموجب حکم هر که شش ماه جاگیر نیابد از وکیل معلّیٰ دعوی نموده طلب شش ماهه بگیرد۔ این معنی را پیشرفت مشکل بنظر می آید۔ خانه زاد نظر بر کفایت سرکار مقرر کرده است که تا وقت یافتن جاگیر دعوی نکنند۔ دستخط شد۔ السویل ثم السویل۔ نظر بر کفایت فانی نمودن و وبال باقی را خریدن کار عقلا نیست۔ چند روز صبر باید کرد که بعد انقضای ایام تمام ظلام این غرق بحر معاصی و ایام فرزندان ناخردمند مجلکای نیافتن جاگیر تا قیامت خواهند گرفت۔ باز محرف دستخط شد که شما که داروغه کچهری اید چرا سعی در باب جاگیر مردم نکنید ؟ که موجب نیکنامی دنیا

TooBaa-Research-Library

و حسنات عقبیٰ گردد۔ و این کمینه بیکینه از بار سنگین حقوق سبکبار گردد۔

اشعار

افسوس که عمر گشت بیهوده تلف
دنیا بتعب گذشت و دین رفت زکف
رنجیده خدا و خلق راضی نشدند
ضایع کردیم پارهٔ آب و علف

اگرچه ما بدیم و خود را بد میدانیم۔ لیکن حق تعالی از بد بدتر حفظ کند که بعد از ما خواهد شد۔

۵۵۔ با خاک شو برابر و گردن مکش زکس

روح الله خان دویم که میر حسن نام داشت، عرضی کرد که قلعه اسلام پوری نامحکم و کوچ رایات عالیات نزدیک، مرمت ضرور است۔ در ینباب هرچه حکم شود؟

شرح دستخط آنکه استغفرالله استغفرالله در مقام نامحکمی لفظ اسلام پوری نوشتن بیموقع بود۔ نام اصل آن که برمپوری است بایست نوشت۔ قلعهٔ بدن از آن نامحکمتر است۔ او را چه علاج؟

ما زشغل آب و گل بر خویشتن پرداختیم
خانه سازی را بخود سازی مبدل ساختیم

باز عرضی نمود که اگر حکم شود معمار سرکار والا قلعه برمپوری را ملاحظه نماید۔

دستخط شد۔ باوجود دستخط سابق اعادهٔ عرضی نمودن نوعی از بازی دادن است۔

شعر

معمار خود مشو که کنی خانه ها خراب
ویرانه باش کز تو بنای شود بلند
با خاک شو برابر و گردن مکش زکس
شاید غبار از سر پای نشود بلند

TooBaa-Research-Library

اگر حیات باشد و مراجعت نمایم مرمت را خواهم فهمید و اگر نوعدیگر شود چه ضرور که برای تتمه آیهٔ إنّما اموالکم و اولادکم عدوالکم زر غازیان را ضایع سازیم؟

۵۶- درچند روز حیات گذشتهٔ در سخن تفاوت نشده

عرضی منصور خان ناظم فجسته بنیاد از نظر گذشت. باینمضمون که معسکر ظفر اثر نزول اجلال باحمد نگر نموده. ضرور ست که معروض دارد که حکم اقدس و اعلیٰ صادر گردد که مرمت قلعه مبارک فجسته بنیاد شود که تا رسیدن رایات جهان کشا و الویه آسمانفرسا تیار شده باشد. شرح دستخط.

شعر

در لحد خاک کشاده است بغل بهر طلب
خواجه از بیخبری رنگ سرا می ریزد
زود باشد که درین غفلت ده حرص و طلبش
استخوانهاش جدا گوشت جدا میریزد

عجب از آن خانه زاد مزاجدان باوجود آنکه روزی که باحمد نگر رسیدیم مقرر فرمودیم که احمد نگر را ختم السفر بنویسد. پس هر گاه احمد نگر را ختم السفر گفته باشیم آمدن بفجسته بنیاد چه صورت دارد؟ در چند روز حیات گذشته در سخن تفاوت نشده انشاء الله تعالیٰ المستعان تا روز انتقال بسرای جاودان در اقوال و افعال تفاوت نخواهد شد.

۵۷- روز نو روزی نو

عنایت الله خان عرض نمود که مثل منصبداران که هر روز از نظر اقدس میگذرد غیر محصور و زمین جاگیر متناهی. امر نامتناهی با متناهی چگونه مساوی شود؟ بدستخط رسید که استغفرالله کارخانه بادشاهی نمونهٔ درگاه الٰهی است الخلق عیال الله والرزق علی الله. این راتبه رسان بیچاره ذلیل زیاده از وکیل رب الجلیل نیست. در بارگاه الٰهی اعتقاد بحصر و تناهی عین ضلالت و تباهی است. الحمد لله ثم الحمدلله اگرچه پا شکسته دل

TooBaa-Research-Library

نشکسته بعد از فتح قلعه ستاره بموجب عرضی ارشد خان جاگیر پنج هفت هزاری در تعلقه ملک این فانی آمده. از همین تنخواه دهند. هرگاه این با تمام خواهد رسید حق تعالی روز نو روزی نو خواهد داد.

۵۸- سزا به بعض منصب داران

در وقتیکه از ستاره بطرف قلعه پرلی کوچ فرمودند. طلب احشام و مردم توپخانه بسبب دیر رسیدن خزانه بنگاله چهارده ماهه شده بود. هر چهار هزاری معتمد در سر راه عرض دادند که احشام بگفته ما نیستند. میخواهند با تربیت خان میر آتش برهمزدگی نمایند. حکم شد که نصف طلب از خزانه عامره اندرون محل دهند و تتمه بر خزانه سیکاکول حیدر آباد تنخواه شد از آنجا بگیرند عمدة الملک دستک بنام دیوان حیدر آباد بنویسد و سزاولان همراه بدهد. مانسنگه و چتربهوج، این هر دو هزاری، قبول نکردند. و تربیت خان میر آتش را در اثناء راه از پالکی فرود آورده در عین باران نشانیدند. یار علی بیگ داروغهٔ هرکارها بعرض رسانید. همانوقت بداروغهٔ خزانه محل حکم شد که تمام و کمال طلب آنها بدهد. تا شام همان طور میر آتش را در باران نشانیده بودند. بعد رسانیدن طلب سوار کرده بخانه آوردند. فردا صبح هر چهار هزاری را خلعت مرحمت فرمودند و ارشاد شد که از شرارت میر آتش شما اینقدر شده بود. پانصدی از منصب تربیت خان کم شد. و همانقدر جاگیر تغیر گردید. بعد از یکهفته همان دو هزاری را فرمودند که بسیکا کول بروید و طلب شش ماهه همراهیان پیشگی بگیرید. و بدستخط خاص فرمان بنام جان نثار خان صوبه دار (صادر) شد که قسط بندی نموده هر روز بموجب قسط زر برساند. چنانچه این خبر بهر دو هزاری دیگر که در حضور بودند رسید. خاطر آنها جمع شد. درینولا حکم شد که آن هر دو هزاری هم به فجسته بنیاد رفته از تحصیل آنجا شش ماهه پیشگی همراهیان خود بگیرند. و حکم قسطبندی بنام معمور خان صوبه دار آنجا رفت. بعد از ده روز حکم شد که دو هزاری که پیشتر رفته اند در قلعه حیدر آباد آنها را محبوس نموده زرهای سابق و حال استرداد نمایند. و همین قسم بنام ناظم فجسته بنیاد هم حکم رفت که (زر) سابق و حال در قلعه دولت آباد محبوس نموده بگیرند.

TooBaa-Research-Library

۵۹۔ دربارۂ کام گار خان

کامگار خان پسر جعفر خان عرضی نموده بود که میرزا محمد نعمت خان که طینت خبیث او بهجو عادت نموده ابیاتی چند مشتمل بر کتخدائی این خانه زاد که منشاء آن تحریک جایز دانست (لیکن) انجا انتقای ساکنین باشد۔ مقرر کرده و غیر ازین فضیحتهای دیگر در آن مندرج ساخته که غلام رسوائی خاص و عام شده۔ امیدوار است که از حضور چنان تنبیه شود که دیگر جرأت این طور مزخرفات نکند ۔ واجب بود بعرض رسانیدن۔

بر لفظ واجب بود دستخط شد، حرام بود۔ و بر سر فرد عرضی دستخط شد۔ خانه زاد ساده لوح میخواهد که ما را هم درین رسوای شریک خود سازد۔ و پیشتر هم در باب ما مقصر نبود۔ تلافی باضافهٔ انعام شده که دیگر ارتکاب نکند ۔ باوجود این از خود کمی نکرده۔ زبان بریدن و گردن زدن مقدور نیست۔ باید سوخت و باید ساخت۔ رفق لا یرافقک ولا یفارقک۔

۶۰۔ نمام و بد گو

از سوانح فوج محمد اعظم شاه که در احمد آباد بودند بعرض رسید که محمد بیگ نامی که در فرقه احدیان سرکار نوکر است بعلت نمامی مصاحبت تمام بهم رسانیده۔ باعث ایذای اکثری از نوکران میشود۔ شرح دستخط۔ سیادت خان گرزداران شدید بفرستد که آن نمام ناتمام را که مخرب دولت است، پای پیاده بحضور بیارد که اضر بدیها برای سلاطین و ارباب دول مصاحبت نمام و بد گویان است۔ الفتنة اشد من القتل ۔ بطور ان الحیة ظاهره وسم و باطنه سم۔ حال نمام است که ظاهرش خوش آینده و باطنش سم قاتل۔ الحذر الحذر۔

۶۱۔ .... بوئے شراب از دہن خان مذکور به او رسید

از نوشته محمد اعظم وقائع نگار صوبه احمد آباد که خانه زاد والاشاهی بود، بعرض رسید که محمد امین خان ناظم صوبه در حالت مستی شراب دیوان کرده۔ دستخط شد که سبحان الله هذا بهتان عظیم۔ وکیل محمد امین خان این حقیقت را بموکل خود نوشت۔ ناظم مذکور سر دیوان حکم کرد که محاسن وقائع نگار کنده بباد دادند۔ این حقیقت هم بعرض رسید۔ دستخط شد که

TooBaa-Research-Library

کلام جناب مرتضی است الحدة نوع من الجنون ولا للجنون تالون۔ خانمسطور نهایت تندی در مزاج دارد۔ لیکن درینمقدمه آنچه معلوم میشود وقایع نگار تهمت نموده بود۔ او را چه یارا و طاقت بود که بوی شراب از دهن خانمذکور باو رسید؟ بهرحال تعذیر تعلق بما داشت۔ از ناظم بیجا بود۔ سزای وقائع نگار دروغ گو تغیر خدمت۔ و سزای ناظم منع خلعت روز جشن هر سال۔

۶۲۔ سزاو احتساب

یار علی بیگ داروغه سوانح بعرض رسانید که بزرگ امید خان عبدالرحیم سوانح نگار صوبه بهار را در مجلس خفیف کرده به بیحرمتی برخیزانید۔ اگر عتاب نشود دیگر ارباب تحریر دست از نوشتن حقایق نفس الامر برمیدارند۔ و نوکری صوبه داران اختیار خواهند کرد۔ اگر جناب اقدس عمل برین میفرمایند که ماده بر جزوء ضعیف میریزد غلامانرا از اطاعت چاره نیست۔ شرح دستخط آنکه این بیچاره هرگاه خود ضعیف باشد همه را از خورد و بزرگ ضعیف میداند۔ هو القوی صفت ذات پاک الهی است۔ لیکن خوردان را بر بزرگان هرگز تسلط نباید کرد۔ سزای سوانح نگار عزل منصب و برطرفی (از خدمت) است و سزای صوبه دار کمی منصب پانصدی باتغیری جاگیر۔

۶۳۔ عمل بر ضابطه لازم است

روح الله خان دوم که میر حسن نام داشت، از کمال تقرب و اعتبار بخدمت بخشی گری تن و خانسامانی امتیاز یافته بود۔ باوجود آنکه سه هزاری شده بود بنوبت خود در خواصی حاضر میشد۔ لیکن در پائین غرفهٔ عدالت استاده میشد۔ بمعرفت عمدة الملک اسد خان بعرض رسانید که ازین راه که منصب من سه هزاری است و منصب فیض الله خان سربازی که نیابت داروغگی دارد بفتصدی۔ اگر سربازی و نایب داروغه من شوم از فضل و کرم خانه زاد نوازی بعید نیست۔ حکم شد ـــ بشرط تغیری هر دو خدمت که دارد و مقرر شدن بفتصدی منصب چه مضایقه؟ سربازی باشد۔ بعده اسد خان عرض کرد، پس کجا استاده

TooBaa-Research-Library

شود؟ حکم شد بالائی خود جائی نیست مگر بر سر من۔ دیگر ارشاد شد که در برہم خوردن یک ضابطہ خلل بہمہ ضوابط میشود۔ باوجودیکہ ہیچ ضابطہ را برہم نزدہ ایم مردم اینقدر جرأت پیدا کردہ اند کہ التماس برہم خوردن ضابطہ میکنند۔ ہرگاہ این راہ جاری شود مشکل خواہد شد۔

۶۴۔ احکام برائے حکام

از سوانح صوبہ بنگالہ بعرض رسید کہ ابراہیم خان صوبہ دار از راہ تجبّر و غرور بالائی چار پائی نشستہ دیوان میکند۔ و قاضی و ارباب شریعت در پائین اہانت میکشند۔ بر فرد سوانح دستخط شد کہ عمدۃ الملک مدار المہام حسب الحکم مقدس معلی بناظم مذکور نویسد۔ اگر بسبب عذر مرض نمیتواند بر زمین نشست تا بحال آمدن معذور است۔ اطبای خود را تاکید نماید کہ زود معالجہ کنند۔ و سوانح نگار چون بیش منصب شدہ لایق سوانح نگاری نماندہ صدیٔ دیگر ہم اضافہ دادہ شد۔ بابراہیم خان بنویسد کہ فوجداری تعلقہ صوبہ خود باد بدبد تا اونیز از مزہ سوانح نوشتن ارباب تحریر آگاہ گردد۔ و یار علی بیگ سوانح نگار دیگر کہ فہمیدہ و فی الجملہ وقاری داشتہ باشد، تجویز نماید۔

۶۵۔ حکم برائے صوبہ دار ابراہیم خان

از سوانح احمد آباد صوبہ داری ابراہیم خان بعرض رسید کہ خان مسطور در پالکی سوار شدہ بمسجد جامع میرود۔ از آنجا کہ بادشاہزادہ پالکی بغیر از حکم حضور نمیشود ارباب تحریر گفتند چہ باید نوشت۔ در جواب گفت ہرچہ خواہید بنویسید۔

بر فرد سوانح دستخط شد کہ ابراہیم خان خانہ زاد مزاجدان است۔ از عہد اعلیٰ حضرت خلد مرتبت داخل امرا بودہ، ہرگز بید ستور از او بعمل نمی آید۔ ازین رو کہ دوبار صوبہ دار کشمیر شدہ در جمپان سواری نمودہ در ینجا تبدیل صورت کہ ارباب تحریر باشتباہ پالکی میگویند۔ عمدۃ الملک بنویسد کہ چرا کاری باید کرد کہ دستاویز ارباب تحریر باشد؟ و سزای نافہمی سوانح نگار آنکہ خدمت بحال پنجاہی از منصب کم و بقدر آن جاگیر تغیر۔

TooBaa-Research-Library

۶۶۔ تمرد تھانہ دار

از وقائع مچلی بندر بعرض رسید کہ سیدی یاقوت خان تھانہ دار دندا راجپوری عرضی بمہر خود داخل وقائع نمود کہ اگر متصدی گری دندا راجپوری بنام این غلام مقرر گردد در آبادی و ارسال محصول بادشاہی نسبت (بہ متصدیان) سابق مجرائی نمایان خواہد نمود۔ بر فرد وقائع دستخط شد کہ (بہ) چند تمرد و خودسری سیدی یاقوت خان از مدتی معلوم است (a)۔

۶۷۔ "شکر و سکر"

فرد عرضی دستخط رسید کہ اُرچہ طفل است لیکن او را طفل عاقل میدانیم۔ شاید عرضی در حالت سکر نمودہ باشد بسین مہملہ کہ شکر بشین معجمہ ہردو بوزن قفل۔ برای این طور شکر شین مسطور بر وزن (قفل) مدد نمیکند۔

۶۸۔ در جواب فتح اللہ خان

بفتح اللہ خان بنویسد کہ تردد او مفصل از عرایض معلوم شد و موجب مجرا شد۔ اما این جانفشانی را بخدمت فروشی مبدل نکند۔ بہ آزردہ کردن سرگروہ ما ما را سرگران ننماید۔

۶۹۔ تقیہ

روح اللہ خان وقت مردن وصیت کردہ (کہ) حضور قاضی عبداللہ از آنجملہ این ہم وصیت کرد کہ بندہ سنی است و از طور بزرگان برکنارہ است۔ ہردو دختر با اہل سنت و جماعت باید داد۔ چنانچہ قاضی بحضور اقدس عرضی این معنی کردہ۔ دستخط شد کہ تقیہ در زندگی است۔ وقت مردن تقیہ کردن تصرف تازہ است۔ شاید رعایت فرزندان و باز ماندہ با نمودہ باشد۔ بشرطی این تقیہ فائدہ خواہد کرد کہ پسران ہم قبول بکنند۔ بہرحال باید کہ بموجب وصیت بعمل آید۔ دختر کلان بشاہزادہ محمد عظیم و خورد بسیادت خان پسر سیادت

(a) در ہمین جا نسخہ N تا کامل تمام شدہ۔

TooBaa-Research-Library

خان مرحوم بدہند۔ روز دوم سیادت خان عرضی کرد کہ خانہ زادرا قبول نیست از کجا معلوم شد کہ دختر ہم مذہب اہل سنت و جماعت دارد؟ در صورتی کہ بر مذہب خود مصر باشد چہ باید کرد؟

٧٠۔ مارا بہ مذہب کسی چہ کار است

در وقتیکہ حضرت بہ عیادت روح اللہ خان آمدند در حالت غش بود۔ (a)چون بہوش آمد سلام کرد و این بیت خواند۔

شعر

بچہ ناز رفتہ باشد زجہان نیازمندی
کہ بوقت جانسپردن بسرش رسیدہ باشی

حضرت رقت کردہ فرمودند کہ در ہیچ حال از فضل الٰہی ناامید نباید شد۔ شفا و رجا از لطف او بعید نیست۔ لیکن چون آدمی را این امر ناگزیر است ہرچہ در (b)دل دارید بگوید البتہ پذیرا خواہد شد۔ دست دراز کردہ بر قدم مبارک مالیدہ التماس کرد کہ بتصدق این قدم در زندگی ہمہ آرزوہا بعمل آمد۔ والحال ہمین عرض است کہ نظر بر ناقابل بودن خانہ زادان (c)نفرمایند۔ و در ظل تربیت خود داشتہ ہر کدام کہ لایق کاری باشد با آن کار سرفراز فرمایند۔ (d)و ہر کہ نالایق باشد بر خانہ زادی اباعن جد او (نظر) فرمایند۔ فرمودند بدل و جان قبول کردیم۔ دیگر عرض کرد کہ در باب نسبت دو صبیہ کہ سابق ازین معرفت ناظر عرضی فرستادہ بود کہ این خانہ زاد معتدی شدہ بمذہب حنفیہ آمدہ است۔ و از اطوار بزرگان خود کنارہ گرفتہ است۔ ہر دو صبیہ را بانجیب زادہ کہ اہل سنت و جماعت باشد بدہند۔ الحال بالمشافہ معروض میدارد کہ غسل و تکفین خانہ زاد را با قاضی محمد اکرم بفرمایند

(a)در N بعد لحظہ کہ چشم واکرد سلام کردہ این بیت الخ۔

(b)در N ہرچہ باید گفت بگوید کہ البتہ بموجب عرض شما بعمل خواہد آمد۔

(c)در A فرمایند۔

(d)در ... ہم چشم و آبروی خانہ زادی اباعن جد در خاطر مقدس باشد۔

کہ آمدہ بعمل آرد۔ حضرت سرپایین کردہ تبسم کردند و فرمودند کہ فی الواقع محبت فرزندان ایشان از بی اختیار کردہ است۔ در عقل و تدبیر شما قصوری نیست۔ احتمال غالب آنست کہ این تدبیر جہت آن باشد کہ برعایت روح پاک سنی نظر توجہ بآنہا نمودہ شفقت داشتہ باشیم۔ لیکن بشرطی این تدبیر فایدہ میکند کہ آنہا ہم ہر کدام ہمین سخن بگویند۔ اصلا گمان نیست کہ این ننگ را بر خود قرار دہند۔ بہر حال مارا بحسب ظاہر شریعت عمل بوصیت شما باید کرد۔ این سخن فرمودہ فاتحہ خواندہ برخواستند۔ بعد از فوت خان مذکور بموجب وصیت قاضی آمدہ حاضر شد۔ آقابیگ نام کہ از نوکران معتمد روح اللہ خان بود رقعہ بخط خان مذکور و مہر او آوردہ بقاضی نمود کہ در وقت تغسیل و تکفین بموجب وصیت این عاجز و حکم اقدس اگر شریعت پناہ تشریف خواہند آورد باید کہ نیابت این کار بہ آقابیگ مقرر فرمایند۔ این بیچارہ را طاقت آن نیست کہ روادار تصدیعہ حضرت شریعت پناہ باشد۔ ہمین قدر کہ تشریف خواہند آورد باعث نجات این عاصی خواہد شد۔ این آقابیگ بحسب ظاہر نام آقائی و بیگی بر خود بستہ بود۔ لیکن از جملہ علمای کامل مذہبی شیعہ بود کہ حالت فضیلت او بر جناب مقدس نیز ظاہر بود کہ مکرر سخنہائی بیباک بالمشافہ در ضیا فتہا بر روی فضلا آوردہ۔ قاضی کہ این شق را ملاحظہ نمود از حقیقت کار آگاہ شد کہ طلب نمودن قاضی و غسل را بآقا بیگ مقرر کردن محض شکل خوشطبعی است۔ متغیر شدہ بہ محمد غوث وقایع نگار دارالقضا گفت کہ ہمین لحظہ داخل وقایع نماید و بدست قولی زود بحضور ارسال دارد تا جواب برسد۔ بعد از آنکہ فرد وقایع نویس از نظر اقدس گذشت دستخط شد کہ بقیہ تقیہ زندگی در وقت مردن برسوائی کشید و بخیہ بر روی کار آمد۔ بودن قاضی در آنجا احتیاط نیست۔ خان متوفی در ایام حیات بازی دادن را شعار خود ساختہ بود۔ بعد وفات نیز این شیوہ نامرضیہ را بعمل آوردہ باختتام رسانید۔ مارا بمذہب کسی چہ کار است؟ عیسیٰ بدین خود و موسیٰ بدین خود۔ مقدمہ نسبت دختر باہل سنت و جماعت ہم نوعی از خدعہ بود کہ امیرزادہ سادہ بیچارہ کہ باین بلا گرفتار شود، بی اختیار بہ محبت زن دست از مذہب چندین سالہ بزرگان خود باز داشتہ شیعہ جدید الایمان گردد۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔

TooBaa-Research-Library
TooBaa-Research-Library

۷۱۔ چهار مذهب بر حق است

وقتی که قلعه ستاره در محاصره بود در ایام ماه مبارک رمضان چهار نفر مسلمان و نه نفر هندو از جمله مردی که از قلعه برای جنگ بر آمده بودند دستگیر شدند۔ بقاضی محمد اکرم قاضی حضور حکم شد که باتفاق مفتیان صورت مسئله را تنقیح نموده معروض میدارد که چه باید کرد۔ بعد از تحقیق بعرض رسید که اگر کفار مسلمان شوند خلاص باید کرد و مسلمانرا سه سال در حبس باید داشت۔ بر فرد مسئله دستخط شد که این مسئله بطور مذهب سمحه حنفیه باید بطور دیگر بر آورد که ضبط سلطنت از دست نرود۔ مذهب سخت شیعه نیست که همین یک دیه ویک درخت باشد۔ الحمدلله چهار مذهب بر حق است و موافق عصر و وقت۔ قبل ازین برای آسانی مسائل مختلفه علما تحریر بر می آورند و قیاسهای درست میکردند۔ نباید که حرف شیعه را دست آویز کرد که اول من قاس ابلیس، بلکه اعتصام بذیل آسانی و مسلمانی باید نمود۔ بعده که این دستخط شد قاضی و مفتیان مسئله دیگر بر آوردند که از فتاوی عالمگیری بر آمده که هندو و مسلمانان را سدالباب بقتل باید رسانید۔ دستخط شد که قبول کردیم۔ البته قبل از افطار بقتل رسانند که تا سرهای طاغیان دیده نشود افطار نخواهد شد۔ چنانچه محرم خان باتفاق سرراه خان کوتوال نزدیک بغروب آفتاب سرهارا آورده در عدالت گذرانید۔

۷۲۔ عنقا را بلند ست آشیانه

از عرضی خان فیروز جنگ که محافظت بنگاه که در اسلام پوری بود و خدمت راهداری از برهانپور تا حضور داشت بعرض رسید که مقبره پیر کنیز والده خانه زاد آن روی آب بهیمر است۔ آبادی گنج آنجا که بسبب آن رسد بسیار باروی معلی میرسد لازم است۔ و این صورت بغیر از معافی جزیه هنود سکنه آنجا صورت نمیگیرد۔ حکم شود که عنایت الله خان سند معافی بفرستد۔

دستخط شد و ماکنت متخذ المضلین عضدا۔ آبادی گنج مقبره را خواستن و حکم نص قرآن حمید و فرقان مجید که درباب جزیه است که هم صاغرون باشد، برهم زده هم معذرون نمودن از کمال دانائی و اطاعت شرع واجب التعظیم که آن مخلص مزاجدان وارد بهزار

TooBaa-Research-Library

مرحله دور۔ ظاهراً جمعی از مصاحبان که یوسوس فی صدور الناس درشان آن جماعه اخس من الکناس است باعث اغوا و اضلال شده۔ بطمع خام این خیال ناتمام را در باطن ماخذ مواطن جای دادند۔ این پیر سالخورده کار آزموده چگونه بازی میخورد؟

بیت

برو این دام بر مرغ دیگر نه
که عنقا را بلند ست آشیانه

تمام شد کتاب احکام عالمگیری تصنیف حمیدالدین خان
نیجه عالمگیری باهتمام جدوناته سرکار

TooBaa-Research-Library

فہرست اعلام

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۲	ٹوپیا	ٹوپیاں
۴۶	۱۵	تمہی	تمہیں
۴۷	۱۲	وہ۔بھی	وہ۔بھی
۴۸	۱۰	جس	جس وقت
۵۰	۶	ہنی	ہنی
۵۱	۴	جو اس	جو اس کی
۵۱	۱۴	زانوں	زانو
۵۲	۱۱	قبل خانہ	فیل خانہ
۵۲	۱۵	فیل بانو	فیل بانوں
۵۲	۰۹	عرض پر	عرضی پر
۵۲	۲۰	(کس کا)	(کسی کا)
۵۲	۱۰	نو	بانو
۵۳	۱۲	انب	نائب
۵۷	۷	چھٹنیے	جھٹنیے
۶۵	۰۳	جمع	جمعے
۶۵	۱۳	مہائے	مہیائے
۶۶	حاشیہ	۱۹۶۳ء	۱۶۹۳ء
۷۱	۱۹	بانوں	بانو
۷۲	۱۷	اب۔جبکہ	(حذف کیا جائے)
۷۳	۶	جیسے	جسے
۷۹	۱۳،۱۲	(شعر یوں پڑھیں)	

زاغ دم سوے شہر و سر سوے دہ
دم کی زاغ از سر او بہ

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۲	۹	فرخ سید	فرخ سیر
۸۳	۹	غلاموں	غلاموں کے ساتھ
۸۶	۵	ظلم، مرگ حرست	ظالم، مرگ دست
۸۶	۶	پر عقاب تیر	پر عقاب پر تیر
۸۷	۱۶،۱۷	اور وہ کل وقت کا ایک ہوتا ہے	اور اس کا صاحب اس کا مالک ہوتا ہے
۹۳	۱۷	کنچنبوں	کنچنیوں
۹۵	۲	بدھم پوری	برھم پوری
۹۵	۳	مخلص خاں کی جو	مخلص خاں جو
۹۶	۱۵	بسی	(حذف کیا جائے)
۹۷	۱۹	متبسم	تبسم
۹۹	۴	چندرول	چنڈول
۱۰۱	۴	نظر	نذر
۱۰۱	۱۰	اصرار کرے ہے	اصرار کرتا ہے
۱۰۱		آخری ہٹی	ہٹی
۱۰۲	۱۵	یک سخت	یک لخت
۱۰۳	۱۰	لوگ دوسری طرف آبادی	لوگ دوسری طرف برائے خرید و فروخت آمد و رفت رکھیں تا کہ آبادی
۱۰۵	۵	سرکار	سرکار کی
۱۱۹	۱۹	قاضی کے پاس آیا	قاضی کے پاس آیا کہ

AF 1159

TooBaa-Research-Library

TooBaa-Research-Library